یہ وہی انگریزی نظام ہے!

مگر اب یہ 'اسلامی' بھی ہے

حامد کمال الدین

- آج کے اسلامی تحریکوں سے وابستہ نوجوانوں کو عقیدہ کے ایک اصیل متوازن منہج سے آراستہ اور ایک ٹھوس فکری اہلیت سے لیس کر دینے کی ایک سنجیدہ کوشش

- اہلسنت گروہوں سے وابستہ تحریکی و جہادی و سماجی عمل کو علمی و ثقافتی پہلوؤں سے مضبوط کر رکھنے کی سعی

ایقاظ کے

تازہ اورگزشتہ مضامین آسان فہرست کے ساتھ

علاوہ ازیں **آڈیوز اور مطبوعات** کے لیے

ملاحظہ فرمائیں:

www.eeqaz.com

برائے تبصرہ وسوالات: mudeereeqaz@gmail.com

سہ ماہی یا مطبوعات طلب کرنے کیلئے: matbooateeqaz@gmail.com

پرچہ یا کتب طلب کرنے کیلئے براہ کرم صرف اور صرف اس نمبر پر فون کریں:

03234031624

تبصرہ وسوالات کیلئے ان فون نمبرز پر:

0333-6963766 **0332-8111789** **0323- 6490639**

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

تالیف: حامد کمال الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

یہ وہی انگریزی نظام ہے
مگر اب یہ 'اسلامی' بھی ہے!

حامد کمال الدین

مطبـــــــوعات ایقـــــاظ

خواتین وحضرات!
ادارہ ایقاظ مقدور بھر کوشاں ھے کہ یہاں کے سنجیدہ و با اثر طبقوں تک یہ کتاب زیادہ سے زیادہ پہنچائی جائے۔ اگر آپ بھی اِس کار خیر میں حصہ لینا پسند کریں تو آپ کے کھاتے سے جتنی کاپیاں آپ ادارہ کو ھدایت کریں یہاں کی اھم اھم شخصیات، لائبریریوں، اسلامی سنٹروں اور تحریکی حلقوں کو ارسال کر دی جائیں گی۔ اس مقصد کیلئے فی کاپی Rs80 یا $1 کے حساب سے آپ ادارہ ایقاظ کو رقم بھجوا سکتے ھیں۔
IDARA EEQAZ A/C# 021 50200 000 1228 Meezan Bank, Gulshan-e-Ravi Br, Lahore.

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

فہرست

پاکستان بھر میں ہماری کتب، وسہ ماہی ایقاظ کے ڈسٹری بیوٹر:

کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، فون: **7320318, 7239884**

فضلی بکس سپر مارکیٹ، اردو بازار کراچی **2212991**

ایقاظ آڈیوز کیلئے ہمارے ڈسٹری بیوٹر: **علمی کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر** کراچی Ph: 7700237, 03332215687

بذریعہ ٹیلیفون، SMS، خط یا ای میل ہم سے براہ راست بھی منگوا سکتے ہیں۔ ہمارا پتہ:

336 D سبزہ زار، لاہور **Ph: / 0323-4031624, 0322-8768113**

www.eeqaz.com www.eeqaz.org

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اس نظام میں......'مذہب' کے خدا کو 'قانون' کے دائرے میں بہرحال 'قانون' ہی کے خدا کی منظوری درکار رہتی ہے۔ 'قانون' کے خدا کی منظوری کے بغیر 'مذہب' کا خدا جو مرضی کہہ لے اُس کا کہا 'مذہب' تو ہوتا ہے 'قانون' نہیں۔

واقعتاً یہ نظام اس پر معترض نہیں کہ 'مذہب' کی کوئی بات کسی وقت 'قانون' بنا دی جائے۔ مگر اس کی رو سے ہیں یہ دو الگ الگ چیزیں۔ اور یہی بات غور طلب ہے۔

'مذہب' یہاں قانون بن ضرور سکتا ہے البتہ 'مذہب' خودبخود 'قانون' نہیں......!

جبکہ اللہ کے ہاں ''دین'' وہ ہے جو بیک وقت 'مذہب' بھی ہو اور 'قانون' بھی۔ اللہ کے ہاں سے جو کچھ اتر آیا ہے، **کسی بھی اضافی شرط کے بغیر**، وہ آپ سے آپ 'مذہب' ہے اور آپ سے آپ ہی 'قانون'۔ **جتنا وہ 'مذہب' ہے اتنا ہی وہ 'قانون'** ہے۔ اسکی ایک حیثیت کو ماننا اور دوسری کو نہ ماننا خدائے مالک الملک کے ساتھ کھلا کفر ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيْدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيْداً — وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِيْنَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُوداً — فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآؤُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ إِحْسَاناً وَتَوْفِيْقاً — أُولَـئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّهُ مَا فِيْ قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِيْ أَنفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيْغاً — وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً — فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِيْ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيْماً (النساء: ٦٠– ٦٥)

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

''(اے نبیؐ) کیا تو نے نہیں دیکھا ایسے لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (شریعت) پر جو تجھ پہ نازل کی گئی اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی، مگر **چاہتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے لے کر جائیں طاغوت کے پاس، جبکہ ان کو حکم دے رکھا گیا ہے کہ وہ اس (طاغوت) کے ساتھ کفر کردیں**۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر بہت دور کی گمراہی میں لے جائے۔ اور جب ان سے کہا جائے آ ؤ اس چیز کی طرف جو نازل فرما رکھی ہے اللہ نے اور (آ ؤ) رسولؐ کی طرف، تو تو منافقوں کی یہ حالت دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب ان کے اپنے ہاتھوں کے کئے کے بدلے ان پر مصیبت آئے گی، تب آئیں گے یہ تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا کچھ مقصود نہ تھا سوائے بھلائی کے اور موافقت لے آنے کے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ہی جانتا ہے کیا ان کے دلوں میں ہے، پس تو ان سے کنارہ کر، ان کو نصیحت کر، ان کو ان کے نفوس سے متعلق قولِ بلیغ کہہ۔ **اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسی لئے تو بھیجا کہ اللہ کے اذن سے اس کی بات تسلیم ہو**۔ اور اگر یہ لوگ بھی جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے، آ جاتے تیرے پاس، پھر بخشش مانگتے اللہ سے، اور رسول بھی ان کیلئے بخشش مانگتا، تو ضرور وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ **تو پھر قسم ہے تیرے پروردگار کی (اے نبیؐ) کہ یہ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ تجھ ہی سے فیصلے نہ کرانے لگیں اپنے ان سب معاملات کے جو اِن میں باعث نزاع ہوں، پھر تیرے اس فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی تک محسوس نہ کریں، بلکہ جب تلک سر بسر تسلیم نہ ہو جائیں**۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

پیش لفظ

زیرِ نظر مضمون فی الحال نامکمل ہے......

'سلطانیِ جمہور' کے رائج الوقت نظریہ و نظام کے حوالے سے، ہمارا یہ مضمون بہ عنوان 'یہ وہی انگریزی نظام ہے، مگر اب یہ 'اسلامی' بھی ہے'، چند سال پیشتر سہ ماہی ایقاظ میں شائع ہوا تھا۔ اس کی تین قسطیں آئی تھیں، جبکہ اس موضوع سے متصل کچھ دیگر پہلوؤں پر لکھا جانا ابھی باقی تھا، اور تا حال اس کا موقعہ نہیں مل پایا تھا۔ ہمارا اپنا اِرادہ یہی تھا، اور ہے، کہ اس مضمون پر کچھ مزید کام کرنے کے بعد اس کو ایک مستقل تالیف کی صورت میں لایا جائے۔ تاہم، حال ہی میں 'جمہوریت' کے تعلق سے جو ایک بحث از سرِ نو چل نکلی ہے، اس تعلق سے، ہمارے بعض قارئین کی جانب سے تقاضا ہوا کہ اس مضمون کے اب تک شائع ہونے والے حصے یکجا شائع کر دی جائیں۔ یوں بھی اس کی ضرورت اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ ایقاظ کے وہ پرانے شمارے جن میں یہ مضمون شائع ہوا تھا ہمارے پاس زیادہ تعداد میں اب دستیاب نہیں۔ چنانچہ مناسب جانا گیا کہ افادۂ عام کیلئے اِس مضمون کے اب تک قلمبند ہو چکے اجزاء ہی کو تھوڑی بہت تبدیلیوں اور اضافوں کے ساتھ فی الحال شائع کر دیا جائے، مستقبل میں جب اِس پر مزید کام کر لیا جائے گا اور کچھ مزید بحوث بھی اس میں ضم کر دیے جائیں گے تو اسے ایک مستقل تالیف کی صورت میں شائع کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

دریں اثنا، اگر اِس مضمون سے متعلق کوئی اعتراضات سامنے آتے ہیں، یا اس میں کسی اشکال یا ابہام کی نشاندہی کر دی جاتی ہے، تو یہ بات مضمون کے بعض جوانب کو بہتر بنانے اور اس سے متصل بحوث کو مفید تر بنانے کا سبب بن سکتی ہے۔

حامد کمال الدین

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

'کون سی جمہوریت'؟!

ہمارے اس مضمون میں، بلکہ جمہوریت کی بابت ہمارے بیشتر مضامین میں، ہوسکتا ہے ایک معروضی (Objective) انداز کی گفتگو آپ کو خاصی کم ملے۔ وجہ یہ نہیں کہ معروضی انداز کی افادیت ہماری نگاہ سے روپوش ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خود اسی موضوع کا کچھ یہ تقاضا سا ہو گیا ہے۔ یہ مضمون پڑھنے کے بعد امید ہے آپ ہمارے ساتھ اتفاق فرمائیں گے......

معاملہ کچھ یوں ہے کہ جمہوریت کے بارے میں کوئی ایک بات کہنا خاصا مشکل بنا دیا گیا۔ اسکے اتنے چہرے ہیں کہ اس پر 'معروضی انداز' سے بات کرنا کسی مسئلہ کا حل نہیں رہ گیا ہے۔ جمہوریت کے بارے میں آپ کچھ بھی کہہ لیں، آپ کوئی 'نرالی' بات نہ کریں گے! اس کے بارے میں سب کچھ کہا جا چکا ہے! ایک خاصی بڑی تعداد یہاں آپ ایسے لوگوں کی پائیں گے جو 'ایک لحاظ سے' جمہوریت کو 'بجا طور پر کفر اور شرک' مانتے ہوں گے تو کسی 'دوسرے لحاظ' سے وہ جمہوریت کا مطالبہ کرتے ہوئے دیکھے جاسکیں گے۔ چنانچہ جمہوریت کو آپ حرام کہہ کر کوئی نئی بات کریں گے اور نہ حلال کہہ کر!

معروضی انداز کسی چیز کا ثبوت دینے کیلئے اختیار کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کی پیچیدگی 'ثبوت' دینے یا نہ دینے سے بڑھ کر ہے۔ ہماری اُلجھن یہ ہے کہ جمہوریت کو دیکھنے کیلئے یہاں بے شمار 'اعتبار' ہیں؛ کسی اعتبار سے یہ کفر ہے تو کسی اعتبار سے یہ عین اسلام ہے۔ کسی اعتبار سے یہ حرام ہے جبکہ کسی اعتبار سے یہ حلال ہی نہیں واجب بلکہ اَوجب الواجبات ہے۔ کسی اعتبار سے یہ مغربی ہے اور کسی اعتبار سے مشرقی بلکہ قرون اولیٰ اور سلف صالحین کا ورثہ! آپ اسکی مذمت کریں تب اوپرے نہیں لگیں گے۔ آپ اسکی تعریف کریں تب برے نہیں لگیں گے۔ دونوں صورتوں میں آپ کی بات 'درست' مانی جاسکتی ہے البتہ اسکا معنی ومراد، سننے والے اپنے اپنے 'مفہوم' کے مطابق متعین کریں گے۔ اب ایسے میں ایک 'معروضی انداز' کی گفتگو کیا کر پائے گی!؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

بیک وقت بہت سے مفہومات رکھنے کے باعث جمہوریت اب ایک ایسی چیز بن گئی ہے کہ اسکے خلاف 'دلائل' بڑی حد تک بے اثر ہو جاتے ہیں۔ اس پر کی گئی تنقید اور مذمت بڑی حد تک بے سود ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی علمی تنقید سے 'پورا پورا اتفاق' کر لیا جاتا ہے مگر اسکو جمہوریت کے اُس مفہوم کی طرف پھیر دیا جاتا ہے جو 'مغرب' سے تعلق رکھتا ہے۔ 'مشرق' کی جمہوریت پھر بچی رہتی ہے! یہ ایک 'زرہ بکتر' ہے جو اسے پہنا دیا گیا ہے اور اسکے باعث اس پر کیے گئے سب وار ناکام جاتے ہیں۔ البتہ اسکی تحسین ہو تو وہ پوری کی پوری اس تک پہنچ جاتی ہے!

جمہوریت کو بہت سی قسموں میں تقسیم کر کے اس میں یہ خوبی پیدا کر لی گئی ہے کہ ہر قسم کی علمی تنقید کو یہ بڑے آرام سے طرح دے جایا کرے! اس جمہوریت پر یہاں کے لادین تنقید کریں تو اس کی ذمہ داری یہاں کے دینداروں کو اٹھوا دی جائے اور اس کا رخ یہاں کی مشرقی اور 'مذہبی' مجبوریوں کی طرف کر دیا جائے۔ اسی جمہوریت پر کوئی اسلامی بنیادوں پہ تنقید کرے تو اس کا رخ جمہوریت کے مغربی مفہوم کی طرف کر دیا جائے! البتہ وہ نظام جو جمہوریت کے نام پر یہاں رائج ہے وہ اُس تنقید سے بھی بچا لیا جائے جو یہاں کے 'لادین اصول پسند' اس پر کرتے ہیں اور اُس تنقید سے بھی اس کو محفوظ رکھا جائے جو یہاں کے 'مسلم اصول پسند' اس پر کرتے ہیں!

ایک عرصے سے ہمارے یہاں جمہوریت کے خلاف اسلامی بنیادوں پر خاصے علمی انداز میں کام کرنے کی بھی متعدد قابل قدر کوششیں ہوتی آئی ہیں، جو کہ یقیناً قابل ستائش ہیں۔ جمہوریت کے خلاف خاصے نصابی (Academic) انداز میں بھی بہت کچھ لکھا گیا اور کئی ایک اچھی تصنیفات اس موضوع پر اب دستیاب ہیں۔ بلاشبہ یہ ہمارے نظریاتی لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے اور ان تصنیفات کی اہمیت کم کرنا ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں ہے، کیونکہ جمہوریت کے خلاف ایک موضوعی انداز سے دیے گئے دلائل بہر حال اپنی جگہ اہم اور ضروری ہیں...... البتہ یہ وہ کل کام نہیں جو اس شجرۂ خبیثہ کو اکھاڑ دینے کیلئے ضروری ہے۔

بلاشبہ جو ہم لکھیں گے وہ بھی ہرگز وہ کل کام نہ ہوگا جو اس شجرۂ خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے مطلوب ہے۔ لکھنے لکھانے کے سوا بہت کام ہیں جو اس میدان میں عملاً کئے جانا ہیں۔ ہماری

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

بھی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اس میدان میں جو کوئی کمی تھی وہ ہماری ان تحریروں سے اب پوری ہوا چاہتی ہے۔ مراد صرف یہ ہے کہ جمہوریت کے کریہہ جثہ سے تدلیس کی یہ زرہ اتارنے کی کوشش ہمارا مقصود ہے اور ہماری اس تحریر یا ان تحریروں کا یہی اصل ہدف۔

دراصل یہ وہ زرہ بکتر ہے جس کے باعث اس نظام پر کئے گئے بہت سے علمی اور مدلل وار بھی ناکام چلے جاتے رہے ہیں۔ کیونکہ دینی حلقوں کی جانب سے کئے جانے والے ان علمی و نظریاتی حملوں کا رخ بڑی سمجھداری کے ساتھ جمہوریت کے کچھ 'غیر اسلامی' اور 'مغربی' مفہومات کی جانب پھیر دیا جاتا رہا ہے اور نفسِ جمہوریت اس تدبیر سے صاف بچالی جاتی رہی۔ جمہوریت پر ان علمی اور اکادمی (Academic) انداز کے حملوں کی افادیت اب بھی ختم نہیں ہوگئی۔ اس پر کام کی گنجائش یقیناً باقی ہے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ تیزی آجانا بھی بے حد مطلوب ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ کہ اسکے جس جس حصے کو ممکن ہو تدلیس کی اس زرہ بکتر سے ہی محروم اور برہنہ کر دیا جائے۔ تب اس پر کئے گئے سب 'علمی حملے' اور 'معروضی دلائل' بھی خود بخود کارگر ہونے لگیں گے۔ یوں جمہوریت کے خلاف پچھلے کئی عشروں میں جو بڑی حد تک ایک نظری انداز کا کام ہوا ہے خود وہ کام بھی آپ سے آپ کارآمد اور 'عملی' ہو جائے گا۔

اس بات کی بہرحال ضرورت ہے۔ ہماری یہ تحریر یا سلسلۂ تحاریر اسی سمت بڑھنے کی ہی ایک کوشش ہیں..........خلاصہ یہ کہ:

جہاں تک جمہوریت پر ایک علمی انداز کا کام کرنے کا تعلق ہے تو وہ ہمارے اردو اسلامی لٹریچر میں مفقود نہیں۔ اس میں اضافہ کی گنجائش یقیناً ہے مگر اس سے زیادہ جس بات کی گنجائش اور ضرورت ہے وہ یہ کہ جتنا علمی کام اس پر اب تک ہو چکا ہے اسی کو مؤثر کیا جائے یعنی وہ علمی کام جو اب تک ہو چکا ہے جمہوریت کے اس ناروا وجود کو پہلے اس کی زد میں لے آیا جائے۔ اس کے بغیر، ہم سمجھتے ہیں، جمہوریت پر ایک معروضی انداز میں لکھا گیا کوئی ایک آدھ مقالہ یا کتاب یا حتی کہ کوئی لائبریری بھی ہو وہ کوئی بہت بڑا فرق نہ لا سکے گی اور یہ 'الجھن' جو اِسکے گرد نہایت سمجھداری کے ساتھ ڈال رکھی گئی ہے، جوں کی توں باقی رہے گی۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

یہ نظام
پہلے بھی شرک تھا، آج بھی شرک ہے

اس نظامِ شرک کو مسترد کرنا ہمارے پیشِ نظر صرف اس لئے ہے کہ یہ ہمارے دین کے اصل الاصول سے متصادم ہے......

حکم دینا اور قانون صادر کرنا ہمارے دین کی رو سے صرف اور صرف اللہ احکم الحاکمین کا حق ہے:

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَداً (الکہف:۲۶)

''اور وہ اپنے فیصلہ میں کسی کو شریک نہیں کرتا''

انسانوں کو اس کے احکامات 'پاس' نہیں کرنے بلکہ نہایت عاجزی سے اس کی اطاعت اور اس کے احکامات کی فرمانبرداری کرنی ہے۔ وہ جو حرام ٹھہرا دے وہ حرام ہے۔ شرعاً بھی حرام ہے اور قانوناً بھی۔ کیونکہ اسلام میں شریعت ہی قانون ہے.. اور کسی بھی اضافی شرط کے بغیر قانون ہے۔ شریعت انسانوں کے ہاتھوں پاس ہو کر قانون کا درجہ نہیں پاتی بلکہ جب یہ خدا کے ہاں سے نازل ہوتی ہے تو اس کو یہ سب درجات اور مراتب خدا کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں۔

رسول پر اگر کچھ اترتا ہے تو وہ اسی لیے اترتا ہے کہ غیر مشروط طور پر اس کی اطاعت ہو:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (النساء: ٦۴)

اور نہیں بھیجتے ہم کوئی بھی رسول مگر اس لئے کہ اطاعت ہو اس کی، اللہ کے حکم سے''

نہایت واضح ہو، رسول پر جو اترتا ہے وہ محض 'مذہبی جائز و ناجائز' نہیں ہوتا۔ اسلام میں 'مذہبی جائز و ناجائز' اور 'قانونی جائز و ناجائز' الگ الگ ہوتے ہی نہیں۔ اسلام میں 'مذہبی جائز و ناجائز' اور 'قانونی جائز و ناجائز' کو الگ الگ کرنا دو خداؤں کو ماننا ہے ایک وہ خدا جس سے 'مذہبی جائز و ناجائز' لئے جائیں اور ایک وہ خدا جس سے 'قانونی جائز و ناجائز' لئے جائیں۔

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

یہ 'مذہب' اور 'قانون' کی تقسیم واضح طور پر شرک ہے۔ یہ کلیسا کا دین ہو تو ہو ''اسلام'' نہیں۔ 'مذہب' خدا کے ہاں سے آئے گا اور 'قانون' اسمبلیاں پاس کریں گی، یہی تو شرک ہے۔ وہ ذات جس نے محمد ﷺ کو ھدیٰ اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے صرف اس لئے بھیجا ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ لے کر مبعوث ہوئے ہیں وہ دین (مذہب+قانون+تہذیب) کی سب صورتوں پر غالب و برتر مانا جائے اور دین اپنے اس کلی معنیٰ میں سارے کا سارا ایک خدائے وحدہ لاشریک کیلئے ہوجائے۔ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه !!!

البتہ اس نظام کی رو سے اللہ احکم الحاکمین جس چیز کو حرام ٹھہرا دے وہ شرعاً تو حرام ہوگی مگر قانوناً حرام نہیں۔ قانوناً حرام وہ اس وقت ہوگی جب عوامی نمائندے اکثریت رائے سے اسے حرام ٹھہرا دیں اور اگر عوامی نمائندوں کی اکثریت اسے حرام نہ ٹھہرائے تو وہ شرعاً ناجائز ہوگا اور قانوناً جائز۔ دوسرے لفظوں میں ......خدا کا فرمایا ہوا کچھ بھی ہو قانون نہیں۔ اس نظام کی رو سے دین کی کوئی بات خواہ کتنی بھی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت کیوں نہ ہو اس کا خدا کے ہاں سے نازل ہوا ہونا اس کے 'قانون' ہونے کیلئے کافی نہیں۔☆ کوئی چیز خالق کے اپنے کلام یا اس کے رسول ؐ کی سنت متواترہ تک میں، خواہ کتنی ہی صراحت سے حرام کیوں نہ کر دی گئی ہو، وہ قانوناً جائز ہے جب تک کہ نمائندگانِ خلق کی اکثریت اسے ناجائز نہ ٹھہرا دے۔ خدا کے ٹھہرائے ہوئے کسی واضح اور قطعی حرام کو حرام ٹھہرانے میں اب عوامی نمائندے پچاس سال لگائیں یا سو سال یا کبھی بھی اس کو حرام نہ ٹھہرائیں یہ عوامی نمائندوں پر ہے البتہ خدا کی اتاری ہوئی ایک بات قانون نہ مانی جائے گی جب تک اسمبلیاں خدا کی اتاری ہوئی اس بات کو 'پاس' نہ کر دیں!

یہ بہت ہی بڑی جرأت ہے جو احکم الحاکمین رب العالمین کے سامنے یہ مشرکانہ نظام انسانوں سے کرواتا ہے۔ اس نظام کا یہ شرک ہی ہمیں اس بات سے مانع ہے کہ ہم اسکو اپنی اجتماعی زندگی میں قبول کریں اور کبھی ایک لمحے کیلئے بھی اسکو درست مان لیں۔ جو شخص بھی اپنے رب کے

☆ یہاں تک کہ ـــ بسا اوقات ـــ دین کا ایک بنیادی مسلّمہ آئین کے باب 'بنیادی حقوق' کے ساتھ ہی متصادم قرار دیا جائے گا اور اس پر عمل پیرا ہونا، از روئے آئین، جرم۔ اسکی کچھ تفصیل کیلئے دیکھئے صفحہ ۳۲، ۳۳۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

مقام سے واقف ہے اور اس نظام کی حقیقت جانتا ہے وہ اس نظام کے درست ہونے کی شہادت دینا اپنے لئے کفر جانے گا چاہے یہ نظام دنیا میں اس کیلئے یا اسکی قوم کیلئے دودھ اور شہد کی نہریں بہا لانے کا شرطیہ سبب کیوں نہ ہو۔ کجا معاملہ یہ ہو کہ یہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں کو بیک وقت اجاڑنے کا سبب ہوا اور استعماری قوتوں کے ہاتھوں ہمارے دینی اور دنیاوی استحصال کا ایک مؤکد ذریعہ!

یہ حقیقت ہی کہ: غیر اللہ کا اختیار اس نظام کے اندر ختم نہیں ہو گیا ہے، ہمارے اس کتابچہ کا اصل مرکزی مضمون ہے......

رہ گیا وہ فلسفہ کہ 'جمہوریت' کو اگر محض ایک انتظامی طریق کار کے طور پر لیا جائے نہ کہ 'حاکمیتِ جمہور' کی بنیاد پر، یعنی حکم اور قانون کے باب میں اول و آخر خدائے رب العالمین کی شریعت ہی ملک کا دستور ہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا فرمایا ہوا ہی حرفِ آخر، البتہ اس شریعت کو لاگو کرنے والے 'اولی الامر' کے چناؤ کی حد تک عوامی نمائندگی کا کوئی طریق کار اپنا لیا جائے......تو اس سے قطع نظر کہ اہل کفر کے ہاں مستعمل الفاظ اور اصطلاحات پھر بھی قابل اعتراض ہی رہیں گے، اور اس مجوزہ فلسفہ کی تفصیلات کو بھی فی الحال ایک طرف رکھتے ہوئے، اِس کے مضمون پر یقیناً بات ہوسکتی ہے۔ اس فلسفہ سے کسی مسلمان کو اختلاف ہوگا تو بھی وہ 'کفر و اسلام' کا اختلاف نہیں ہوگا، جبکہ نظامِ موجودہ کے ساتھ ہمارا اختلاف بہر حال 'کفر و اسلام' والا اختلاف ہی ہے۔ اس معاملہ میں تنگ نظری کے ہم بہر حال مؤید نہیں۔ رب العالمین کی شریعت، کسی بھی اضافی شرط (Additional Qualification) کی پابند ہوئے بغیر، اگر ہر آئین سے بالاتر آئین اور ہر قانون سے بالاتر قانون مان لی جاتی ہے تو اس نظام کو کفر کہنے کی ہمارے پاس کوئی وجہ نہ رہے گی۔

البتہ اس رائے کے حاملین کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے اِس مجوزہ فلسفہ میں اپنا سنجیدہ اور سچا ہونا پہلے اس طرح ثابت کریں کہ وہ اِس حالیہ نظام کو تو پورے زور کے ساتھ مسترد کر دیں جو کہ خدائے رب العالمین کی شریعت کو ہر دستور سے بالاتر دستور بہر حال نہیں ٹھہراتا اور جو کہ رب العالمین کی شریعت کو 'قانون' کا رتبہ پانے کیلئے ''اکثریتِ نمائندگانِ جمہور کی منظوری'' ہی کا حاجتمند ٹھہراتا ہے اور جو کہ جمہوریت میں پائے جانے والے کفر کا اصل لب لباب ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ایک نظام ہمیں خلفائے راشدین سے ملا ہے
تو اس کو ’اسلامائز‘ کرنے کی ضرورت......؟!

جمہوری نظام کے بارے میں ہماری رائے وہی ہے جو تقسیم ہند سے پہلے مولانا مودودیؒ اس کے بارے میں رکھتے رہے ہیں۔ یعنی ہم اس کو شرعاً درست نہیں سمجھتے۔ وقت کا رائج جمہوری یا پارلیمانی نظام جو اس وقت ہمارے بہت سے مسلم ملکوں میں رائج ہے اور خود ہمارے ملک میں بھی قائم ہے، بلا شبہ مغرب کی سوغات ہے۔ جمہوریت اور پارلیمنٹ اور اکثریت کی حکمرانی کا یہ تصور بلا شبہ مغرب سے چل کر یہاں آیا ہے اور ہمارے ’روشن خیال‘ طبقوں کے ہاں اس کا تقدس بھی کچھ اسی وجہ سے قائم ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے بیشتر سیاسی طبقے اور ہمارے بہت سے دانشور ’جمہوریت‘ کا وردِ صبح شام محض اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ’خلافت راشدہ‘ کی عملی تقلید ہے یا یہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی چھوڑی ہوئی یادگار ہے!

ابوبکرؓ وعمرؓ اور صحابہؓ سے ان کو کوئی ایسی ہی غیر معمولی عقیدت ہوتی تو اس کا مظاہرہ ہم ابوبکرؓ وعمرؓ کی چھوڑی ہوئی اور یادگاروں کے معاملہ میں بھی دیکھتے اور ان کو دین کے اور معاملات میں بھی اتنا ہی سنجیدہ اور بے چین پاتے!

اگر تھوڑی دیر کیلئے فرض کر بھی لیا جائے کہ آج جس چیز کو ’جمہوری نظام‘ کے نام سے جانا جاتا ہے وہ ابوبکرؓ وعمرؓ کی شورائیت کا ہی عملی نمونہ ہے پھر بھی ابوبکرؓ وعمرؓ نے اپنے پیچھے صرف ایک ’جمہوریت‘ تو نہیں چھوڑی! کوئی عقیدہ، کوئی شریعت، کوئی سنت، کوئی طرز زندگی، کوئی تہذیب بھی تو آخر حضراتِ ابوبکرؓ وعمرؓ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ پھر ان چیزوں کی یاد بھی اِنکو اسی شدت سے آخر کیوں نہیں ستاتی اور کیوں ایک ’جمہوریت‘ ہی میں _ آج کی اس جمہوریت ہی میں _ انکو ابوبکرؓ وعمرؓ کا چہرہ نظر آتا ہے!؟ کیوں یہ لوگ صرف ایک جمہوریت کے معاملے میں ہی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وعبدالرحمٰن

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

بن عوفؓ پر فریفتہ ہو جانا چاہتے ہیں!؟ کیا ابوبکرؓ و عمرؓ یا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے 'inspire' ہونے کے پیچھے کوئی اور عامل تو کارفرما نہیں!؟؟؟ اور کیا یہ شکست خوردگی تو نہیں!؟ یعنی ہمیں اپنے اسلاف کی بھی _ بزعم خویش _ وہی بات پسند آئی جو ہمارے دور میں یورپ کے ہاں پائی گئی! تفاسیر، احادیث، تاریخ اور فقہ کی کتب میں کیا 'جمہوریت' کے علاوہ بھی اسلاف کا کوئی ورثہ محفوظ ہوا ہے!!!؟

کیا ان لوگوں کی جمہوریت میں اِس دلچسپی و تاثر (Inspiration) کے مصدر اور منبع کا تعین کرنا اتنا ہی مشکل ہے؟ جمہوری نظام 'اسلام سے ماخوذ و مستنبط' ہونے کا دعوی کیا کوئی قابل التفات بات ہے جس پر ہمارے علماء ان سے باقاعدہ بحث کریں اور ان کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے علمی تصانیف کی 'شدید کمی' محسوس کریں!؟ کس کو معلوم نہیں ہماری حکومتوں اور اپوزیشنوں کو جمہوریت کی 'ہدایت' کہاں سے ملی؟ کسے معلوم نہیں ہماری حکومتوں اور اپوزیشنوں کو جمہوریت کی طلب کیوں ہوئی اور کب سے ہوئی اور جمہوریت کا ثبوت دینے کیلئے ہمارے لادینوں کی زبان پر خلفائے راشدین کا نام عقیدت اور گرویدگی کے ساتھ کیوں آتا ہے!؟

کہنے والوں نے یہ کہنے کی بہت کوشش کی کہ یہ 'پارلیمانی نظام' اور یہ 'سلطانیِ جمہور' اور یہ 'اکثریت کے راج' کا فلسفہ، جس کو جمہوریت کہتے ہیں، دراصل رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کا قائم کردہ ہے (معاذ اللہ) اور یہ کہ بعد ازاں اس پر مغرب نے خواہ مخواہ اپنا اجارہ قائم کر لیا مگر اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ ہمیں بہر حال یہ نظام مغرب سے ہی وصول ہوا ہے۔ ان کا یہ دعوی ذرا دیر کیلئے درست مان لیا جائے تو بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خلفائے راشدین سے یہ نظام مغرب ہی نے لیا ہو تو لیا ہو ہم نے بہر حال یہ خلفائے راشدین سے نہیں لیا۔ ہم نے اسکی تعلیم مغرب ہی سے پائی ہے؛ ہمیں اسکی جڑیں 'اسلام' میں اسی وقت نظر آئیں جب مغرب نے سو سال تک ہمیں اپنے اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھا سدھا لیا اور بڑی محنت سے کی گئی تربیت کے نتیجے میں وہ ہمیں اس ڈگر پر لے آیا جس پر تیسری دنیا کی قوموں کا لایا جانا اس کے ہاں ٹھہر گیا تھا!

یہ بھی نہیں کہ ایک بار یہ نظام ہمیں مغرب سے موصول ہو گیا تو پھر یہ ہمارا ہو گیا اور یوں اس کے حقوقِ ملکیت میں ہم اور وہ ایک برابر ہو گئے! معاملہ یہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر 'جمہوری

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

نظام' پر تا حال مغرب ہی کے جملہ حقوق محفوظ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس نظام سے متعلقہ ایک ایک اصطلاح ہمارے ہاں اب بھی مغرب کی دی ہوئی چلتی ہے۔ اس کا ہر ہر پروٹوکول مغرب سے درآمد ہوا اور تا حال مغرب سے ہی منسوب ہے۔ جمہوریت کی آبرو پر پوری دنیا میں کہیں دست درازی ہو اس پر غیرت میں آنا اور سیخ پا ہو جانا مغرب ہی کا پیدائشی حق جانا جاتا ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں جمہوریت کے واقعی قائم ہونے کا سرٹیفکیٹ اب بھی مغرب ہی جاری کرتا ہے۔ تیسری دنیا کی حکومتیں اپنے ملک میں 'بحالی جمہوریت' کی یقین دہانی خود اپنی قوم سے زیادہ مغرب کو ہی کروانے پر یقین رکھتی ہیں۔ کسی ملک میں جمہوریت کے قیام کا روڈ میپ طلب کرنا اب بھی مغرب ہی کا جائے منصبی شمار ہوتا ہے۔ کہیں پر انتخابات کے 'آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ' انعقاد کی شہادت دلوانے کیلئے اب بھی مغربی مبصرین ہی سند مانے جاتے ہیں۔

تیسری دنیا میں جمہوریت اور 'جمہوری اقدار' کی پامالی کی، مغرب کے اپنے علاوہ تا حال کسی کو اجازت نہیں۔ جمہوری رسوم اور شعائر سے کسی ملک کو چھوٹ دینا نہ دینا......اور جمہوری روایات کے معاملے میں کسی کو سات خون معاف ہونا یا نہ ہونا صرف مغرب کی صوابدید پر منحصر ہے۔

یہ سب باتیں اس قدر واضح ہیں کہ ہمارا خیال ہے شاید ہی کوئی اس پر ہم سے اختلاف کرے۔

یہ سب قرائن اس عالمی نظام کے مصدر و منبع اور اس کی حالیہ مرکزیت کا واضح طور پر پتہ دیتے ہیں مگر ہمارے ماہرینِ سیاسیات کو خلفائے راشدین سے جو ایک 'عقیدت' ہو چکی ہے وہ اجازت نہیں دیتی کہ اس بات کا برملا اعتراف کر لیا جائے۔ لیتے اغیار سے رہیے نسبت اسلاف سے کر دیا کیجئے۔ دونوں کا حق ادا ہو جائے گا!!!

پھر سوال یہ بھی ہے کہ یہ جمہوریت اگر اسلام کا کوئی حصہ ہے تو مغرب عالم اسلام میں اسلام کے بس اسی 'حصے' پر عملدر آمد کے لئے آخر کیوں بے چین رہتا ہے؟ عالم اسلام میں مغرب اسلام کے صرف جمہوریت والے حصے کا ہی روڈ میپ کیوں مانگتا ہے؟ اسلام کے باقی ماندہ حصوں پر عملدرآمد سے مغرب کو کیوں تکلیف ہونے لگتی ہے اور اسلام کا یہ ایک 'جمہوریت والا' حصہ ہی کیوں ایسا ہے کہ اس پر عمل ہونے سے (سوائے الجزائر ایسی ایک آدھ 'ناقابلِ

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ذکر' مثال کے!) مغرب کے سینے میں ٹھنڈ پڑتی ہے!؟

کچھ حقائق اتنے واضح ہیں کہ 'دلائل' کی بحث میں پڑنا ایک تکلف معلوم ہوتا ہے۔ 'جمہوریت' پر مغرب کے جملہ حقوق کچھ اس انداز سے 'محفوظ' ہیں کہ کسی بھی ملک میں کسی بھی موقعہ پر اور کسی بھی قسم کی صورتحال میں جمہوری عمل کی تفسیر کرنا مغرب کا اختیار ہے۔ کسی ملک میں 'مکمل جمہوریت' آنے کیلئے کتنے سال لگیں گے، 'مکمل جمہوریت' کی منزل مراد پانے کیلئے کسی ملک کی سرزمین کو مغربی افواج کے پاؤں تلے روندا جانا کس حد تک اور کتنے عرصے تک ضروری ہے، کسی ملک میں جمہوریت کا ہدف سر ہونے کیلئے آمریت کا 'عبوری دور' کتنا طویل یا کتنا مختصر ہونا چاہیے، جمہوریت کے 'وسیع تر مفاد' کیلئے جمہوری عمل کا وقتی خاتمہ کب اور کس ملک میں ہو جانا چاہیے، کب اور کس وقت دنیا کے کسی آمر کو جمہوریت کا قاتل قرار دے دینا یک بیک ضروری ہو جاتا ہے اور کب ضروری نہیں ہوتا...... یہ سب مغرب کا اختیار ہے۔

'جمہوریت' دراصل استعمار کا نیا روپ ہے۔ یہ 'آزادی' کا وہ پیکیج ہے جو غلام اقوام کو دیا جاتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ 'جمہوریت' ایک ایسا کھیل ہے جو صرف مغرب کی ایمپائری میں کھیلا جاتا ہے۔ مغرب کی اپنی قوموں کے حق میں ضرور یہ کوئی 'نظام' ہوگا ہمارے حق میں یہ محض ایک 'کھیل' ہے۔ اس پر 'دلائل' کے ساتھ بحث کرنا بڑی حد تک ایک اضافی مشق ہے۔ دنیا کی کمزور قوموں کیلئے یہ کھیل ہرگز وارے کا نہیں۔ ایک اصول پسند قوم تو ہرگز اس کی متحمل نہیں۔ اس میں چل چل کر آپ کا ستیاناس ہو جاتا ہے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ البتہ جو ہاتھ میں ہو وہ چلا جاتا ہے سنجیدہ کاموں سے آپ کی توجہ جاتی رہتی ہے اور 'عزم الامور' سے آپ کی بے دلی اور بے رغبتی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ انتخابی سیاست اصول پسند جماعتوں کو ناکارہ کر کے رکھ دینے کا تا حال ایک مجرب نسخہ ہے۔ ایک ایسی جماعت یا ایک ایسی تحریک جو اپنی انفرادیت قائم رکھنے پر مصر ہے اس کو تو اس کھیل میں اپنے قویٰ تھکانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ آج سے ساٹھ سال پہلے اگر یہ محض ایک مفروضہ تھا تو اب بہرحال یہ نرا مفروضہ نہیں۔ اب یہ محض 'اندیشہ' نہیں۔ اس پر عملی شواہد دیکھنا ہوں تو اب انکی ہرگز کوئی کمی نہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ایک عالمی حقیقت، 'علاقائی' لباس میں!

'جمہوریت' کے نام پر دنیا بھر میں پچھلی ایک صدی سے جو مصنوعات پائی گئیں، خصوصاً تھرڈ ورلڈ میں، ان کا 'پروڈیوسر' مغرب کو نہ ماننا ایک کھلی حقیقت کا انکار ہے۔ ایک خاص عمل کے زیر اثر، مغرب کے اندر یہ وجود میں آئی اور پھر مغرب سے دنیا میں ہر طرف برآمد ہونے لگی۔ کسی بھی سیاسی یا معاشی یا سماجی نظام کی طرح یہ باقاعدہ ایک نظام ہے۔ اس کے اسلام کے ساتھ کچھ پہلو مشترک ہیں تو یہ بات کچھ اسی کے ساتھ خاص نہیں۔ کسی بھی سیاسی یا معاشی یا سماجی نظام کے اندر اسلام کے ساتھ کچھ مشترک پہلو پائے ہی جائیں گے۔ بلاشبہ سوشلزم کی کئی باتیں اسلام کے کچھ امور سے مشابہت رکھتی تھیں اور بلاشبہ سرمایہ داری نظام کی کچھ جزئیات بھی اسلام کی کچھ جزئیات سے مماثلت رکھ سکتی ہیں مگر اس بنیاد پر کسی باطل نظام کو 'اسلام' نہیں کہا جا سکتا۔

یہ بات کہ اس نظام کا مصدر و منبع یورپ کی پچھلی چند صدیاں ہیں ...... اِس قدر واضح ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ ہمارا نہیں خیال اِس پر کوئی بھی شخص آپ کے ساتھ اختلاف کر سکتا ہے۔

کہنے کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ کسی چیز پر مغرب کا اجارہ ہونا اور مغرب سے اس کا برآمد ہونا اس کے بجائے خود باطل ہونے کی دلیل نہیں، لہٰذا اس کا ایک معروضی (Objective) جائزہ لئے بغیر ہی اس کو مسترد کر دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے اور یہ کہ مغرب کسی اچھائی پر چلتا ہے تو وہ اچھائی ہمارے لئے اس وجہ سے شجر ممنوعہ نہیں ہو جاتی کہ اس پر مغرب بھی عمل پیرا ہے......

معروضی انداز سے (Objectively) جمہوریت کو دیکھنے پر بھی ہمیں اعتراض نہیں۔ اگرچہ معروضی انداز سے جمہوریت کو دیکھا جائے، جسکی طوالت کا ہمارا یہ مضمون متحمل نہیں، تو بھی جمہوریت کفر ہی قرار پائے گی ...... اور اگرچہ اسکے بعض کفریہ پہلو مانند سیکولرزم و سلطانِ جمہور ہمارے یہاں آگے چل کر کچھ ذکر بھی ہوں گے...... مگر بہر حال یہ ایک اہم سوال رہے گا کہ ہمارے دانشور طبقوں کو جمہوریت کا سراغ ملا کہاں سے؟ کیا، جیسا کہ کسی وقت اِنکی زبان پر آتا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہے، یہ ابوبکرؓ وعمرؓ کی سیرت پڑھتے ہوئے ایک دم کہیں سے اِنکے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنی تمام تر جمہوری اصطلاحات اور جمہوری کلچر کے ساتھ، اِنکے سیرتِ صحابہؓ وقرونِ اولیٰ کے مطالعہ کے دوران، آپ سے آپ یہ اِن پر منکشف ہوئی، یا پھر یہ لباس پہلے مغرب کے تن پر پہنا ہوا اِنکو نظر آیا اور سو سال تک مسلسل نظر آتا رہا تو اس میں اِنکو دلچسپی پیدا ہوئی؟ پھر جب آقا کی پوشاک اِنکی نظروں میں بے حد جچی تو پھر اس کے 'دلائل' کی رفتہ رفتہ ضرورت محسوس کی گئی اور اُن طبقوں کا اِس پر اعتراض دور کر دینے کی احتیاج محسوس کی گئی جو 'طرزِ کہن' پہ اڑنے کی ضد کیا کرتے ہیں اور جو کہ 'مساجد پر قابض' ہونے کے ناطے بہر حال یہاں لوگوں کی ایک تعداد پر اثر انداز ہوتے ہیں!؟

واقعہ درحقیقت یہی ہے۔ 'پیپر کرنسی' کی طرح 'جمہوریت' کا بھی دور دورہ ہونے کا ایک وقت تھا۔ یہ وقت کا ایک فیشن ہے۔ جو قومیں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ☆ کو نہیں مانتیں اور جنکی مذہبی کتابوں میں 'شورائیت' کا کہیں کوئی ذکر نہیں انکے ملکوں میں بھی اسی نظام کو آنا تھا۔ ہمارے یہاں بھی اسی کو چلنا تھا۔ البتہ ہمارے مغرب کے خوشہ چینوں کی خوش قسمتی کہ اِنکو اسلام سے بھی 'دلائل' مل گئے۔ ویسے اگر یہ 'دلائل' نہ ملتے تو کیا خیال ہے 'جمہوریت' اپنے ہاں نہ آتی!!؟

چنانچہ اب 'جمہوریت' کو ہر سمت سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ 'جدید' ذہن رکھتے ہیں اور 'روشن خیال' کہلاتے ہیں تو اس جمہوریت کا ثبوت آپ کو چرچل اور ابراہیم لنکن سے دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر آپ 'پرانی' طرز کے آدمی ہیں تو اسی جمہوریت کا ثبوت آپ کو 'خلافت راشدہ' سے فراہم کیا جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں چیز ایک ہی ثابت ہوگی، یعنی جمہوریت۔ اس کا آپ 'اسلامی' مطلب لینا چاہتے ہیں تو بے شک لیجئے، 'غیر اسلامی' مطلب لینے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو اس کی آزادی ہے۔ آپ کی خوشی پر کسی کو کیا اعتراض! مگر جس جمہوریت میں آپ حصہ لیں گے وہ ایک ہی جمہوریت ہے! اب ہر کسی کو اس کی پسند کی جمہوریت ملنے سے تو رہی۔ اتنی جمہوریتیں کہاں سے لائی جائیں کہ ہر شخص خوش ہو جائے۔ ملک ایک ہے تو جمہوریت بھی وہاں

☆ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد نئے خلیفہ کے تقرر کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ چیف الیکشن کمیشن مقرر کیا گیا تھا!!!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ایک ہی ہوگی۔ جہاں سب کو رہنا ہے وہاں سب کو ایک ہی چیز پر اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا جو چیز دستیاب ہے وہ تو ہے ایک ہی البتہ اس کی تفسیر آپ اپنے اپنے انداز سے کر سکتے ہیں۔ اس میں 'تنوع' پیدا کرنے کی یہی ایک صورت ہے!

چنانچہ ہر آدمی اس 'جمہوریت' سے اپنی مرضی کا مطلب اور مفہوم لے سکتا ہے۔ اس میں اور اپنے ملک کے دستور میں اس بات کی پوری گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ اب آپ پر ہے کہ آپ اس 'اپنے والی جمہوریت' کا مطلب کیا لیتے ہیں اور اس کے جواز کی دلیل کہاں سے لیتے ہیں۔ مغرب سے یا مشرق سے، شمال سے یا جنوب سے...... آپ کسی بھی طرف سے اس جمہوریت تک پہنچ سکتے ہیں ...... کچھ شک نہیں کہ جمہوریت کے اس عالمی نظام میں اسلام پسندوں کو بھی یہ 'سہولت' فراہم کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ اس جمہوریت کا جواز ثابت کرنے کے لئے اسلام پسند اپنا الگ طرز استدلال اپنا سکتے ہیں جبکہ 'غیر مذہبی' پارٹیاں عین اسی جمہوریت کو ثابت کرنے کیلئے اپنا الگ طرز استدلال رکھ سکتی ہیں۔ غرض اسلام پسندوں کے 'شرعی دلائل' بھی عملاً اسی چیز کو ثابت کر رہے ہوں گے جسے کہ مغرب زدہ طبقوں کے 'غیر شرعی دلائل'!!!

اس 'حکمت' کا تقاضا یہ ٹھہرا ہے کہ جمہوریت کے پس منظر میں جہاں افلاطون اور یونان کی قدیم عوامی جمہوریتوں کا ذکر ہو اور جہاں چرچل اور لنکن کا حوالہ دیا جائے وہاں __ معاذ اللہ __ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بھی ذکر کر دیا جائے بلکہ بعض حلقوں کو قائل کرنے کیلئے تو حوالہ دیا ہی ابوبکرؓ و عمرؓ کا جائے۔ البتہ دلیل جو بھی دی جائے اور حوالہ جو بھی کسی کو دل لگے عملاً اس سے جو چیز ثابت ہو وہ ایک ہی ہو اور ایک ہی ہو سکتی ہے: ملک میں رائج نظام کی حقانیت۔ حتی کہ اگر آپ ایسا پائیں کہ یہ تو پوری جمہوریت نہیں تو اس کو 'پوری جمہوریت' بنانے کیلئے اس کو ماننا ضروری ہو اور اگر آپ محسوس کریں کہ یہ نظام تو پورا اسلامی نہیں تو اس کو 'پورا اسلامی' کرنے کیلئے اس کا دیا ہوا راستہ اختیار کرنا ناگزیر ہو...... غرض ان سب بحثوں سے عملاً صرف ایک چیز ثابت کرنے کی گنجائش ہو اور وہ ہے تیسری دنیا کو دیے جانے والے اِس 'نظامِ مشقت' کے ساتھ خود چلنا اور قوم کو _ یا قوم کے ان طبقوں کو جو آپ کے پیچھے چلتے ہیں _ لشتم پشتم اس کے ساتھ چلانا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

حتی کہ اس نظام کو بدلنے کیلئے بھی پہلے اس کا حصہ بنئے اور اپنے اوپر باقاعدہ اس کی مہر لگوایئے پھر اس کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق__ جی ہاں صرف اور صرف اسی کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق اور اس کی نشان کردہ سب راہداریاں گزر کر__ اس میں تبدیلی کی درخواست دیجئے۔ یہ آپ کی اس تبدیلی کی تجویز کو__ جو کہ ظاہر ہے جزوی ہی ہوسکتی ہے__ رد کردے تو اس کی مرضی۔ آپ کی کوئی بات اس کو پسند آجائے__ کبھی کبھی شریعت کے حوالے دیے جانا اس کو پسند بھی آتا ہے!__ تو اس کی مرضی۔ بہرحال کچھ تبدیلی ہو یا نہ ہو...... یا یوں کہہ لیجئے کہ جب تک کچھ تبدیلی نہ ہو، آپ کو اس کے ساتھ بہرحال چلنا ہوتا ہے۔

غرض اس گرداب میں آنے کیلئے ہر آدمی اور ہر گروہ الگ الگ دلیل اور الگ الگ بنیاد اختیار کرتا ہے۔ ہر پارٹی کے ہاں اس کے اسباب جدا ہیں مگر عملاً سب کو ایک ہی عمل میں شریک ہونا ہے۔ پاکستان میں بحالی جمہوریت کی تحریک چلانے اور بار بار کی انتخابی مشق کرنے کیلئے غیر مذہبی جماعتیں جو وجوہات رکھتی ہیں وہ یقیناً ان وجوہات سے بہت مختلف ہوں گی جو عین اسی محنت کیلئے ہماری مذہبی جماعتیں اپنے پاس رکھتی ہوں گی مگر عملاً دونوں پر ایک ہی قاعدہ قانون کا اطلاق ہوگا اور عملاً دونوں کو ایک ہی قسم کی جمہوریت ملے گی۔ آپ اسکو لیتے ہوئے جو بھی نیت کرتے ہیں وہ آپکا اپنا معاملہ ہے مگر وہ چیز جو آپ کو بالفعل دی جارہی ہے صرف ایک ہے خواہ آپ 'اسلام پسند' ہیں یا 'ترقی پسند' یا 'لادین'۔ آپ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اس میں آپ ایک بے دین جماعت سے ضرور مختلف ہوسکتے ہیں۔ مگر یہ واقعتاً ہے کیا، اس پر نقطہ ہائے نظر کا اختلاف عملاً بے فائدہ ہے۔ بلکہ عبث ہے۔ دیکھنے والوں کے اعتبار سے یہ کئی کچھ ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے یہ ایک متعین چیز ہے......ایک ایسی متعین چیز جو مختلف اطراف سے دیکھنے میں مختلف نظر آتی ہے!

ایسی چیز پر ظاہر ہے سب خوش رہ سکتے ہیں۔ 'سب' کو خوش رکھنا اور 'سب' کو ساتھ لے کر چلنا جمہوریت کا خاصہ ہے۔ اپنے ہاں بھی اپنا یہ خاصہ برقرار رکھنے میں یہ حیرت انگیز حد تک کامیاب ہے۔ تھوڑی بہت شکایتیں تو ہر کسی کو رہ سکتی ہیں اور 'شکایتیں' ہونا بھی جمہوریت ہی کا ایک دوسرا خاصہ ہے مگر ہر آدمی ہی اس کے ساتھ چل ضرور سکتا ہے!

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

ہر آدمی کا ساتھ چلنا اور ہر طبقے کی نمائندگی ہونا خود بخود معاملے کو کہیں 'بیچ' میں لے آتا ہے۔ ہر آدمی خود ہی سمجھ لیتا ہے کہ یہاں وہ اکیلا نہیں بلکہ یہاں ہر شخص کی ___ 'ایک خاص حد تک' ___ سنی جانا ہے۔ ابھی شکر کیجئے کہ یہاں مسلمانوں کی تعداد کوئی اٹھانوے فیصد کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے اس لئے لگتا ہے کہ یہ نظام بس ایک مسلمانوں کو ہی ساتھ چلا رہا ہے حالانکہ یہ اسکے ساتھ خوامخواہ کا حسن ظن ہے! خدانخواستہ یہاں کبھی ہندوؤں اور سکھوں اور بدھوں کی تعداد کچھ زیادہ ہوتی پھر دیکھتے کہ 'خلافت راشدہ کی شورائیت' سے ثابت کیا جانا والا یہ نظام کیا عجب صورت دھارتا ہے! اگرچہ اسکا ایک اچھا خاصا مظاہرہ پھر بھی دیکھنے میں آ ہی جاتا ہے! یہ وہ نظام ہے جسکے اندر 'اہم معاملات' میں تو 'گرگے' صرف اپنی ہی چلاتے ہیں اور ان 'اہم معاملات' میں اکثریت اور اقلیت سب غیر متعلقہ ہوتے ہیں۔ البتہ عمومی اور غیر اہم معاملات میں یہ بہت سارے مختلف الخیال طبقات کو اکٹھا کرتا ہے جسکے باعث معاملہ خود ہی کہیں 'درمیان' میں آ رہتا ہے جس سے سب ہی نہ تو پوری طرح خوش ہوسکیں اور نہ ناراض! ہمارے کچھ لوگوں کے نزدیک یہ شورائیت ہے!

پس جہاں تک 'غیر اہم معاملات' کا سوال ہے تو یہاں مسئلہ بہت آسان ہے؛ سب کو جمع کردو اور پھر ان کی اوسط نکال لو۔ جواب جو بھی آئے 'صحیح' ہی ہوگا!

مختلف الخیال طبقے خود ہی آپس میں ایک توازن پیدا کر لیتے ہیں۔ بس تھوڑی سی نگرانی کی ضرورت رہتی ہے اور اس کیلئے کئی ادارے اندرون و بیرون ملک کام کرتے ہیں!

چنانچہ آپ دیکھتے ہیں دیندار کیا بے دین، عالم کیا جاہل، عورت کیا مرد، امیر کیا غریب، اسلام پسند کیا غیر اسلام پسند، صنعتکار کیا مزدور، جاگیردار کیا متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے، کھلاڑی کیا اداکار...... کونسے طبقے کی یہاں نمائندگی نہیں؟! یہاں تو جوان بہو بیٹیوں کی پوری پوری نمائندگی ہے! یہاں سب اپنی اپنی کہیں گے اور سب کی باری باری سنی جائیگی۔ آپ بھی، باری آنے پر، اسلام نافذ کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ البتہ آپکی مانی بھی جائے، اسکے کچھ اپنے قواعد وضوابط ہیں۔ یہ 'عادلانہ نظام' ہر کسی کے ساتھ ایک سا پیش آتا ہے! نیک کیا بد، حق کیا باطل، سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے! قلت وکثرت کے سوا کسی اور بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیازی یا ترجیحی

سلوک کرنے کا ذرہ بھر روادار نہیں! ہر فریق کو اپنا مطالبہ سامنے لانے سے پہلے دیکھنا ہوتا ہے کہ اسکے پاس 'سیٹیں' کتنی ہیں! (کیا شک ہے کہ اسلام پسند یہاں ابھی تک اسلام نہیں لا پائے تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کے پاس 'سیٹیں' کافی نہیں تھیں)

آپ اسلام نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں یا کوئی بے دینی کا مطالبہ، آپ صحیح بات کر رہے ہیں یا غلط...... آپ کی بات مانی جانے کیلئے اس نظام کی اپنی شروط ہیں۔ آپ کی بات اگر بالکل درست بھی ہے اور اس پر قرآن کی بیسیوں آیات کی قطعی دلالت تک اگر موجود ہے تو یہ مفروضہ پھر بھی درست نہیں کہ آپ کی بات مانی جانے کیلئے یہ بجائے خود ایک کافی بنیاد ہے کہ آپکے پاس شرعی دلائل ہیں لہٰذا اب تو یہ نظام آپ کی بات ماننے کا پابند ہی پابند ہے! کسی چیز کا فی نفسہٖ حق یا باطل ہونا یہاں مسئلے کی سرے سے بنیاد نہیں۔ یقین نہ آئے تو تجربہ کر لیجئے۔ کبھی اِسکو خدا کی آیات اور نبیؐ کی احادیث سنا کر دیکھئے، اور توقع کیجئے کہ یہ پارلیمنٹ میں آپ کی 'سیٹوں' کی تعداد پوچھنے کی بجائے آپ سے آیات واحادیث سن کر ''حق'' کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے گا!!!

سیکولرازم اور سلطانیِ جمہور کا اصل کفر یہی ہے۔

اسلام کے اندر مسئلے کی بنیاد اس کا حق یا باطل 'ہونا' ہے۔ اللہ اور اس کا رسولؐ جو فرما دے، وہ کسی بھی اضافی شرط کے بغیر اور خود بخود قانون تصور ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی شرط ہے تو وہ یہ کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچے کہ واقعی کوئی بات اللہ اور اسکے رسولؐ نے کی ہے اور یہ کہ اس بات سے واقعی اللہ اور رسولؐ کی منشا یہی ہے۔ مگر یہ نظام اس کو یہ درجہ تو خیر کیا دے گا کہ اللہ اور رسولؐ جو فرما دے وہ آپ سے آپ قانون ہو، یہ اس پر توجہ کرنے کا بھی پابند نہیں۔ یہ اس کو جب چاہے گا آپ اپنی مرضی سے درخورِ اعتنا سمجھے گا نہ چاہے گا تو نہیں سمجھے گا اور فیصلہ بہر حال اکثریت رائے سے کرے گا۔ کوئی شخص ہمارے ساتھ اختلاف نہ کرے گا کہ خدا کے ٹھہرائے ہوئے 'حلال و حرام' کو یہاں 'اکثریت' حاصل ہوتی تو وہ کب کا 'قانون' بن چکا ہوتا۔

چنانچہ آپ کی بات درست ہے یا غلط، حق ہے یا باطل، اس میں قرآنی آیات کے جگہ جگہ حوالے پائے جاتے ہیں یا یہ گمراہی اور بے حیائی کی کھلی دعوت ہے...... اسکے ''پاس'' ہونے کا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

ایک ہی طریقہ ہے اور بڑا سادہ۔ یہ 'مساوات' پر اس قدر گہرا یقین رکھتا ہے کہ حق اور باطل اس کی نظر میں فی نفس الامر برابر ہیں۔ لہٰذا اس کو دیکھنا یہ نہیں ہوتا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا، اس کو پروا اس بات کی نہیں کہ آسمان سے محمد ﷺ پر کیا اترا اور زمین پر کیا کچھ خانہ سازی ہوئی۔ آیا بات اللہ کی ہے یا غیر اللہ کی۔ اس کو غرض کسی بات سے ہے تو وہ یہ کہ کسی قرارداد کو ووٹ کتنے پڑے۔ حق اور باطل اپنی ذاتی حیثیت میں اس کی بلا سے ایک برابر ہیں۔ حق کا بجائے خود حق ہونا اور باطل کا بجائے خود باطل ہونا اس کے حساب سے قطعی طور پر ایک غیر متعلقہ سوال ہے۔

یہ اس نظام کا صریح ترین کفر ہے۔ یہ مغرب میں ہو یا مشرق میں اس کا یہ کفر ہر جگہ باقی ہے۔ کچھ 'اسلامی شقیں' یہاں اگر اس میں شامل کر دی گئی ہیں تو بھی ایسا نہیں کہ اِس کی یہ خاصیت اس سے اب ہمیشہ کیلئے جاتی رہی! حق کا بجائے خود حق ہونا اور باطل کا بجائے خود باطل ہونا اب بھی اس کیلئے فی الواقع ایک غیر متعلقہ سوال ہے۔ اللہ کے ہاں سے نازل ہوا ہونا کسی چیز کے خود بخود 'قانون' ہونے کیلئے اب بھی ناکافی ہے۔ خدا کے فرمائے ہوئے کو 'پاس' ہونے کیلئے اب بھی اکثریت کے ووٹ چاہئیں ......اور اکثریت کے ووٹوں کا انتظار بھی......!

یہ حقیقت یہاں ہر شخص دیکھ سکتا ہے اور ہر وقت دیکھتا ہے۔ خدا کے احکام کو آسمان سے اترے ہوئے یقیناً چودہ سو سال ہو چکے۔ کوئی ہماری مدد کرے اور بتائے، خدا کے اِن اَحکام کو ___ قانون کا درجہ پانے کیلئے ___ اکثریت سے 'پاس' ہونے کے سوا اور کس چیز کا انتظار ہے؟؟؟

اور ذرا کوئی ہمیں یہ بھی بتائے کہ 'سلطانِ جمہور' کا شرک اس کے علاوہ کیا کچھ اور بھی ہے؟؟؟

جمہوریت کا یہ عالمی اصول ___ یعنی سلطانِ جمہور بذریعہ نمائندگانِ جمہور ___ ہر جگہ رائج ہے اور ہمارا ملک بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہمارے دانشوروں کو ابھی اصرار ہے کہ مغرب کی بجائے اس نظام کا مصدر و منبع خلافت راشدہ کو مانا جائے!

سبحان اللہ! خلافتِ راشدہ.. اور خدا کے نازل کردہ احکام کا 'قانون' کا رتبہ پانے کیلئے، مخلوق کے ہاتھوں 'پاس' ہونے پر موقوف رہنا...... یہ کفر تو ہمارے دورِ ملوکیت میں نہیں ہوا!

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'اسلامی اقدامات'!

بلاشبہ اپنے ہاں جمہوریت کو اسلام کے کچھ جوڑ (Patches) بھی لگائے گئے ہیں......

مغرب کی کسی آزاد خیال عورت کا لباس مستعار لے کر مشرق کی ایک باحیا مسلم خاتون کے استعمال کے لائق بنانا ایک مشقت طلب کام ہے بلکہ مضحکہ خیز۔ اس میں آپ کو اتنے جوڑ لگانا پڑیں گے کہ ایک ازسرنو لباس تیار کرنا آپ کیلئے کہیں آسان ہوتا۔ پرائی چیز جتنی بھی بدل لی جائے پہچان میں پھر بھی آتی ہے۔ یہ بھی تب ہے اگر آپ واقعی اس میں تمام تر 'اسلامی تبدیلیاں' کر دینے پر مصمم ہوں۔ پھر اگر آپ اس کو بدستور وہ 'عالمی نام اور تاثر' دے رکھنے پر بھی بضد ہوں جو کہ اِس لبادۂ وقت کیلئے دنیا میں 'چلتا' ہے تب تو یہ عقدہ اور بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ آپ کی 'ادھیڑ بن' پھر چلتی ہی رہتی ہے۔ کچھ یہی معاملہ اپنی اس جمہوریت کا بھی ہے۔

سلطانِ جمہور کے اس عالمی شہرت یافتہ نظام میں برائے نام اسلامی تبدیلیاں کچھ ہو چکیں کچھ کی تجاویز ہر وقت زیرِ غور رہتی ہیں۔ اس عمل نے اب تک بہت سے مدوجزر دیکھے ہیں۔ بہت سی ادھیڑ بن ہو چکی ہے۔ رہی یہ بات کہ اس میں کوئی بہت ہی واضح اور اساسی تبدیلی کر کے اس کو اسلام کے ہم آہنگ ہی کر لیا جائے تو اس پر اعتراض یہی ہے کہ پھر اس کو جمہوریت کون کہے گا؟!!! منی سکرٹ کو اگر برقعہ ہی بننا ہے تو اس 'اسکرٹ' میں پھر کیا کشش رہ جاتی ہے!!! جمہور اور نمائندگان جمہور کے سب اختیارات اس حد تک محدود کر دیئے جائیں کہ اللہ اور رسولؐ جہاں کوئی بات کر دیں وہاں کسی کو بحث تک کی اجازت نہ ہو اور کسی مخلوق کا اختیار صرف وہاں معتبر ہو جہاں شریعت خاموش ہو البتہ جہاں شریعت کی نص واضح ہو وہاں سب مخلوقات کے سب اختیارات کالعدم اور سب کو سرِ تسلیم خم کر لینا ہو......تو ایسی 'جمہوریت' کو دُنیا میں کون پہچانے گا!؟

سو یہ اسلامی تبدیلیاں برائے نام ہی ہو سکتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم دو ہیں۔ ان ہر دو نقاط پر کچھ نظر ہم اس مضمون میں بھی ڈالتے چلیں گے......

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

۱) پاکستان کے آئین میں اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ (Soverign) مانا گیا ہے۔

اصل دیکھنے کی بات صرف یہ ہے کہ کیا اس بات نے خالق کے سامنے مخلوق کے سب اختیارات ختم کر دیے ہیں...... یا مخلوق کا اختیار بہ مقابلہ فرمانِ خالق ابھی باقی ہے؟

جائزہ یہ لیا جانا ہے کہ کیا اس بات نے جمہوریت کا یہ عالمی اور آفاقی اصول کالعدم کر دیا ہے کہ جملہ انسانی معاملات میں کسی مسئلے کا تعین ___ خالصتاً یہ دیکھنے کی بجائے کہ اس معاملے میں حق کیا ہے اور باطل کیا ___ اکثریت کے ووٹوں سے کیا جائے گا؟ کیا اس بات نے نمائندگانِ جمہور کے اختیارات کو پروردگارِ جمہور کے 'نازل کردہ' کا واقعتاً پابند کر دیا ہے اور کیا 'حاکمِ اعلیٰ' کے لفظ سے مراد انکے ہاں یہ لی جاتی ہے کہ خدا کے فرمائے ہوئے کے سامنے اب کسی کو دم مارنے کی کوئی مجال نہیں! یا پھر یہ ایک 'برائے نام' تبدیلی ہے اور جمہوریت کا عالمی کفر اس میں ابھی باقی ہے؟

'حاکم اعلیٰ' سے مراد کیا ہے......؟

اصل بات یہ ہے کہ قانون کی ایک اپنی زبان ہے۔ دستور کسی کو کیا 'عہدہ' دیتا ہے، یہ ایک الگ بحث ہے اور دستور کسی کو عملاً کیا 'اختیار' دیتا ہے، بالکل ایک الگ بحث۔ 'عہدہ' اور 'اختیار' دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ان میں سے ایک ہو تو وہ دوسرے کو ہر حال میں مستلزم نہیں۔ مثلاً 'صدر' ایک عہدہ ہے۔ 'وزیر اعظم' ایک عہدہ ہے۔ اپنے ملک میں یہ دونوں ہی **مستقل** عہدے ہیں البتہ ان کے اختیارات میں ہم جانتے ہیں آئے روز **ادل بدل** ہوتا ہے اور آئے روز ہی کسی نہ کسی کے 'اختیارات' میں نقب لگتا ہے۔ یہاں صدر ہمیشہ صدر ہی کہلاتا ہے اور وزیر اعظم وزیر اعظم ہی رہتا ہے مگر 'اختیارات' ہیں جو گردش کرتے رہتے ہیں۔ کسی وقت صدر یہاں حد درجہ با اختیار بلکہ سیاہ وسفید کا مالک دیکھا گیا ہے تو کسی وقت محض ایک اعزازی منصب۔ صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن لائے جانے کی کوششیں ہمارے سامنے یہاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔

چنانچہ مسئلہ اس نظام کے اندر یہ نہیں کہ کسی کو یہاں کیا عہدہ یا کیا لقب حاصل ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کسی کو یہاں کیا اختیار حاصل ہے؟ یہاں سینٹ اور اسمبلی کے مابین 'اختیارات' کی تقسیم پر بحث ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ اور کابینہ کے عملی اختیارات کا مسئلہ اٹھ آتا ہے۔ قومی اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

صوبائی اسمبلیوں کے مابین 'اختیارات' کی تقسیم آئے روز موضوع بحث بنی رہتی ہے۔ کوئی بھی یہاں ایسا نہیں جو یہ دیکھے بغیر کہ اس کا اختیار کیا ہے محض ایک عہدے پر ریجھ جائے!

دستور اور قانون کی زبان واقعی بڑی عجیب ہے۔ اس زبان میں آپ کسی کو بادشاہ کہہ دیں ___ جیسا کہ برطانیہ میں چلتا ہے ___ تو ضروری نہیں 'اختیارات' کے معاملہ میں بھی اس سے مراد 'بادشاہ' ہی ہو۔ آپ سوچئے جمہوریت میں 'بادشاہ' کا کیا کام؟ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آگے چل کر اس کو عملاً کیا اختیار دیا جاتا ہے۔ عہدہ یا القاب تو نرا اعزاز ہے!

پس یہ نہایت غور طلب نکتہ ہے۔ ملوک یعنی بادشاہ اور شہنشاہ تو ملوکیت میں ہوتے ہیں، جمہوریت میں 'بادشاہ' کہاں سے آ گئے؟! مگر برطانیہ سمیت کئی یورپی ملکوں میں، کہ جو جمہوریت کے باب میں ایک مرجع اور حوالہ کی حیثیت رکھتے ہیں، آج تک 'بادشاہ' پائے جاتے ہیں! 'جمہوریت' میں 'بادشاہ'؟!!! مگر اِس پر متعجب نہ ہوں۔ اِس کا جواب جمہوریت کے 'ہدایتکار' یہ دیتے ہیں کہ برائے نام عہدوں سے کچھ فرق نہیں پڑتا، اصل چیز پارلیمنٹ کا اختیار ہے!

اب جب اصل مسئلہ عہدہ واعزاز کا نہیں بلکہ 'اختیارات' کا ہے اور اصل واردات 'اختیارات' کے مسئلہ پر ہی ہاتھ صاف کر کے ڈالی جاتی ہے تو 'حاکم اعلیٰ' کے موضوع پر بھی ہمیں عہدہ والقاب کو نہیں بلکہ ان اختیارات کو دیکھنا ہے جو اس نظام کی رو سے 'حاکم اعلیٰ' کو بالفعل حاصل ہیں۔

بنیادی طور پر یہاں جو بھی شرعی قوانین کی بحثیں اور شرعی بل زیر غور آتے ہیں.. یا مثلاً آپ دیکھیں کہ ملک کی متعدد دینی جماعتیں تہتر کا آئین پاس کر دیا جانے کے بعد بھی، یعنی خدا کو 'حاکمِ اعلیٰ' تسلیم کر لیا جانے کے بعد بھی، کئی سال تک 'شریعت بل' کیلئے سڑکوں پر نکلی دیکھی جاتی ہیں...... تو اِن سب بحثوں اور مطالبوں کا موضوع دراصل 'حاکم اعلیٰ' کا 'اختیار' ہی ہوتا ہے۔ کوئی پوچھے 'خدا کو حاکم اعلیٰ مان لیا گیا اور دستور میں باقاعدہ لکھ دیا گیا' تو اب مسئلہ پیچھے کیا باقی رہا؟! 'حاکم اعلیٰ' حکم دینے کیلئے ہی تو ہوتا ہے! پس آپ دیکھتے ہیں القاب سے قطع نظر، عملی اختیارات کے حوالے سے 'حاکم اعلیٰ' کی بابت بھی اِس لحاظ سے ایک بحث یہاں چلتی ہی رہتی ہے۔ سو یہ سوال اب بھی باقی ہے کہ آپکے یہاں واضح انداز میں کس چیز پر 'حاکم اعلیٰ' کا اختیار تسلیم کیا گیا ہے؟

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

قانون دان اور ماہر آئین پس ہمیں دستور میں 'حاکم اعلیٰ' کا لفظ دکھانے کی بجائے یہ بتائیں کہ 'حاکم اعلیٰ' کا عملاً کیا اختیار ہے؟؟؟؟

قبل اس کے کہ قانون دان اور ماہرین آئین ہمیں اس سوال کا جواب دیں، بات کو آسان کرنے کیلئے ہم اس بات کا پہلے تعین کر لیتے ہیں کہ دین اسلام میں خدا کو 'حاکم اعلیٰ' (Soverign) ماننے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے اور قرآنی آیت اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہ کا کیا مفہوم ایک صاحبِ ایمان کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ پھر ہم قانون دانوں اور ماہرین آئین سے صرف اتنا جاننا چاہیں گے کہ ان کے اس آئین اور نظام میں بھی 'حاکم اعلیٰ' کا کیا یہی مفہوم ہے جو ہم دین اسلام میں پاتے ہیں یا ان کے ہاں اس کا کوئی دوسرا مفہوم ہے؟

واضح بات ہے کہ خدا نے بنی نوع انسان سے جو کلام کرنا تھا وہ اس نے نبی آخر الزمانؐ پر نازل فرما دیا ہے اور اپنے اس نبیؐ کی زندگی زندگی اس نے 'دین' مکمل کر دیا اور اپنی اس نعمت کا اتمام فرما دیا ہے۔ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن، جس کا ایک ترجمہ Soverign بھی بنتا ہے یعنی حاکم اعلیٰ، اپنی مخلوق سے جو بھی بات کرے گا وہ اپنے رسولؐ ہی کے ذریعے کرے گا، جو کہ وہ کر چکا ہے۔ انسانوں کی سیاسی زندگی میں **دین اسلام کی رو سے اسکے احکم الحاکمین ہونے کا یہی مطلب ہے کہ اس کا فرمایا ہوا حرف آخر ہو...... حرف آخر یعنی اس کے بعد کسی کی بات نہیں۔ اسکے بول دینے کے بعد کوئی نہیں بولے گا اور اسکے فیصلہ کر دینے کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں حتی کہ بحث تک نہیں۔**

یوں اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن (حاکم اعلیٰ) کا یہ واضح اختیار ہے کہ وہ آسمان سے کوئی واضح اور قطعی آیت اتار کر ___ جو کہ وہ اتار چکا ہے ___ یا اپنے رسولؐ کی زبان سے واضح اور قطعی نص کہلوا کر ___ جو کہ وہ کہلوا چکا ہے ___ پارلیمانی مخلوقات کا پاس کیا ہوا کوئی بھی قانون کالعدم کر دے یعنی ملک کی قانون ساز ہستیوں کا جاری کیا ہوا قانون قرآن کی ایک آیت یا رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے واضح اور قطعی طور پر متصادم ہونے کی بنا پر آپ سے آپ کالعدم ٹھہرے۔

اتَّبِعُوا۟ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ (الأعراف:۳)

''جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو"۔

خدا جو اتار دے، وہ خود بخود قانون ہو اور خدا کے اتارے ہوئے سے جو چیز متصادم ہو ___ خواہ وہ پارلیمنٹ کا 'اتارا' ہوا ہو یا کسی اور ہستی کا ___ وہ خود بخود کالعدم ہو اور 'قانون' و 'دستور' کہلانے کا تو حق تک نہ رکھے۔

یہ ہے دینِ اسلام۔ قانون دان بتائیں کیا آپ کا آئین اور نظام بھی یہی کہتا ہے یا 'اختیارات' کے معاملے میں 'حاکم اعلیٰ' کی بابت ان کا جواب کچھ اور ہے؟

ابھی ہم اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے 'اختیارات' کی بابت دو باتیں دین اسلام میں دیکھ آئے ہیں۔ یعنی اس کا اتارا ہوا خود بخود ___ اور کسی اضافی شرط کے بغیر ___ قانون ہو اور اس سے متصادم ہر کسی کی بات خود بخود کالعدم۔ ان دونوں باتوں کیلئے کوئی شرط ہو سکتی ہے تو صرف ایک اور وہ یہ کہ کسی بات کی نسبت اس سے یا اس کے نبیؐ سے بہر حال پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہو اور اس کی دلالت متعین ہو۔

آپکی اس جمہوریت میں اللہ وحدہ لاشریک کیا عین اسی معنی میں 'حاکم اعلیٰ' ہے جو کہ اُسکے احکم الحاکمین ہونیکا شرعی مفہوم ہے.. یا انکے نظام میں یہ _ معاذ اللہ _ محض ایک اعزازی منصب ہے؟

آپ کی جمہوریت اِس سوال کا جواب کیا دیتی ہے؟ "خدا کا فرمایا ہوا" یہاں مذہبی تقدس تو آپ سے آپ رکھتا ہے مگر قانونی حیثیت آپ سے آپ نہیں رکھتا۔ "قانونی حیثیت" پانے کیلئے "خدا کے فرمائے ہوئے" کو بہرحال "اکثریت" کے ہاں سے پاس ہونا ہوتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں، اکثریت اگر "خدا کے فرمائے ہوئے" کو پاس نہیں کرتی تو "خدا کا فرمایا ہوا" صرف "مذہبی تقدس" رکھے گا نہ کہ کوئی "قانونی حیثیت"!!!

تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

انکا شرک یہی ہے۔ جب تک کوئی چیز اللہ اور اسکے رسولؐ کی نسبت سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی یا جب تک کسی بات کی شرعی دلالت متعین نہیں ہوتی تب تک اسلام میں اس کو 'مذہبی تقدس' بھی حاصل نہیں۔ مگر جب اس کا ثبوت اور دلالت شرعی ضابطوں کی رو سے متعین ہو جائے...... یعنی جب ایک بار اس کو 'مذہبی تقدس' حاصل ہو گیا تو 'قانونی حیثیت' خود بخود حاصل ہو گئی۔ ان دو باتوں کو

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

الگ الگ کرنا ہی ان کا وہ شرک ہے جو عالمی طور پر ’’سیکولرزم‘‘ کے نام سے معروف ہے۔ سیکولرزم جمہوریت کا ایک جزو لاینفک ہے اور وہ ’اپنی‘ اس جمہوریت میں بھی پوری طرح ساتھ آیا ہے۔

ہاں پارلیمنٹ کو ___ بلکہ ہر مخلوق کو ___ یہ پورا حق ہے کہ وہ یہ سوال کرے کہ خدا نے فلاں بات کہی ہے یا نہیں کہی اور آیا اس کی یہ دلالت بنتی ہے یا نہیں؟ حتی کہ ان دونوں میں سے کسی ایک بنیاد پر کسی بات کے رد کرنے کا بھی اس مخلوق کو پورا پورا حق ہے کیونکہ ہمارا دین پوپ کا دین بہرحال نہیں اور نہ ہی ہم تھیوکریسی پر ایمان رکھتے ہیں ___ بشرطیکہ اس کو رد کرنے والی وہ مخلوق شریعت کی کسی بات کے ثبوت یا دلالت کا تعین کرنے کی فقہی صلاحیت رکھتی ہو ___ مگر یہ کہ ایک بات کی نسبت اور دلالت کا اللہ و رسولؐ سے ثبوت تو واضح ہو لیکن پھر بھی اس کو صرف ’مذہبی تقدس‘ ملے اور ’قانونی حیثیت‘ پانے کیلئے وہ ہنوز کسی مخلوق کی منظوری (Approval) کی محتاج ہو اور اسکی یہ ’’احتیاج‘‘ پوری ہوئے بغیر وہ قانونی حیثیت سے محروم ہی رہے تو اسکا کفر ہونا اظہر من الشمس ہے۔

خدا کے ہاں سے جب کوئی چیز اترتی ہے تو وہ ’مذہبی تقدس‘ اور ’قانونی حیثیت‘ ہر دو کے ساتھ بیک وقت نازل ہوتی ہے اور رسولؐ کے حکم کو بھی بیک وقت یہ دونوں حیثیتیں حاصل ہوتی ہیں۔ رسولؐ صرف ’مذہبی‘ معنی میں پیروی کرانے کیلئے مبعوث نہیں کیا جاتا بلکہ مطلق اطاعت کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّاباً رَّحِيماً . فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيما (النساء: ۶۴۔۶۵)

’’ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے وہ اس لئے تو بھیجا ہے کہ خدا کے حکم سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمہارے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے، اور رسول بھی ان کیلئے معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ نہیں اے محمدؐ۔ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں‘‘۔

☆☆☆☆☆

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

''حاکم اعلیٰ''، ''سلطانِ جمہور'' اور ''سیکولر ازم'' کے ضمن میں اس مسئلے کی کچھ اور وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے......

خطابات اور القابات کو اگر ایک طرف رکھ دیا جائے......تو فحوائے جمہوریت یہی ہے کہ اکثریت کا فرمایا ہوا ہی مستند ہوگا اور زیادہ ووٹوں سے پاس کیا جانے والا ہی ''قانون'' کہلائے گا اور یہ کہ اکثریت کی موافقت حاصل ہوئے بغیر کوئی چیز بھی، خواہ وہ خدا کا فرمایا ہوا کیوں نہ ہو، آپ سے آپ قانون کہلانے کا حق نہ رکھے گا......اگرچہ وہ خدا اور رسولؐ کا واضح ترین حکم کیوں نہ ہو اور اپنی دلالت میں قطعی ترین کیوں نہ ہو اور خواہ چودہ سو سال سے لے آج تک فقہائے اسلام میں سے کسی ایک نے بھی کبھی اس پر اختلاف نہ کیا ہو جس کی ایک مثال ___ اور نہایت واضح مثال ___ سود کی حرمت ہے، اور اس کی ایک اور مثال فحاشی وعریانی کی شناعت۔

چنانچہ خطابات اور القابات کو اگر ایک طرف رکھ دیا جائے......تو اس نظام کی رو سے مذہب مذہب ہے اور قانون قانون۔ واقعتاً یہ نظام اس پر معترض نہیں کہ ''مذہب'' کی کوئی بات کسی وقت ''قانون'' بنا دی جائے۔ مگر اس کی رو سے ہیں یہ دو الگ الگ چیزیں۔ اور یہی بات غور طلب ہے۔ ''مذہب'' یہاں قانون بن ضرور سکتا ہے البتہ ''مذہب'' خود بخود ''قانون'' نہیں۔

دوبارہ یہ جملہ نوٹ فرمالیجئے: مذہب قانون بن ضرور سکتا ہے مگر مذہب خود بخود قانون نہیں......

جبکہ اللہ کے ہاں 'دین' وہ ہے جو بیک وقت ''مذہب'' بھی ہو اور ''قانون'' بھی۔ اللہ کے ہاں سے جو کچھ اتر آیا ہے، کسی بھی اضافی شرط کے بغیر، وہ آپ سے آپ ''مذہب'' ہے اور آپ سے آپ ہی ''قانون''۔ جتنا وہ ''مذہب'' ہے اتنا ہی وہ ''قانون'' ہے۔ اس کی ایک حیثیت کو ماننا اور دوسری کو نہ ماننا خدا کے ساتھ کفر ہے۔

خدا کے ہاں سے جو نازل ہوا یعنی ''مَا اَنْزَلَ اللّٰہ'' جس طرح کسی مخلوق کے ''پاس'' کرنے یا نہ کرنے پر اس کا ''مذہب'' ہونا موقوف نہیں ___ بس صرف اس کا ثبوت اور دلالت واضح ہونا ضروری ہے ___ اسی طرح کسی کے ''پاس'' کرنے یا نہ کرنے پر اس کا ''قانون'' ہونا بھی موقوف نہیں، صرف اس کا ثبوت اور دلالت واضح ہونا ضروری ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

''سیکولرزم'' اور ''سلطانی جمہور'' البتہ اسلام سے متصادم نظام ہیں......

''سیکولرزم'' کی رو سے دین خود بخود اور کسی بھی اضافی شرط کے بغیر ''مذہب'' مانا جا سکتا ہے ''قانون'' نہیں۔ اس کے قانون ہونے کیلئے البتہ ایک اور شرط درکار ہے۔

یہ 'اور شرط' کیا ہے؟ اس کا جواب ''سلطانِ جمہور'' کا عقیدہ دیتا ہے: ''مذہب'' کو ''قانون'' کا رتبہ ملنے کیلئے ''شرط'' یہ ہے کہ وہ ''اکثریت'' کے ہاں سے پاس ہو۔

آپ کی جمہوریت نے، دیکھ لیجئے، 'حاکم اعلیٰ' سے اپنے یہ **دونوں خواص** کسی نہ کسی طرح بچا ہی لئے !!!!!

یوں ''دین'' کو ''مذہب'' اور ''قانون'' میں بانٹ کر سیکولرازم ہمیں عملاً کلیسا کے دھرم میں داخل کر دیتا ہے بے شک ہم اس بات کو 'ذرا مشکل سے' ہی محسوس کریں۔

سیکولرزم زندگی کو عملاً دو خداؤں کے بیچ میں بانٹ دیتا ہے۔ ایک وہ خدا جو ''مذہب'' کے دائرے میں پوجا جاتا ہے اور ایک وہ خدا جو ''قانون'' کے دائرے میں پوجا جاتا ہے۔ ''مذہب'' کے خدا کو ''قانون'' کے دائرے میں بہرحال ''قانون'' ہی کے خدا کی منظوری درکار رہتی ہے۔ ''قانون'' کے خدا کی منظوری کے بغیر ''مذہب'' کا خدا جو مرضی کہہ لے اسکا کہا ''مذہب'' تو ہوتا ہے ''قانون'' نہیں۔ یہ سیکولرزم تقریباً پورے کا پورا آپکی جمہوریت میں بھی ساتھ ہی درآمد ہوا ہے۔

یہاں ''سیکولرزم'' کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب ''سلطانِ جمہور'' کا عقیدہ یہاں اس 'خدا' کا تعین کرتا ہے جس کو ''قانون'' کے دائرے میں پوجا جانا ہے اور جس کے ہاں سے صادر ہونے والا ''قانون'' کہلاتا ہے اور جس کے ''پاس'' کئے بغیر ''مذہب'' کی بات کو صرف مذہبی تقدس ہی حاصل رہتا ہے...... یہ ''نمائندگان جمہور'' ہے۔

جبکہ دین اسلام یہ ہے کہ ''مذہب'' کا معاملہ ہو یا ''قانون'' کا اللہ اور اس کا رسولؐ جب کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو سب پارلیمانی وغیر پارلیمانی مخلوقات صرف دو لفظ کہنے کی مجاز و روادار پائی جائیں: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ''ہم نے سنا اور ہم تابع فرمان ہوئے''۔ اس دائرے میں کسی مخلوق کو اختیار کہاں؟ اللہ کے ہاں دین بس یہ ہے۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامَ ''دین اللہ کے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہاں فرماں بردار ہوجانے کا نام ہے''۔ ''فرمانبرداری'' کے سوا ہر روش بس شیطان کا بہکاوا ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ (یوسف: ۴۰) ''فرماں روائی کا اقتدار، اللہ کے سوا کسی کیلئے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ طریق زندگی ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران: ۸۵) ''اس فرماں برداری کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام ونامراد رہے گا''۔

۲) شریعت کی تعلیمات کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے گا!

ایک مجموعی تفسیر an overall interpretation کو سامنے رکھتے ہوئے، دستور کی ایک نہایت غیر مؤثر دفعہ، جس کے Legal effect میں دستور ہی کے اندر جگہ جگہ نقب لگا رکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں، اسلامی عقیدہ کی رو سے ما انزل اللہ کی جو آپ سے آپ قانونی حیثیت Legally binding status ہے اس کی بابت ہنوز جواب ندارد۔

اصل واردات 'قانون بنانے کا حق' رکھ کر ہی ڈال لی جاتی ہے ☆۔ 'قانون' بنانے' کا

☆ کوئی ریاست اپنی روزمرہ ضروریات کیلئے قواعد وضوابط بناتی ہے، خصوصاً ان امور کے اندر جن کو 'بائی لاز' کہا جاتا ہے، تو یہ بات کسی کے ہاں بھی محل اعتراض نہیں۔ اصل اعتراض اس بات پر ہے کہ شریعت کے معروف و زبان زد عام امور بھی کہ جنہیں مسلماتِ شریعت کہا جاتا ہے...... یہ مسلماتِ شریعت تک کسی نظام میں 'قانونی و آئینی حیثیت' پانے کیلئے پارلیمنٹ کے ہاں سے پاس ہونے کے ضرورت مند رکھے جائیں اور جب تک پارلیمنٹ انہیں 'پاس' نہ کر دے ان کی کوئی قانونی حیثیت ہی نہ ہو!

شریعت کے معروف مسلمات، مانند:

- شرک، سود، فحاشی وعریانی اور موالاتِ کفار وغیرہ کی حرمت، یا
- نماز، حیاداری اور عدل اجتماعی ایسی اشیاء کا وجوب، یا
- جہاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ ایسے امور کا مشروع ومطلوب ہونا۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کیا مطلب؟ خدا کی شریعت ہی تو قانون ہے بلکہ سب سے اٹل قانون ہے۔ مسلمان قرار پانے کیلئے آپ کو اسی بات پر تو ایمان لانا ہے کہ خدا نے جو شریعت اتار دی، آپ کیلئے اور آپ کے پورے معاشرے کیلئے ___ مرتے دم تک ___ اب وہ ہر قانون سے بالاتر قانون ہے اور ہر دستور سے بالاتر دستور۔ یہ خدا کے ہاں سے ’پاس‘ ہو کر ہی تو زمین پہ اتری ہے، اس کو ’پاس‘ کرنا اور اس کا ’قانون‘ قرار پانا کسی مخلوق کے ہاتھوں ’پاس‘ ہونے پر موقوف رہنا چہ معنیٰ؟

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

یہ ایک واضح امر ہے کہ مسلماتِ شریعت کو آپ سے آپ آئینی وقانونی حیثیت حاصل نہ ہونے کے باعث یہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کثیر شرعی امور کہ جن سے فقہائے احناف کی کتب بھری پڑی ہیں بلکہ سب کے سب اسلامی مذاہب کی کتبِ فقہ ان سے بھری ہوئی ہیں، اور کتاب وسنت کی نصوص بھی ان کے حق ہونے پر نہایت واضح دلالت رکھتی ہیں...... مسلماتِ شریعت کو اس نظام میں آپ سے آپ ’آئینی وقانونی حیثیت‘ حاصل نہ ہونے کے باعث، حسبہ وامر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ایسے کثیر شرعی امور بلکہ واجباتِ دین تک یہاں آئین کے ’بنیادی حقوق‘ والے باب کے ہی صاف متعارض قرار پائیں گے۔ یعنی شریعت میں جو چیز فرض کا درجہ رکھے گی آپ کے آئین کے ’بنیادی حقوق‘ والے چیپٹر کی رو سے وہ ’جرم‘ قرار پائے گی۔ اس کی زیادہ وضاحت کسی اور وقت کی جائے گی، البتہ اس کی صرف ایک مثال ذیل میں دی جاتی ہے:

ایک باپ اپنی بیٹی کو جو قانون کی نظر میں بالغ ہے، کسی ایسی اردو یا پنجابی یا پشتو فلم میں ڈانس سے روک دینا چاہتا ہے جس کو یہاں کے سنسر بورڈ نے ’پاس‘ کر دیا ہوا ہے یا جس پر سنسر بورڈ معترض نہیں! بیٹی اگر اپنا یہ ڈانس ریکارڈ کرانے پر ہی بضد ہے تو چونکہ قانون کی نظر میں پنجابی اور پشتو فلموں کا یہ ڈانس (جو کہ آپکو کچھ اندازہ ہوگا کہ کیا ہوتا ہے!) ایک ’جائز‘ کام ہے لہٰذا باپ اور اس کا پورا قبیلہ مل کر بھی اگر لڑکی کو اس حیا باختہ عمل سے روکنا چاہیں تو قانون بہرحال یہاں لڑکی کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور اگر لڑکی کا پورا محلّہ یا پورا قبیلہ مل کر بھی اسکو اس بے حیائی سے روکنے میں ’زبردستی‘ کا مرتکب ہوتا ہے تو قانون کی نظر میں (جس کی رِٹ کو ماننا نہایت ضروری ہے!) لڑکی حق پر ہے اور قبیلہ جرم کا مرتکب! آپ جس بھی ماہر آئین سے پوچھنا چاہیں پوچھ کر دیکھ لیں، نہی عن المنکر کا ایک کام، جو کہ شریعت میں بقدرِ استطاعت مطلوب ہے، اس حالت میں آئین کے ’بنیادی حقوق‘ کے باب سے صاف متصادم ہے اور قانوناً منع۔ اور جہاں شریعت اور آئین میں تصادم آ جائے وہاں ترجیح ___ اِس نظام کے اندر ___ بھلا کس کو حاصل ہوگی؟ ہمارا خیال ہے اس کا جواب یہاں ہر شخص کو معلوم ہے، فَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل.

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

یعنی 'پاس' کرنے کا حق اب بھی ظالموں نے اپنے ہی پاس رکھ چھوڑا ہے البتہ ہمیں یہ اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ شریعت کی تعلیمات کے خلاف کوئی چیز 'پاس' نہیں کر دی جائے گی تا کہ ہم اِن کے اس 'حق' کو کہ یہ شریعت کو 'پاس' کریں گے اور یہ کہ یہی لوگ 'پاس' کریں گے تو شریعت کو 'قانون' ہونے کا رتبہ حاصل ہوگا، ایک بار تسلیم کر لیں۔ اِدھر ہم اِن کا یہ 'حق' تسلیم کر لیں گے، اُدھر یہ اپنے اِس 'حق' کو 'توسیع' دینے لگ جائیں گے اور وہ بھی باقاعدہ 'آئینی' طریقے سے ہی!

اچھا تو اگر پھر بھی یہ مالک الملک کی شریعت کے خلاف کچھ 'پاس' کر دیں اور بہت سے خلاف شریعت قوانین کو بھی پوری طرح 'برقرار' رکھیں، جیسا کہ اِس وقت ہے، تو اِن کو اِس فعل سے روکنے اور اِن کے اِس اقدام کو 'غیر آئینی' اور 'کالعدم' قرار دینے کیلئے آپ کے اِس آئین کے پاس کیا ہے؟...... وہ بہت کچھ جو قانون اور آئین کے نام پر مالک الملک کی شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے شریعت کی اس کھلم کھلا خلاف ورزی کو اگر یہ برقرار رہنے دیتے ہیں، اور جو کہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ سامنے کی حقیقت ہے...... تو ذرا یہ بھی تو معلوم ہو کہ اس صورت میں کوئی ان کا بگاڑ کیا سکتا ہے؟! کیا یہی کہ شریعت کے پرستار 'پانچ سال' تک انتظار کریں اور وہ بھی صرف اس واقعۂ عظیم کو رو پزیر کرانے کیلئے کہ ووٹ کی ایک عدد پرچی ان کی بجائے اب کسی اور کی نذر کر کے آئیں گے اور پھر 'پانچ پانچ سال' کر کے اپنا یہ 'جمہوری حق' استعمال کرتے چلے جائیں گے!!!!!؟ کہا گیا کہ 'انتظار' کرنے کے علاوہ، اس دوران، ہم فیڈرل شریعت کورٹ جا کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ 'دستور کا طے کردہ' یہ طریقہ بھی ہم نے آزما ڈالا، شریعت کو 'قانون' کا رتبہ دلوالانے کا یہ راستہ بھی تھوڑا سا چل کر آگے کہیں گم ہو جاتا ہے اور کوئی دو عشرے سے مسلسل گم چلا آتا ہے.. اور شریعت 'دیارِ پاکستان' میں پھر 'قانون' کا رتبہ پائے بغیر رہتی ہے! شریعت 'نافذ' ہونے کی بات ابھی ہم نہیں کر رہے، شریعت کا 'نافذ' ہونا ابھی بعد کی بات ہے، ابھی تو شریعت کو صرف 'قانون' کا رتبہ ملا ہونے کا سوال ہے!!! اور 'آئین کا اسٹیٹس' تو خیر قانون سے بھی بڑی ایک چیز ہے!!!

تصور کیجئے خدا کی نازل کردہ بین شریعت اِس ملک میں آپ سے آپ نہ صرف 'قانون' شمار ہو بلکہ 'آئین' کا رتبہ رکھے بلکہ آئین سے بھی بلند تر رتبہ رکھے اور ماہرینِ آئین جس

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

طرح آج 'آئین' کا نام لے کر ہر کسی کو چپ کراتے ہیں، عین اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر یہ ایک دوسرے کو ''شریعت'' کا نام لے کر چپ کرایا کریں!!! تصور کیجئے ان عدالتوں اور ایوانوں پر کوئی دن ایسا آئے کہ یہ کہہ دیا جانے کے بعد کہ فلاں بات کا فیصلہ اللہ اور اسکے رسولؐ نے کر دیا ہے، زبانیں بند، بحثیں ختم اور گردنیں جھک جائیں! کون اختلاف کر سکتا ہے کہ ''اسلامی آئین'' اصل میں یہ ہے؟! کوئی پوچھے یہ خوبصورت 'دفعہ' جو ہمیں سنانے کیلئے رکھی گئی ہے اور جس کو غیر مؤثر کر رکھنے کیلئے اس آئین کے اپنے ہی اندر ان گنت انتظامات باقاعدہ محنت اور قصد کے ساتھ کر رکھے گئے ہیں، یہ دفعہ آئینی دستاویز کے مجموعی مفہوم کے لحاظ سے مؤثر و قطعی کتنی ہے؟

آئین کے ماہرین بھی یہیں ہیں اور آئین کے حمایت کنندگان بھی یہیں تشریف فرما ہیں، براہ مہربانی وہ ہمیں دستور سے کسی انشائیہ جملے پر مبنی دفعہ پڑھ کر نہ سنائیں یہ دفعات ہم نے بہت سن لی ہیں وہ ہمیں صرف یہ بتائیں کہ جو لوگ مالک الملک کی اتاری ہوئی شریعت کو اس ملک میں قانون کا رتبہ ملا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں مگر وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ الیکشن میں 'بھرپور کامیابی' حاصل کر کے وہ پارلیمنٹ میں اپنی 'اکثریت' شو کر ڈالیں، آپ کے آئین کی رو سے ان کو اب مزید کیا کرنا ہے؟ کوئی جواب......؟؟؟؟؟

اگر وہ یہ فرمائیں کہ حوصلہ رکھیں دستور کی ایک اپنی زبان ہوتی ہے اور ایک اپنا طریق کار، تو پھر یہی تو وہ بات ہے جو ہم اپنے اسلام پسند بھائیوں پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دستور کی ایک اپنی زبان اور اپنا طریقۂ کار ہے اس سے کسی ایک خوش نما دفعہ کو پڑھ لینا اور اس سے ماقبل و مابعد کو نظر انداز کرتے ہوئے، خصوصاً دستور کی 'خاص زبان' اور 'طریق کار' کو نظر انداز کر رکھتے ہوئے، اس ایک ہی دفعہ سے اپنے سب مطالب ثابت سمجھنا نادرست ہے۔ قانون کی زبان میں ایک بات ایک جگہ کہی جاتی ہے اور اس سے متعلقہ 'اگر مگر' اور 'شوشے شندرے' پوری دستاویز میں بکھیر رکھے جاتے ہیں☆۔

☆ اس زاویے سے دستور کا ایک مطالعہ پیش کرنا، ایک مکتبِ تحقیق وجود میں لے آنے کے بعد، ادارہ ایقاظ کے بھی پیش نظر ہے۔ مگر یہ مطالعہ ظاہر ہے بحث و تحقیق سے متعلق ہے، البتہ ایک عمومی معنی میں اس نظام کی بابت یہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

بہت سی باتیں ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے ہاتھ سے واپس بھی لے لی جاتی ہیں۔ آئین کی ایک دفعہ میں فیڈرل شریعت کورٹ کا جاں فزا مژدہ سنایا جا سکتا ہے اور کسی دوسری دفعہ میں اسی فیڈرل شریعت کورٹ کے ہاتھ پیر باندھے جا سکتے ہیں۔ پس اصل بات یہ ہے کہ کسی دستاویز کا ایک مجموعی مفہوم لیا جائے اور پھر ہی کسی چیز کی آئینی یا قانونی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

پس سوال صرف یہ ہے کہ کوئی خلافِ شریعت قانون 'نہ بن سکنے' اور موجودہ خلافِ شریعت قوانین کے 'لازماً شریعت کی مطابقت میں لائے جانے' کے اس مژدۂ جانفزا کی آئینی قطعیت کس درجے کی ہے اور یہ کہ اس بات کی قطعیت کو 'محل نظر' ٹھہرا دینے یا متاثر کر دینے والی اشیاء تو آیا اِس دستور کے اپنے ہی اندر نہیں پائی جاتیں؟؟؟ یعنی، مثال کے طور پر، آپ کا آئین جب کہتا ہے کہ کوئی شخص تیسری بار ملک کا وزیراعظم نہیں بن سکتا تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ واقعتاً کوئی شخص تیسری بار وزیراعظم نہیں بن سکتا۔ اور آئین نے 'واقعی' جب یہ کہہ دیا ہے تو کوئی لاکھ اس کو وزیراعظم بنائے وہ وزیراعظم بن ہی نہیں سکتا۔ جی ہاں، 'آئین' ایسی ہی ایک چیز ہے۔ اس کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اندر اکثریت حاصل ہو تو بھی وہ وزیراعظم بننے کا سوچے گا تک نہیں، جب تک کہ وہ یہ آئینی رکاوٹ ہی آئینی طریقے سے دور نہ کر لے۔ ایوان کا کوئی فلور اس کو وزیراعظم بنانے کی قرارداد 'ووٹنگ' کیلئے تو کیا 'بحث' کیلئے ہی قبول نہ کرے گا۔ کیونکہ آئین اس مسئلے پر واقعی بہت واضح ہے! یہاں ہم کہیں گے: آئین کی رو سے ایک چیز واقعتاً نہیں ہو سکتی کیونکہ دستور کی کوئی اگر مگر یا کوئی شوشہ شذرہ اس بات کے معارض ہے ہی نہیں۔ مگر 'خلاف شریعت قانون نہ بن سکنے' اور 'خلاف شریعت قوانین کو شریعت کے موافق بنانے' کا مطلب بھی کیا ویسا ہی قطعی ہے کہ آئین کی ایک دفعہ نے اگر کہہ دیا کہ ایک چیز نہیں ہوگی تو وہ چیز اب کسی قیمت پر کبھی ہو ہی نہ سکے، یا پھر اس باب میں 'اگر مگر' کا مفہوم دینے والے کئی حصے آپ کے اِسی آئین میں ہی

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

حقیقت اظہر من الشّمس ہے۔ اِس نظام کی نظر میں خدا کا فرمایا ہوا آپ سے آپ قانون نہیں، یہ اس قدر واضح حقیقت ہے کہ کسی 'تحقیق' یا 'مطالعے' کی محتاج نہیں۔ پھر بھی، 'ریکارڈ درست' رکھنے کیلئے، یہ چیز مفید ہو سکتی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

با قاعدہ طور پر پائے جاتے ہیں بلکہ اس مقصد کیلئے با قاعدہ طور پر رکھے گئے ہیں؟ آپ خود ہی سوچئے یہ بات آئین میں اتنی ہی واضح اور قطعی ہوتی کہ شریعت کے واضح مسلمات سے متصادم ایک قانون کی یہاں کسی صورت گنجائش ہی نہیں تو یہ سب غیر اسلامی قوانین کیا یہاں کالعدم نہ ہو گئے ہوتے!؟ لیکن جب یہ خلافِ اسلام قوانین کالعدم نہیں ہوئے بلکہ پوری طرح ساری المفعول ہیں تو آخر کوئی تو بنیاد ہوگی جس کے بل پر ان 'خلافِ اسلام' قوانین کی آئینی حیثیت باقی رہتی ہوگی! خود ہمارے اسلام پسند بھائی ہی ان بنیادوں کا رونا روتے کئی بار دیکھے گئے ہیں! یہ انکار نہ کریں گے کہ 'شریعت بل' کی ضرورت بھی ایسے ہی کچھ رونوں کے باعث پڑی تھی ورنہ سیکولروں کے اس الزام سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ تو محض جونیجو و دیگر 'جمہوری' قوتوں کے مقابلے میں ضیاء الحق کے ہاتھ مضبوط کرنے کی ایک کوشش تھی!

ہمارے اسلام پسند بھائیوں کا کوئی طبقہ ایک دستوری قسم کی جدوجہد پر ہی یقین رکھتا ہے تو ضرور رکھے، مگر اس نظام کو یہ سرٹیفیکیٹ دے دینا پھر بھی صحیح نہ ہوگا کہ یہ شرک سے نکل آیا ہے اور مالک الملک کے آگے گھٹنے ٹیک چکا ہے اور اُسکی شریعت کو قبول کر چکا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہیں کہ دستوری جدوجہد کا جو راستہ ہم نے اختیار کر رکھا ہے جاری ہے، کچھ پیش رفت بھی ہوئی ہے اور جب تک یہ مالک کی شریعت کے آگے تسلیم نہیں ہو جاتا ہماری جدوجہد ختم نہیں ہوگی۔ البتہ جب ہمارے یہ بھائی اس نظام کے حق میں یہ سٹرفکیٹ دے دیتے ہیں کہ یہ نظام مالک الملک کے آگے تسلیم ہو گیا ہے تو تب البتہ ایک بہت بڑا خلط مبحث جنم لیتا ہے اور تب خود ہمارے ان بھائیوں کی جدوجہد کی راہیں بھی تنگ ہوتے ہوتے کہیں روپوش ہو جاتی ہیں اور انکو اپنی سرگرمی کا کوئی مؤثر و زوردار میدان چننے میں ہی دشواری پیش آنے لگتی ہے۔ اور تب یہاں کے سیکولر طبقوں کو دستور میں ایک نہایت غیر مؤثر صلاحیت کی حامل اس 'اسلامی دفعہ' کو ڈال دینے کا احسان قیامت تک ہم پر جتاتے رہنے کیلئے بھی ایک نہایت خوب بنیاد ہاتھ آتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ یہ تاثر دینے میں کامیاب رہتے ہیں کہ اس نظام کو 'اسلامی' کرنے کے معاملہ میں اسلام پسندوں کی جو کوئی منزل ہو سکتی تھی وہ تو کب کی آ کر گزر چکی، یعنی نظام اب یہ پوری طرح اسلامی ہے صرف 'عمل' رہ جاتا ہے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اور اس پر کون کسی کو مجبور کر سکتا ہے؟ ہم بھی مسلمان ہیں، ایک کام خدا کیلئے کرنا ہے اور وہ حسب توفیق ہی ہوسکتا ہے، ہاں کوئی خلافِ آئین چیز ہے تو جائیں اس کو عدالتوں میں چیلنج کریں، باقی، اسلام پسند چاہیں تو کس نے روکا ہے اپنی اکثریت لے آئیں اور اس پر 'عمل' بھی کروالیں!

یعنی مسئلہ 'عمل' رہ جاتا ہے نہ کہ 'نظام کا انحراف'! باطل کو اسکے سوا کونسی شہادت درکار ہے؟

بہرحال ان سب دفعات کے باوجود، کہ جن کی بدولت کہ یہ نظام اپنا کچھ بھی تبدیل کئے بغیر لوگوں کی ایک تعداد کے نزدیک 'اسلامی' ہونے کی سند پا گیا ہے، یہ سوال جوں کا توں باقی ہے کہ خدا کے اتارے ہوئے واضح وقطعی احکامات کی اس نظام کے اندر 'قانونی حیثیت' کیا ہے؟

اب جہاں تک 'کتاب وسنت کے برخلاف ہرگز کوئی قانون نہ بن سکنے' کا تعلق ہے تو محض ایک مثال کے طور پر، اور ظاہر ہے اس پر بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ **'کتاب وسنت کے برخلاف کوئی قانون نہ بن سکنے'** کے معاملہ میں دستور کی یہ ایک نہایت غیر مؤثر دفعہ ہے......

ہمارے سامنے پیس ٹی وی پر پاکستان کے ایک معروف ترین داعیِ دین جناب ڈاکٹر اسرار احمد بھارت کے ایک عظیم جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے 'بھارتی مسلمانوں' کو یہ خراج عقیدت پیش کرکے آتے ہیں کہ بھارت ایسے 'سیکولر' ملک میں رہتے ہوئے بھی آپ لوگوں نے کسی کو اپنے ''مسلم عائلی قوانین'' کو ہاتھ نہیں لگانے دیا، جبکہ ہم پاکستانی مسلمان شرمندہ ہیں کہ اتنا بھی نہ کر سکے اور ہمارے وہ مسلم عائلی قوانین جن کو ہاتھ لگانے کی انگریز بھی کبھی جرأت نہ کر سکے تھے، پاکستان کے اندر اُن میں اب کئی ایک کھلی کھلی خلافِ شریعت اشیاء ڈال دی گئی ہیں۔ (روایت بالمعنیٰ) ڈاکٹر اسرار صاحب کی یہ بات کہ انگریز بھی ہمارے جن عائلی قوانین کو ہاتھ نہیں لگا سکے تھے 'ہمارے' اِس نظام کے اندر تو وہ بھی سلامت نہ رہنے دیے گئے اور خود انہی کے اندر خلافِ اسلام قوانین ڈال دیے گئے، اس قدر سچ ہے کہ کوئی واقفِ حال اس سے انکار نہ کر سکے گا۔

غرض کون نہیں جانتا کہ جس دستور کی ایک دفعہ ہمیں وہ مژدہ سناتی ہے کہ کوئی قانون خلاف شریعت نہ بنے گا، اسی دستور کی ایک دوسری دفعہ، علاوہ کچھ دیگر اشیاء، مسلم عائلی قوانین کے موضوع تک پر 'فیڈرل شریعت کورٹ' کے ہاتھ باندھ کر آتی ہے؟!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

دستور کی اِس 'امید افزا' دفعہ پر ہم کسی فنی بنیادوں پر یہاں بات نہیں کر رہے، البتہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دستور کی اس دفعہ کو 'بیلنس' کرنے کیلئے بہت کچھ اِس دستور کے اپنے ہی اندر موجود ہے۔ جہاں ہم اسلام پسند دستور سے حوالہ دینے کیلئے بہت کچھ پاس رکھتے ہیں وہاں ملک کے سیکولر طبقے بھی اپنی بات کے حق میں حوالہ دینے کیلئے اِسی دستور سے ہی بہت کچھ پاس رکھتے ہیں۔ یہ تو پارلیمنٹ میں کچھ پیش ہو پھر آپ دیکھیں گے کہ دستور کی یہ 'اسلامی دفعات' جو ابھی تک صرف ہمیں ہی سنانے کیلئے رکھی گئی ہیں اِن کا صحیح صحیح قانونی و آئینی اقتضاء درحقیقت کیا ہے!

سوال یہ ہے کہ اگر یہ 'اسلامی دفعات' اپنے معنی و اقتضاء میں اتنی ہی واضح اور دوٹوک ہیں تو پارلیمنٹ میں کچھ 'اسلامی قوانین' کے بل پیش کر کے اور کچھ 'خلافِ شریعت قوانین کو کالعدم ٹھہرانے' کے بل پیش کر کے آخر دیکھ ہی کیوں نہیں لیا جاتا کہ 'کیا بنتا ہے'؟ اسکے نتیجے میں ملکی قوانین اگر شریعت کی موافقت میں لے آئے جاتے ہیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جاتا ہے، اور اگر یہ دفعات پارلیمنٹ کے فلور پر کھڑے ہو کر کام نہیں دیتیں تو بھی ان 'اسلامی دفعات' کی تاثیر و قطعیت کی بابت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی تو ہو ہی سکتا ہے، یہ بھی کوئی چھوٹی پیشرفت تو نہیں! تاہم یہ بات نوٹ کی جائے کہ دستور کی یہ اسلامی دفعات اگر پارلیمنٹ کے فلور پر کام نہیں دیتیں اور '**پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوؤں**' کو خاموش نہیں کرا سکتیں، تو کیا یہ انصاف ہوگا کہ ان 'اسلامی دفعات' کا حوالہ دے کر صرف ہم ایسوں کو ہی خاموش کرایا جاتا رہے؟!!!!

کہا جاتا ہے یونان کے فلسفی بڑی صدیوں تک 'نظری' بحثیں کرتے رہے کہ دو مختلف وزن کے پتھر ایک سی بلندی سے گرائے جائیں تو ہلکے پتھر کی نسبت بھاری پتھر زمین پر پہلے گرے گا، البتہ 'فلسفی' ہونے کے باعث اتنا نہ کر پائے کہ دو مختلف وزن کے پتھر اٹھائیں اور گرا کر دیکھ لیں! بجائے اسکے کہ ۱۹۷۳ء سے لے کر اب تک، کہ تقریباً چار عشرے مدت بنتی ہے، ان 'اسلامی دفعات' کی آئینی صلاحیت و قطعیت پر صرف 'نظری' بحثیں کی جاتی رہیں، پارلیمنٹ میں جا کر ان دفعات کی یہ 'آئینی صلاحیت' آزما کیوں نہیں لی جاتی، کہ پتہ چل جائے ان دفعات میں فنی اعتبار سے جان کتنی ہے اور ان کو بے جان کر دینے کے انتظامات خود اسی دستور کے اندر کیا کیا ہیں؟؟!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

عذر لنگ

دو شبہوں پہ بات کرنا ابھی باقی ہے۔

۱- آیات اور احادیث کا معنی و مراد متعین کرنے کا اسلام جو انسانوں کو حق دیتا ہے، یہ پارلیمنٹ کے 'حقِ قانون سازی' پر کہاں تک پردہ ڈال سکتا ہے؟

۲- شریعت کے بے شمار مسائل کے فہم و استنباط میں فقہائے اسلام کے ہاں جو اختلاف ہوا ہے اس کا فائدہ اٹھا کر 'سلطانیِ جمہور' کا رائج عام عقیدہ ثابت کر دیا جانے کی کہاں تک گنجائش ہے؟

بنیادی طور پر یہ دونوں شبہے ایک ہی مغالطے سے جنم پاتے ہیں:

۱- آیات و احادیث، یعنی شرعی نصوص کا معنی و مراد متعین کرنا، اور

۲- شرعی مسائل کے فہم و استنباط میں فقہائے اسلام کے ہاں جو اختلاف ہوا ہے، اس میں قول راجح کا تعین کرنا۔

سوال یہ ہے کہ یہ دونوں کام کون کرے؟ ہمارے جدت پسندوں کا کہنا ہے کہ اس پر پارلیمنٹ کا حق تسلیم کر لیجئے! بلکہ ان کا کہنا ہے کہ پارلیمنٹ کا یہ حق تو از خود ہے۔ شرعی مسائل کے اندر پائے جانے والے 'اختلاف' اور 'ابہام' کا جواز الہ ضروری ہے ____ اور جو کہ صرف پارلیمنٹ کر سکتی ہے!...... اس کو آپ اب اس بات کی دلیل تسلیم کیجئے کہ خدا اور رسولؐ کے بات کر دینے کے بعد بھی بہت کچھ کہنے سننے کی گنجائش ہے اور پارلیمنٹ اگر خدا اور رسولؐ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہے تو یہ کوئی بے وجہ نہیں بلکہ 'قومی وجوہات' کے ساتھ ساتھ اس کی بہت سی 'شرعی وجوہات' بھی ہیں!!

ایک غلط بات کو ثابت کرنے کیلئے آدمی ایک غلط دلیل دے تو بھی وہ کسی وقت قابل عذر مانا جا سکتا ہے مگر یہ تو 'غلط دلیل' کا درجہ بھی نہیں رکھتی۔ 'غلط دلیل' میں بھی کچھ نہ کچھ وزن ہوتا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہے۔ بے شک یہ 'حجت' ہمارے بعض تعلیم یافتہ اور جدت پسندوں کی جانب سے پیش کی جاتی ہے اور یہ کہتے ہوئے ہم واقعتاً معذرت خواہ ہیں مگر اس کو 'غلط دلیل' ماننا بھی اس گمراہی کو کچھ وزن دینے کے مترادف ہے۔ ڈھکوسلہ یا ایک گمراہ کن حربہ کے سوا اس کو کوئی اور نام دیا ہی نہیں جا سکتا۔

پارلیمنٹ، جیسے ہم پیچھے کہہ آئے، دور حاضر کا ایک باقاعدہ طاغوت ہے۔ 'پارلیمنٹ کا اختیار' آج کی اس جاہلی دُنیا کا ایک معروف واقعہ ہے جسے یہ دُنیا ایک بدیہی مسلمہ ماننے لگی ہے۔ جاہلی دُنیا کیلئے یہ ایک مسلمہ ہے تو دوسری طرف دین اسلام میں ''اللہ اور رسول ؐ'' کا مقام بہت واضح ہے اور اسلام کی حقیقت کو جاننے والوں کے ہاں سب سے بڑا بدیہی مسلمہ کا درجہ رکھتا ہے۔ ان دونوں میں اتنا واضح تضاد ہے جو سات پردوں میں چھپائے نہ چھپے۔ ایک طرف ''اللہ اور رسول ؐ کا اختیار'' ہے جو دین اسلام میں اس قدر واضح ہے کہ کسی دلیل اور حوالے تک کا محتاج نہیں۔ دوسری طرف 'پارلیمنٹ کا اختیار' ایک ایسی عالمی حیثیت اور حوالہ رکھتا ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ اپنے 'سمجھداروں' نے اس بعد المشرقین کو ختم اور ان دو انتہاؤں کو ایک کر دینے کا جب سے فیصلہ فرمایا ہے تب سے یہ ایک بڑے خلجان میں مبتلا ہیں۔ اب یہ سمجھ نہیں پاتے کہ ان میں 'توازن' کیونکر قائم کریں۔ بلکہ یوں کہیے 'توازن' تو یہ اپنے انداز سے قائم کئے ہوئے ہیں البتہ اس کے 'دلائل' دیتے ہوئے یقیناً یہ ایک جھنجھلاہٹ محسوس کرتے ہیں۔

دراصل یہ ایک مکابرہ ہے مگر دُنیا کے کسی مکابر نے بھی آج تک کبھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ اس کے پاس اپنی غلط بات کا کوئی ثبوت نہیں۔

اب ان کے سامنے سوال یہ تھا کہ پارلیمنٹ کی اس عالمی حیثیت کو بچانے اور پارلیمنٹ کے عالمی طور پر مانے جانے والے ان باطل اختیارات اور امتیازات کو برقرار رکھنے کیلئے دین اسلام میں رخنہ کہاں تلاش کیا جائے۔ بات بنے نہ بنے البتہ کہنے کیلئے ضرور کچھ پاس ہو۔ 'اللہ اور رسول ؐ' کا شریعت میں جو مقام ہے اس کو صاف چیلنج کرنا تو صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آدمی سیدھا سیدھا اسلام کو 'مذہب' ماننے تک سے انکار کر دے جو کہ اندریں حالات ممکن نہیں۔ اب آدمی 'اللہ اور رسول ؐ کے اختیار' کا بھی بظاہر انکار نہ کرے اور پارلیمنٹ کے عالمی طور پر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

(Universally) مانے گئے اختیار کو بھی عملاً برقرار رکھنا چاہے تو ان دو باتوں میں 'جمع و تطبیق' کی کیا صورت ہے؟

اس کی یہ صورت نکالی گئی کہ 'اللہ اور رسولؐ' کا مقام تو بہت واضح ہے اور ہر شبہہ سے بالا ہے مگر 'اللہ اور رسولؐ' کی بات واضح نہیں! معاذ اللہ۔ لہٰذا اللہ اور رسولؐ نے شریعت کی زبان میں جو کوئی بات کی ہے اس کے معنی ومنشا کا تعین پارلیمنٹ کرے گی!

یعنی جس رخنے کی تلاش تھی وہ مل گیا۔ پیر رکھنے کی جگہ چاہیے تھی سو وہ مل گئی۔ اس 'دلیل' سے اونٹ کا سر اندر آ گیا اب دیکھیے پورا اونٹ کس طرح اندر لایا جاتا ہے......

چونکہ آیات اور احادیث کے معنی و مفہومات میں ایک بڑا تنوع پایا جاتا ہے اور بسا اوقات تو بعض شرعی دلائل کے ثبوت میں ازالۂ تعارض تک کی احتیاج ہوتی ہے......اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام میں بے شمار شرعی مسائل کے ثبوت میں اور ان کے فہم و استنباط میں ایک بڑا اختلاف پایا گیا ہے......اور چونکہ نصوصِ شریعت کے منشا و مفہوم کا تعین ایک انسانی عمل ہے لہٰذا پارلیمنٹ کا یہ استحقاق آپ سے آپ ثابت ہوا کہ وہ ان فقہی اختلافات کے مابین قول راجح کا تعین کرے!

اس 'دلیل' کا حق تو یہ تھا کہ شریعت کے جن مسائل میں فقہائے اسلام کا کبھی کوئی 'اختلاف' نہیں ہوا ہے اور جن مسائل میں شرعی دلائل کے اندر کہنے تک کو کوئی 'تعارض' نہیں ___ مثلاً سود کی حرمت یا فحاشی اور عریانی کی ممانعت وغیرہ ___ ان مسائل میں پارلیمنٹ کا ذرہ بھر اختیار تسلیم نہ کیا جاتا بلکہ ایسا **اختیار** روا رکھے جانے کی صورت میں سیدھا سیدھا پارلیمنٹ کو طاغوت مانا جاتا اور **کم از کم ان مسائل میں اللہ اور رسولؐ کی بات آپ سے آپ قانون کا درجہ رکھتی**......مگر نہیں۔ شریعت کے اختلافی مسائل میں پارلیمنٹ کا اختیار ثابت کرنے کا فائدہ ہی کیا۔ **اصل مقصد تو پارلیمنٹ کا اختیار 'اختلافی معاملات' میں نہیں 'سب معاملات' میں ثابت کرنا تھا۔** 'شریعت کے اختلافی مسائل' تو اس کیلئے ایک آڑ تھی۔ **یہ 'دلیل' ہوتی تو اختلافی مسائل تک ہی محدود رہتی مگر** یہ دلیل نہیں سہارا ہے۔ حربہ ہے۔ سہارے کیلئے کچھ بھی پکڑا جا سکتا ہے۔ حربہ جو

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

بھی چل جائے۔ آپ خود اندازہ کر لیجئے پارلیمنٹ کے اختیارات کیلئے دلیل 'اختلافی مسائل' کی اور ثبوت 'جملہ مسائل' کا!!!

ہوتے ہوتے اس 'دلیل' کا مدعا یہ ٹھہرا کہ چونکہ شریعت کی نصوص میں 'کہیں کہیں' اختلافات اور تعارض 'بھی' پایا جاتا ہے اس لئے شریعت کے 'سب مسائل' پارلیمنٹ کی منظوری کے محتاج رکھے جانے چاہئیں!!!

چنانچہ اب جو کوئی پوچھے کہ احکم الحاکمین کے ہاں سے خاتم المرسلین ﷺ پر جو ایک شریعت اتری تھی وہ کیا ہوئی اور اس کی آپ کے ہاں صرف 'مذہبی' حیثیت ہے قانونی حیثیت وہ آپ سے آپ نہیں رکھتی بلکہ قانونی حیثیت پانے کیلئے قرآن کی ایک واضح ترین آیت کو بھی بیسیوں سال تک پارلیمنٹ کی 'منظوری' کی احتیاج رہتی ہے؟ تو اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ اس میں قصور پارلیمنٹ کے اختیار کا نہیں بلکہ شرعی نصوص کے اپنے ہی اندر کہیں کہیں پر 'ابہام' یا 'تعارض' یا 'اختلاف' پائے جانے کا جو امکان پارلیمنٹ نے کہیں سے سن رکھا ہے وہی اس بات میں مانع ہے کہ خدا کے اتارے ہوئے کو آپ سے آپ قانونی حیثیت حاصل ہو۔ لہٰذا خدا کے اتارے ہوئے کو آپ سے آپ جو حیثیت حاصل ہوگی وہ اس کی مذہبی حیثیت ہے۔ البتہ شریعت کی کسی بات کا قانون ہونا ___ قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے ثبوت اور اپنی دلالت میں کتنی بھی واضح اور قطعی ہے ___ پارلیمنٹ کے فیصلے پر موقوف ہے!

شرعی نصوص میں 'ابہام' اور 'تعارض' اور 'اختلاف'!!!

گویا اس مسئلہ کا سامنا پہلی بار بس ہمیں ہی ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحابہ کے ہاں ما انزل اللہ کی کیا حیثیت تھی؟ شرعی نصوص کے اندر جو 'ابہام' یا 'تعارض' یا 'اختلاف' آج ہمیں نظر آتا ہے کیا وہ آج ہی جا کر پیدا ہوا ہے؟ اور کیا اس 'ابہام' یا 'تعارض' یا 'اختلاف' کے باعث صحابہؓ کے ہاں بھی ایسا ہی تھا کہ ما انزل اللہ کو صرف 'مذہبی تقدس' ہی حاصل ہو البتہ قانونی حیثیت پانے کیلئے اس ما انزل اللہ کو کسی اور ہستی یا مجلس یا ہاؤس کی منظوری کا محتاج ہونا پڑے؟!

حتی کہ ایک صحابہؓ کے دور پر ہی کیا موقوف، اموی اور عباسی دور خلافت تک دیکھ لیجئے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

جو کہ یقیناً اسلام کے مثالی ادوار نہیں۔ حکمرانوں کی دھونس اور دھاندلی اور لاقانونیت اور شخصی تجاوزات ومظالم کو ایک طرف رکھ دیجئے 'قانون عام جس کی عدالتیں پابند ہوا کرتی تھیں اور جس کے مطابق رعایا کے مابین فیصلہ کرنے کے قاضی مکلّف ہوا کرتے تھے، کیا تھا؟ اسلام کے ان سب ادوار میں کیا واقعتاً ما انزل اللہ کو بس صرف 'مذہبی تقدس' حاصل ہوتا تھا اور جب تک کسی مخلوق کی طرف سے 'پاس' نہ کر دیا جائے تب تک وہ ہر قسم کی قانونی حیثیت سے یکسر محروم رہتا تھا؟؟؟

اسلام کے ان تمام ادوار میں مسلم معاشروں کے اندر ما انزل اللہ کی 'مذہبی' اور 'قانونی' حیثیت میں کبھی بھی تمیز نہیں کی گئی۔ ایک چیز شریعت سے اگر واضح نہیں یا کسی چیز کا ثبوت اگر شریعت سے نہیں ملتا تو وہ 'مذہبی تقدس' بھی نہ پاتی تھی مگر جب وہ 'مذہبی تقدس' پا لیتی تھی تو اس کی قانونی حیثیت خودبخود مسلم ہوتی تھی۔ ان دو باتوں میں تفریق صرف اسی دن کی گئی جس دن ہمارے معاشروں کو سیکولرزم کی اوپر تلے خوراکیں دی گئیں اور ان معاشروں کی تشکیل مغرب کے دیے ہوئے نقشے پر کرنے کی بنیاد ڈالی گئی۔

رہا یہ کہ ما انزل اللہ کا معنی ومراد اور منشا ومفہوم کا تعین ضروری ہے تو یقیناً صحابہؓ کا معاشرہ اور اموی اور عباسی دور کے معاشرے ما انزل اللہ کا منشا ومراد متعین کئے بغیر ہی اس پر عمل پیرا نہیں ہو جایا کرتے تھے۔ مگر ہمارے اور ان کے 'نظام' میں فرق یہ ہے کہ وہ ما انزل اللہ کا صرف معنی ومراد اور منشا ومفہوم متعین کرتے تھے اور اس کا ___ علمی بنیادوں پر اور علمی مصادر سے ___ جو معنی ومراد متعین ہو جائے اس پر ایمان لانا اور اس پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہنا ان کے ہاں آپ سے آپ لازم ہو جاتا تھا۔ یہی اُن کا آئین تھا اور یہی طرز عمل 'اسلام' کہلاتا ہے...... البتہ ہمارا نظام اس کو باقاعدہ 'پاس' ہونے کا ضرورت مند جانتا ہے اور اگر یہ اس کو 'پاس' نہ کرے تو ما انزل اللہ چاہے کتنا بھی واضح ہو بس 'مذہب' ہوتا ہے 'قانون' نہیں!

ما انزل اللہ کو قانون مانتے ہوئے اس کا معنی ومراد متعین کرنا ایک بات ہے اور ما انزل اللہ کا ___ قانون مانا جانے کیلئے ___ پارلیمنٹ کے ہاتھوں 'پاس' ہونے کا محتاج رہنا بالکل ایک الگ بات۔ یہ واضح طور پر دو مختلف واقعے ہیں۔ دو مختلف اور متضاد طرز عمل ہیں۔ اس قدر مختلف

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہیں کہ ان میں ایک بعد المشرقین ہے۔ مگر دیکھ لیجئے ہمارے یہاں کیسا خلط مبحث ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ **یہ خلط مبحث کسی علمی یا فنی نکتے کے روپوش ہو جانے کے باعث نہیں بلکہ ایمان اور تسلیم کی حقیقت واضح نہ ہونے کے باعث ہے**۔ کاش کہ یہ لوگ جانتے کہ آسمان سے رسولؐ پر جو نازل ہوتا ہے، جس وحی کیلئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور جس وحی کو دے کر زمین کی جانب فرشتے دوڑائے جاتے ہیں اور جس کیلئے رسولؐ کی بعثت عمل میں لائی جاتی ہے اور جس کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر جنت اور جہنم کا فیصلہ ہونا ہے وہ کتنی بڑی حقیقت ہے اور اس کا کیا مرتبہ اور مقام ہے۔

جہاں تک کسی معاملہ میں ما انزل اللہ کا معنی و مراد متعین کرنے کی بات ہے تو یہ عشروں اور صدیوں کا کام نہیں۔ انما شفاء العي السؤال☆ اہل علم سے رجوع اس مسئلہ کا بہت سادہ اور آسان حل ہے۔ مگر جہاں تک ما انزل اللہ کو (معاذ اللہ) 'پاس' کرنے کا تعلق ہے تو اس کا حساب ضرور عشروں اور صدیوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا مسئلہ دراصل یہی ہے۔

اللہ اور رسولؐ کی بات کو قانون مانتے ہوئے اس کا معنی و مراد سمجھنا ایک خوئے بندگانہ ہے۔ البتہ اللہ اور رسولؐ کی بات کو 'منظوری' دینے کا مجاز ہونا ایک سرکش فعل۔

اللہ اور رسولؐ کی بات کا منشا و مراد متعین کرنے میں غلطی تک کا ہو جانا ___ بشرطیکہ غلطی کرنے والا اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو ___ معاف ہے بلکہ ایسی غلطی پر بھی وہ ایک نیکی پانے کا حق رکھتا ہے...... مگر اللہ اور رسولؐ کی بات کو 'پاس' کرنا ایک بالکل مختلف طرز عمل ہے جس کا کہ تسلیم وانقیاد اور اذعان و اطاعت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ما انزل اللہ کا منشا و مراد جاننا ایک ایمانی رویہ اور ایک فرماں بردارانہ طرز عمل ہے۔ البتہ اس کو منظوری دینے یا نہ دینے کا حق رکھنا ایک خدائی طرز عمل۔ اس خدائی طرز عمل رکھنے کا نام ہی شرعی اصطلاح کی رو سے 'طاغوت' ہونا ہے۔ ورنہ شرعی نصوص کا معنی و مراد متعین کرنے پر اعتراض ہی کس نے کیا ہے!؟

☆ یہ جملہ حدیث کی ایک عبارت سے ماخوذ ہے: ''لاعلمی کا مداوا، بس یہی تو ہے کہ آدمی کسی (علم والے) سے پوچھ لیا کرے'' (مسند احمد وسنن ابی داؤد)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

جس چیز میں غلطی کا ہو جانا خدا کی طرف سے معاف ہے بلکہ اس غلطی پر آدمی کو ___ بشرطیکہ وہ اجتہادی اہلیت رکھتا ہو ___ ایک نیکی ملنے تک کا وعدہ ہے اور درستی ہونے پر دو نیکیوں کا ...... اس چیز میں اختلاف پھر حرام کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہاں سے شرعی نصوص کے فہم و استنباط اور اثبات و استشہاد میں اختلاف ہو جانے کی بھی پوری گنجائش نکلتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرعی نصوص کے فہم و استنباط میں صحابہؓ کے اندر اختلاف ہوا۔ بعد کے ادوار میں بھی فقہاء کے مابین اختلاف رہا مگر یہ کبھی بھی اس بات کی دلیل نہ بنی کہ اب اس امر کے باعث شریعت کو 'قانونی حیثیت' سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں ...... اور یہ کہ اس بنا پر شریعت کو صرف 'مذہبی تقدس' پر ہی گزارا کروایا جائے!!! اِس بات کا اُس بات سے کیا تعلق!؟ یہ تو سیکولرزم کی دین ہے اور یہی اصل آفت۔

صحابہ اور بعد کے ادوار میں شریعت کی نصوص کا معنی و مراد متعین کرنے کی بھی ضرورت مانی گئی اور شریعت کے منشا و مراد کے تعین میں ان کے مابین کہیں کہیں آپس میں اختلاف آراء بھی ہوا اور بحث بھی ہوئی **اس کے باوجود اللہ کی شریعت کے سوا ان کے ہاں کوئی قانون نہ تھا**۔ جب یہ طے ہو کہ اللہ اور رسولؐ کی بات کے سوا کوئی چیز قانون نہیں تو اللہ اور رسول کی بات کی منشا متعین کرنے میں کچھ بھی وقت نہیں لگتا۔ صحابہ نے یہ بات طے کر لی تھی۔ بلکہ یہ طے کر کے ہی وہ مسلمان ہوئے تھے۔ مسلم معاشرے اس کے بعد بھی صدیوں تک 'قانون' کے نام سے صرف ایک ہی چیز سے واقف رہے اور وہ تھی شریعتِ اسلام۔ شریعت کی خلاف ورزی جب کبھی حکمرانوں کی طرف سے ہوتی تھی اور جن معاملات میں ہوتی تھی وہ 'لاقانونیت' کے زمرے میں آتے تھے۔ 'لاقانونیت' (قانونِ شریعت کی خلاف ورزی) محض فسق ہے البتہ شریعت سے متصادم کسی بات کا بجائے خود 'قانون' ہونا کھلا کھلا کفر۔

پس حضرات! یہ تو بہت سادہ مسئلہ ہے۔ اگر آپ اس پر ایمان لے آتے ہیں کہ قانون صرف وہ ہے جو مالک الملک کے ہاں سے محمد ﷺ پر نازل ہوا، اور یہ کہ اس کے سوا کوئی چیز 'قانون' ہو ہی نہیں سکتی اور نہ اس کے سوا کسی چیز کی رو سے آپ کی عدالتیں فیصلہ کر سکتی ہیں...... تو پھر اللہ اور رسولؐ کی بات کی منشا متعین کرنے پر تو کچھ بھی وقت نہیں لگتا۔ یہ تو دو منٹ کا کام ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

پارلیمنٹ میں آپ کی بحثیں اس سے کہیں زیادہ وقت لیں گی جتنا وقت آپ کو وقت کے علمائے مجتہدین سے کسی معاملے میں اللہ اور رسولؐ کی بات کی منشا و مراد دریافت کرنے میں لگے گا!

☆☆☆☆☆

شرعی نصوص میں 'ابہام' یا 'تعارض' کا دعوی اس بات کی دلیل بنے کہ شریعت 'مذہب' تو آپ سے آپ ہو البتہ 'قانون' نہیں ...... ایسے حربے صرف ان معاشروں میں کامیاب ہوتے ہیں جن پر 'اسلام' اور 'بندگی' کی حقیقت واضح نہ ہو۔

لے دے کر بات یہیں پر آ جاتی ہے کہ اپنے یہاں آپ کو اسلام شناس معاشرے کھڑے کرنے پر محنت کرنا ہوگی۔ اسلام شناس معاشرے جو اللہ اور رسولؐ کا حق جانیں۔ اللہ اور رسولؐ کا 'حق' جاننے کے بعد ہی دوسروں کا 'ناحق' سمجھ آ سکتا ہے۔ جہاں تک حکمرانوں کے شخصی تجاوزات اور بالائے قانون اقدامات اور ان کے آمرانہ رویوں کی بات ہے تو وہ اسلام شناس معاشروں میں بھی واقع ہو جاتے رہے ہیں البتہ باطل کو 'دلائل' سے ثابت کرنے کا واقعہ اسلام شناس معاشروں میں کبھی پذیرائی نہیں پا سکتا۔

البتہ جس معاشرے میں باطل کو 'دلائل' ملنے لگیں، سمجھ لیجئے اس کی تشکیل یا اس کی تعمیر میں کوئی بڑا رخنہ آ چکا ہے۔ اسلامی تحریکوں کیلئے کرنے کا کام تب بہت واضح ہو جانا چاہیے۔ بصورت دیگر آپ ایک 'دلیل' سے نکل کر دوسری میں پڑیں گے اور دوسری سے فارغ ہوئے بغیر کوئی تیسری 'دلیل' آپ کی منتظر ہوگی۔ تب باطل کے جسم پر جا بجا 'دلائل' نمودار ہو جائیں گے اور ان کو 'چھیڑنا' جرأت اور بے دردی کا کام سمجھا جائے گا۔

معاشرے کو عقیدہ کی تعلیم دینا بہت سے مسائل کا حل ہے!!!

☆☆☆☆☆

یہاں اب کچھ اصولی مباحث کا واضح کر دیا جانا ضروری ہو جاتا ہے...... آسانیِ مبحث کیلئے ہم اس گفتگو کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

۱) شریعت کا ایک بنیادی حصہ وہ ہے جو اپنی دلالت اور ثبوت میں قطعی ہے اور جس میں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ کسی نظام کو اگر اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھنے کا دعوی ہے تو شریعت کا یہ حصہ تو کسی بھی اضافی وضاحت کے بغیر آپ سے آپ 'قانون' ہے اور اس سے متصادم ہر چیز آپ سے آپ 'لاقانون' اور کالعدم۔

شریعت کے اس حصہ کو معلوم من الدین بالضرورہ کہا جاتا ہے۔ اختصار کیلئے، ان کو ''ضروریاتِ دین'' بھی کہتے ہیں۔ یعنی وہ امور جن کا ''**دینِ اسلام**'' ہونا ہر کسی کو لازماً معلوم ہونا لازمی ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی فرضیت۔ جہاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوب۔ چوری، زنا یا شراب خوری وغیرہ پر حد کا واجب ہونا۔ قصاص اور دیت وغیرہ کا فرض ہونا۔ شرک، سود، جوا (لاٹری) فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی حرمت۔ کفار سے دوستی وتحالف اور کافرانہ تہذیب کے نشر واشاعت اور باطل نظریوں اور عقیدوں کی تعلیم عام کرنے کی حرمت وغیرہ وغیرہ۔

شریعت کا یہ پہلو جو اپنے ثبوت اور اپنی دلالت حتی کہ اپنے معلوم وزبان زدِ عام ہونے میں بے انتہا واضح ہے ــــ چاہے قانون کی زبان میں لکھا گیا ہو یا نہ لکھا گیا ہو ــــ آپ سے آپ دستور ہے۔ ہر آئین سے بڑا آئین ہے۔ سود کا حرام ہونا کسے معلوم نہیں؟ شراب کی حرمت سے کون ناواقف ہے؟ عورتوں کا بے حیا رقص اور فحش ڈانس جس پر مبنی پروگرام، فلمیں، سینما، ٹی وی، تھیٹر ہر طرف دیکھے جا سکتے ہیں...... ان سب کی حرمت اور شناعت سے کون لاعلم ہے؟

یہ ضروریاتِ دین اور مسلماتِ شریعت، 'لکھی ہوئی' حالت میں ہوں یا نہ ہوں، آپ سے آپ آئین بھی ہیں اور قانون بھی۔ یہ ہر آئین سے بڑا آئین ہیں اور ہر قانون سے بڑا قانون۔ کئی ایک ملک آج بھی ایسے ہیں جہاں دستور کے بنیادی مسائل باقاعدہ لکھی ہوئی صورت میں نہیں ملتے مگر ان کی کچھ ایسی مسلمہ حیثیت مان لی جاتی ہے کہ وہ ان کے نظام کی اساس شمار ہوتے ہیں۔ شریعت کے یہ بنیادی مسائل جن کو اصطلاحی زبان میں معلوم من الدین بالضرورۃ کہا جاتا ہے، اور جن کی کچھ مثالیں ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں...... شریعت کے یہ بنیادی مسائل ــــ قانونی انداز میں لکھے جائیں تب اور اگر نہ لکھے جائیں تب ــــ ہر قانون سے بڑا قانون ہیں اور ہر دستور سے بڑا دستور بشرطیکہ آپ کا نظام مسلم یعنی 'فرماں بردار' ہو۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کسی نظام کے 'مسلم' یعنی 'فرماں بردار' ہونے کی ترتیب بھی واضح ہو:

شریعت کے محکم اور بنیادی مسلمات کا آپ سے آپ قانون تسلیم ہونا ہی وہ چیز ہے جو آپ کے نظام کو 'مسلم' کہلانے کا حق دے گا۔ **یعنی یہ آپ کا نظام نہیں جو شریعت کے مسلمات کو 'قانونی اسٹیٹس' عطا کرے بلکہ یہ شریعت کے مسلمات کا آپ سے آپ قانون تسلیم ہونا ہے جو آپ کے نظام کو 'مسلم' ہونے کی سند دے گا۔**

ان دو باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ شریعت کے کسی حکم کو 'پاس' کرنے کی نوبت اسی فرق کے روپوش ہو جانے سے آتی ہے۔ 'پاس' کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ شریعت کے مسلمات کا قانون ہونا تا حال مسلَّم نہیں۔ یعنی دراصل آپ کا نظام ابھی 'فرماں بردار' نہیں۔ شریعت کے محکمات اور مسلمات کو اپنی آسانی کیلئے آپ جیسے چاہیں اور جس زبان میں چاہیں اور جتنی بار چاہیں لکھ لیں۔ اس پر کسی کو کیا اعتراض۔ البتہ شریعت کی یہ حیثیت تسلیم کرنا مسلمان ہونے کیلئے شرط ہے کہ شریعت کے یہ محکمات آپ کے لکھنے سے پہلے قانون ہیں۔ جب سے یہ آسمان سے نازل ہوئے اور نبی ﷺ کی زبان سے ادا ہوئے تب سے قانون ہیں۔ شرعی مسلمات کی اس حیثیت کو مان کر ہی آپ مسلمان ہوتے ہیں۔ پہلے سے جو بات قانون ہے، پتھر پر لکیر ہے، اس کو منظوری دینے کا پھر اب کیا سوال؟ ایک پاس شدہ چیز کو پاس کون کرتا ہے۔ شریعت کے مسلمات خدا کی مقرر کردہ حدیں ہیں، یعنی حدود اللہ۔ ان کو خدا نے پاس کیا ہے۔ آپ اس کی 'منظوری' نہیں دیں گے۔ شریعت کے بعض قوانین کی 'منظوری' تو یہاں انگریز بھی دے لیتے رہے ہیں۔ آپ کے دعوائے ایمان کا ثبوت یہ نہیں کہ آپ بھی شریعت کے ان مسلمات کو 'منظور' کرتے پھریں۔ قانون تو یہ چودہ سو سال پہلے سے ہے بشرطیکہ آپ مسلمان ہیں۔ اس کی 'منظوری' کا وقت کبھی نہیں آئے گا البتہ ''اعلانِ فرماں برداری'' کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے......! اس کی حد یہ ہے کہ یا روح حلق میں اٹک جائے، جو کہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے، یا سورج مغرب سے چڑھ آئے، جس کا ایک وقت متعین ہے......

وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ وَالأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُواْ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ وَاللّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (آل عمران: ۲۰)

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

''پھر اہل کتاب اور (غیر اہل کتاب) امیوں دونوں سے پوچھو: ''کیا تم بھی اس کی اطاعت وبندگی قبول کر چکے؟'' اگر کر چکے تو وہ راہ راست پا گئے، اور اگر اس سے منہ موڑا تو تجھ پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔ آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے''۔

اس ترتیب کے واضح ہو جانے سے اگلی بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے: **بجائے اس کے کہ خدا کے اتارے ہوئے قطعی حلال وحرام اور اس کی ٹھہرائی ہوئی محکم بیِّن حدیں ___ قانون کا رتبہ پانے کیلئے ___ کسی انسانی نظام سے منظوری پانے کی محتاج ہوں...... اصل ترتیب یہ ہوگی کہ آپ کا وہ نظام ہی ___ مسلم قرار پانے کیلئے ___ دین کے ان مسلّمات اور قطعیات کو حتمی قانون ماننے کا ضرورت مند ہو۔** چنانچہ سوال مسلّمات دین میں سے کسی بات کے قانون ہونے یا نہ ہونے کا نہیں رہے گا بلکہ سوال اس نظام کے مسلم (فرماں بردار) ہونے یا نہ ہونے کا اٹھے گا۔ اس سوال کا درست ہو جانا سمجھ لیجئے آدھا کام ہو جانا ہے۔ کیا خیال ہے اگر آپ کا معاشرہ آپ کے نظام کو اس بنیاد پر پرکھنے لگے؟

ہمارے معاشرے توحید کی اس حقیقت کو سمجھ لیں تو وہ اپنے نظام سے سوال یہ نہیں کریں گے کہ وہ شریعت کو کب 'پاس' کرتا ہے بلکہ یہ سوال وہ پنے برسر اقتدار طبقوں سے یوں کریں گے کہ ان کا یہ نظام شریعت کے مسلمات کو بدیہی قانون و بالاترین آئین مان کر مسلمان کب ہوتا ہے؟ تب وہ سوال اس طرح نہیں رکھیں گے کہ شریعت کے کسی معلوم حکم کو 'منظوری' ملی یا نہیں بلکہ یہ سوال وہ یوں کریں گے کہ شریعت کے ہر معلوم اور معروف حکم کو حتمی قانون تسلیم کر کے یہ نظام مسلمان ہوا یا ابھی اپنے کفر پر ہی مصر ہے۔

''حاکم اعلیٰ''، یعنی اَحکم الحاکمین ایک چیز کو واضح ترین انداز میں حرام کر دے...... اس کی حرمت میں کسی کو ابہام تک نہ رہے...... اس کی حرمت کی بابت کسی محدث یا فقیہ نے آج تک کبھی کوئی کلام نہ کیا ہو...... حاکم کیا محکوم، عوام کیا خواص، ان پڑھ کیا پڑھے لکھے سب جانتے ہوں کہ ''حاکم اعلیٰ'' نے ایک بات کو بڑی سختی سے حرام ٹھہرایا ہے حتی کہ اس کو اپنے اور اپنے رسولؐ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے...... یعنی 'مذہب' میں اس کی کوئی گنجائش نہیں...... پھر بھی وہ بات

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'قانوناً' جائز ہو، سوچئے تو سہی اس کا مطلب کیا ہے؟

یعنی 'مذہبی' طور پر ایک چیز کا ''ناجائز'' ہونا ہر شبہہ سے بالاتر ہو مگر 'قانونی' طور پر اسی چیز کا ''جائز'' ہونا ہر شبہہ سے بالاتر ہو!!!!! یہ واقعہ اسی چیز کو تو ثابت کرتا ہے کہ مسئلہ ''حاکم اعلیٰ'' کی **بات واضح** ہونے کا نہیں بلکہ مسئلہ ''حاکم اعلیٰ'' کی **حیثیت واضح** ہونے کا ہے۔ پس مسئلہ اِس نظام کے یہاں **فرمانِ رب العالمین کی حیثیت** واضح ہونے کا ہے نہ کہ **فرمانِ رب العالمین کی مراد** واضح ہونے کا۔

'حاکم اعلیٰ' کے نام سے یہ نظام کسی لقب (Title) سے تو ضرور واقف ہے مگر 'حاکم اعلیٰ' کے نام سے یہ کسی خدائے مالک الملک سے آگاہ نہیں، جس کے قول کی ہیبت سے فرشتے ہول کھاتے ہیں☆۔

☆ عن أبي هريرة عن النبي ﷺ، قال:

إذا قضى الله الأمر في السماء، ضربت الملائكة بأجنحتها خضعاناً لقوله، كأنه سلسلة على صفوانٍ، ينفذهم ذلك، فإذا فزع عن قلوبهم قالوا ما ذا قال ربكم قالو الحق وهو العلي الكبير.

(البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: ولا تنفع الشفاعة عنده إلا لمن أذن له" رقم الحديث ٦٩٢٧)

روایت ابو ہریرہؓ سے، نبی ﷺ سے، فرمایا:

اللہ رب العزت آسمان میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہے، تو اللہ کے اس فرمان کے آگے اظہارِ تسلیم کیلئے فرشتے اپنے پر ہلاتے ہیں۔ یوں جیسے کسی سخت چٹان پر لوہے کی زنجیریں (برس رہی) ہوں۔ خدا کا وہ حکم ان کے وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔ (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآنی آیت کا حصہ پڑھا: حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) ''یہاں تک کہ جب ان کے دلوں پر سے ہول کی کیفیت ختم ہوتی ہے، تو وہ (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: ''تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا''؟ پھر جواب دیتے ہیں: ''اس نے حق ہی فرمایا، اور وہ تو ہے ہی بلند اور کبریائی کا مالک''۔

بخاریؒ نے یہ حدیث کتاب التوحید میں روایت کی، باب: اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ: ''نہیں فائدہ دے گی اس کے حضور شفاعت سوائے اسی کو جس کے لئے اس کا اذن ہو''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

چنانچہ شرعی نصوص کے حوالے سے جس 'ابہام' یا 'اختلاف' کا ہوّا دکھایا جاتا ہے اس کا مقصد تو بس یہ ہے کہ لوگ اسی بحث میں الجھ کر رہ جائیں کہ شرعی نصوص تو واضح ہی نہیں! یوں اس نظام پر کی جانے والی تنقید بس یہیں پر اٹک کر رہ جائے اور اندر اس کا کفر پوری طرح بچا رہے۔ لوگ اس کی اس 'حجت' سے گزر کر اس سے یہ پوچھ ہی نہ سکیں کہ اچھا جہاں ''حاکم اعلیٰ'' کی بات میں کہنے تک کو تم کوئی 'ابہام' یا 'اختلافِ فقہاء' نہیں پاتے وہاں ''حاکم اعلیٰ'' کے فرمائے ہوئے کے ساتھ تمہارا کیا طرزِ عمل ہوتا ہے؟ اس سوال پر یہ لوگ آپ کو کبھی بھی نہ آنے دیں گے۔

۲) شرعی احکام کا دوسرا حصہ وہ ہے جو استنباط اور استدلال پر مبنی ہے۔ متعدد احکام ایسے ہیں کہ ایک آیت یا حدیث سے مسئلہ اخذ کرنے کے معاملہ میں فقہاء کے مابین اختلاف ہوا ہے۔ حتی کہ بہت سی احادیث کی تصحیح اور تضعیف اور ترجیح میں محدثین کے ہاں اختلاف پایا گیا ہے۔ اس کی بنا پر شریعت کی بہت سی تفصیلات میں اہل علم کے ہاں تعددِ آراء کا پایا جانا ایک معروف واقعہ ہے۔

حتی کہ شریعت کے مسلمات و متفق علیہ امور ___ مانند نماز، زکوۃ، روزہ وحج ایسے فرائض علاوہ ازیں سود، جوا اور شراب وغیرہ ایسے محرمات ___ کی بہت سی جزوی تفصیلات بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔

تو کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ ان مسائل میں، جن میں فقہاء یا محدثین کے مابین اختلاف ہوا ہے، آپ جو چاہیں کرلیں؟ اور کیا ان اختلافات کا 'نبیڑا' کوئی بھی کرسکتا ہے؟ حتی کہ پارلیمنٹ بھی ان کی بابت 'اظہار رائے' کرسکتی ہے؟ اور 'قول راجح' بلکہ 'قول فیصل' بھی صادر کرسکتی ہے؟ یا ان مسائل کے طے کرنے میں بھی شریعت کے کچھ ضابطے ہیں؟

شریعت بذات خود ایک ضابطے کا نام ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کے اپنے ہی معاملات کسی قاعدے ضابطے کے بغیر چھوڑ دیئے گئے ہوں!؟

خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے جو کچھ اُتارا ہے اور رسولؐ نے اس کی وضاحت میں جو کچھ 'بیان' کیا ہے ___ چاہے یہ اس کا وہ حصہ ہو جو تمام اہل علم کے ہاں مسلّم اور متفق علیہ ہے اور چاہے یہ اس کا وہ پہلو ہو جس کے سمجھے جانے میں اہل علم کے ہاں تعددِ آراء ہوا ہے ___

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اس سارے کے سارے کی اطاعت ہی بندوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اندر فرض ہے اور اس کو واجب اطاعت جاننا ایمان دار ہونے کی شرط۔

خدا نے جو 'اتارا' اور رسولؐ نے جو 'بیان' کیا اس کی اطاعت اس کو جاننے اور اس کی مراد پانے کے بغیر ممکن نہیں۔ البتہ اس کو جاننے کی بابت انسانوں کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ انسانوں کو ان دو قسموں میں اس معاملہ کی بابت خود قرآن نے ہی تقسیم کیا ہے۔ ایک 'جاننے والے' اور ایک 'پوچھنے والے':

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ (النحل:۴۳)

''اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے''۔

چنانچہ ایک انسان اللہ کے دین کو جاننے کی بابت یا تو 'أَهْلَ الذِّكْر' (یعنی بتانے والوں) میں شمار ہوگا اور یا پھر 'لاَ تَعْلَمُونَ' (یعنی پوچھنے والوں) میں۔ ثانی الذکر پر قرآن ہی کی جانب سے یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ 'أَهْلَ الذِّكْر' کے پاس یہ پوچھنے آئیں کہ کسی معاملے کی بابت خدا نے کیا اتارا ہے اور رسولؐ نے کیا بیان کیا ہے؟

اب پارلیمنٹ کے وہ اختیارات جو اس کیلئے موجودہ دور میں عالمی طور پر تسلیم کئے گئے ہیں اور جن کی بنا پر وہ خدا کی ہم سر قرار پاتی ہے اس کے یہ اختیارات ایک لمحہ کیلئے نظر انداز کر دیں اور اس کو ذرا دیر کیلئے خدا کے اتارے ہوئے اور رسولؐ کے بیان کئے ہوئے کے سامنے کھڑا کر دیں...... یہ طے کرنے پر آپ کو کتنا وقت لگے کہ اس (شریعت) کو جاننے کی بابت پارلیمنٹ 'أَهْلَ الذِّكْر' (یعنی بتانے والوں) میں شمار ہوتی ہے یا 'لاَ تَعْلَمُونَ' (یعنی پوچھنے والوں) میں؟ قرآن کی اس تقسیم کی رو سے پارلیمنٹ کو جہاں کھڑا کیا جانا بنتا ہے اس کو وہیں کھڑا ہونا پڑے گا۔ اس تقسیم کی رو سے پارلیمنٹ کو، خدا کے کسی بھی فرماں بردار انسان کی طرح، اہل علم سے رجوع کرنا ہوگا اور ایک خوئے بندگی رکھتے ہوئے دریافت کرنا ہوگا کہ کسی مسئلے کی بابت خدا اور رسولؐ کی کیا منشا ہے...... إلا یہ کہ پارلیمنٹ خدا کی فرماں برداری پر تیار نہ ہو اور خدا کی بجائے خود قانون صادر کر کے اپنی فرماں برداری کرائے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

پس شریعت کے طے شدہ معاملات اور متفق علیہ مسلمات کا مسئلہ تو رہا ایک طرف؛ ان کی بابت تو کسی کا خیر اختیار ہی کیسا، وہ مسائل بھی جن کے اثبات یا استنباط میں کہیں کوئی اختلاف ہوا ہے وہاں بھی 'پارلیمنٹ' کا البتہ اختیار کیسا؟ لِلّٰہِ الاَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِنْ بَعْد۔ کل اختیار خدا کا ہے اور خدا کی بات کا مطلب اور مفہوم متعین کرنے والے اہل علم ہیں نہ کہ وہ جو 'لاَ تَعْلَمُون' کے زمرے میں آتے ہیں۔

ہاں اگر پارلیمنٹ کی رکنیت پانے کیلئے آپ نے علم شریعت رکھنے کی شرط لگا رکھی ہے (علم شریعت اس پائے کا جو مہمات دین میں استنباط مسائل کیلئے کفایت کرے) تو وہ ایک اور بات ہے (ہم یہاں اس کا مطالبہ بہرحال نہیں کر رہے!) مگر جب ایسا نہیں تو پھر آپ کی پارلیمنٹ کو ___ اگر وہ ایمان کا دعویٰ رکھتی ہے ___ شریعت کا علم رکھنے والوں سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کسی معاملے میں خدا اور رسول کی منشا کیا قرار پاتی ہے۔ البتہ اگر وہ انسانی زندگی کے کسی مسئلے کی بابت اپنی چلانے کا کسی بھی انداز سے اختیار رکھتی ہے ___ چاہے وہ دین کے متفق علیہ مسلمات ہوں یا اختلافی مسائل ___ اور کون نہیں جانتا کہ موجودہ نظام میں پارلیمنٹ یہ حق رکھتی ہے تو پھر پارلیمنٹ کے خدا کا شریک ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے؟

رہی یہ بات کہ فقہی اقوال وآراء میں اختلاف دکھا کر 'پارلیمنٹ کا اختیار' ثابت کر دیا جائے ......تو اتنا اندھیرا کر دینے کی اپنے دین میں ہرگز گنجائش نہیں۔ آپ اندھیرا کرنا ہی چاہتے ہیں تو اس میں آپ کو دین اور شرعی دلائل سے مدد لینے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ پارلیمنٹ یا کوئی بھی برسر اقتدار مخلوق جب اہل علم سے یہ پوچھے گی کہ کسی معاملے میں خدا اور رسولؐ کی منشاء ومراد کیا بنتی ہے تو وہ اپنے حق تشریع سے دستبردار ہوتے ہوئے یہ پوچھے گی اور اس کو ___ با اعتماد اہل علم کی جانب سے ___ خدا اور رسولؐ کے حوالے سے جو بات بتائی جائے گی وہ اس کو ماننے کی پابند بھی ہوگی ورنہ خدا اور رسولؐ کی منشا ومراد پوچھنے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہ جاتا۔ چنانچہ خدا اور رسولؐ کی بات ___ چاہے وہ نص ہو یا استنباط کی راہ سے اخذ کی گئی ہو ___ جب اس کو معتمد اہل علم کی جانب سے بتائی جائے گی تو

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اس کی 'مذہبی' و 'قانونی' حیثیت آپ سے آپ مسلم ہوگی۔

حتی کہ کسی استنباطی یا اجتہادی مسئلہ میں ___ نہ کہ دین کے مسلمات میں ___ اہل علم اگر اپنی اختیار کردہ رائے کے اندر کسی وقت (دلیل کی روشنی میں) کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس کریں تو یہ طے کرنا بھی اہل علم ہی کا کام ہوگا۔ غیر اہل علم ___ چاہے وہ پارلیمنٹ ہو یا کوئی اور برسراقتدار مخلوق ___ پھر بھی اس معاملہ میں کوئی اختیار نہ رکھے گی۔

بلا شبہ مصالح العباد کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جس میں دین کی جانب سے آپ کو آزادی دی جائے گی کہ آپ اپنی ضرورت اور اپنی صورتحال کو پیش نظر رکھ کر کوئی سا بھی ضابطہ اور قانون بنا لیں۔ مگر اس کا علم بھی آپ کو اہل علم کی وساطت سے ہوگا۔ اس کا فیصلہ بھی آپ خود نہیں کریں گے کہ کہاں آپ کو کوئی ضابطہ یا قانون بنانے کی آزادی ہے اور کہاں نہیں۔ البتہ جہاں اہل علم کی وساطت سے آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کچھ 'پاس' کرنے میں شریعت کی طرف سے آزاد ہیں وہاں واقعی آپ پر کوئی قدغن نہ ہوگی۔ خواہ آپ پارلیمنٹ کہلاتے ہیں یا کوئی اور مقتدر قوت۔

یوں شریعت آپ کی آزادی کا جو دائرہ مقرر کرے گی وہ بھی کوئی چھوٹا نہیں۔ البتہ شریعت سے ___ بوساطت اہل علم ___ آپ کو برابر پوچھتے رہنا پڑے گا کہ آپ کی آزادی کہاں تک ہے اور کہاں آپ کی آزادی ختم ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

یوں شریعت کے معروف مسائل اور دین کے واضح حلال وحرام اور اللہ کی مقرر کردہ واضح حدیں ___ جن کو ہم نے شرعی مسلّمات کا نام دیا ہے اور جن کی کچھ مثالیں پیچھے گزر گئی ہیں ___ خود بخود مسلم معاشرے پر واضح رہتی ہیں۔ یہ جب آپ اہل علم سے پوچھیں گے بھی تو وہ آپ کو وہی جواب دیں گے جو کہ دین میں معلوم اور مشہور ہے۔ اس میں جب کوئی اختلاف ہی نہیں تو اس کی بابت آپ کو ہر اہل علم ایک ہی بات بتائے گا۔ مثلاً سود کا حکم، شراب کا حکم، فحاشی و عریانی و بے حیائی کی حرمت، چوری یا زنا کا قابل حد ہونا وغیرہ، اس میں کوئی 'اہل علم' اگر پوری اُمت کی راہ سے ہٹ کر آپ کو کچھ بتائے گا تو اس کی بد دیانتی معلوم ہو جانا ذرہ بھر دشوار نہیں۔ اس

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

میں کوئی آپ کو امت کی راہ سے ہٹ کر فتویٰ دے بھی دے ___ جیسا کہ 'شیخ الازہر' ایسے 'علماء' کے ہاں سے گاہے بگاہے صادر ہوتا رہتا ہے، اور جس کی کچھ کچھ اقتداء رفتہ رفتہ اب آپ کی 'نظریاتی کونسل' نے بھی شروع کر دی ہے ___ تو اس کے گمراہی ہونے کی جہاں امت کے ہزاروں علماء بیک آواز شہادت دیں گے وہاں ایک عامی بھی بغیر کسی دشواری کے یہ بات جاننے کی پوزیشن میں ہوگا کہ یہ ایک بد دیانت 'فتویٰ' ہے۔ یہاں ___ یعنی مسلمات دِین میں ___ ڈنڈی ماری کی ہی نہیں جا سکتی۔

یہ تو رہا دین کے معروف مسائل اور شریعت کے واضح واضح حلال وحرام کا معاملہ۔

یہاں سے، یعنی مسلماتِ شریعت کی غیر مشروط فرماں برداری سے...... آپ کی ایک واضح جہت بن جائے گی۔ معاشی مسائل ہوں یا سماجی یا سول یا فوجداری یا تہذیبی اور ثقافتی...... ہر میدان میں دین کے معروف مسلمات جب آپ سے آپ 'قانون' ہوں گے اور ان کے خلاف چلنا جب آپ سے آپ 'خلاف قانون' ہوگا تو بے شک ان مسلمات کی جزوی تفصیلات کے معاملہ میں آپ کو 'تحقیقات' یا 'فتاوی' کی ضرورت بھی ہوگی مگر 'کلیات' کی قانونی پابندی آپ کو خود بخود اس راہ پر ڈال دے گی کہ آپ شریعت کی جزئیات کی بابت اب کہیں نہ کہیں سے **ضرور** ہدایت لیں۔ 'کلیات شریعت' کی قانونی پابندی آپ کے پاس یہ گنجائش ہی نہ چھوڑے گی کہ 'جزئیات شریعت' کی بابت آپ اہل علم سے رہنمائی نہ لیں۔ یہی اس شریعت کی خوبصورتی ہے اور اس کی جامعیت بھی!!!

اب جزئیات شریعت کیلئے آپ جن اہل علم اصحاب سے بھی رہنمائی لیں گے جب تک وہ 'کلیات' کے اندر رہتے ہوئے دی اور لی جائے گی ___ جبکہ کلیات شریعت کے اندر رہنے کا مطلب ہر کس ناکس کو معلوم ہو سکتا ہے ___ تب تک وہ معاملہ ان حدود کے اندر ہی رہے گا جن سے نکلنا خدا کے قانون سے کھلی بغاوت نہیں۔

اسی لئے ہم نے عرض کیا ہے کہ جب یہ طے ہو جائے کہ 'کلیات دین' ___ جو کہ بے انتہا واضح ہیں اور ہر کس و ناکس کو معلوم ہو سکتی ہیں ___ آپ سے آپ قانون ہیں تو 'جزئیات

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

دین' ان کے ساتھ خود بخود چلی آئیں گی۔ ان کو آنے سے پھر آپ روک ہی نہ سکیں گے۔ جزئیات دین میں پھر آپ ایک طبقۂ علم کی تعبیر پر انحصار کرتے ہیں یا دوسرے طبقۂ علم کی تفسیر پر، ایک فقہ پر چلتے ہیں یا دوسری فقہ پر یا متعدد فقہوں کے کسی منتخب مجموعہ پر، جب تک اس کا حال 'شیخ الازہر' جیسا نہیں ہو جاتا (جس کا کہ دین کی کلیات و اساسیات کے خلاف فتوے دینا ہر کسی کو معلوم ہو جاتا ہے اور اس بات کی شہادت دینے کو امت کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں داعی موجود ہوتے ہیں، حتی کہ غیر مسلم جان جاتے ہیں کہ یہاں فتویٰ فروشی ہوتی ہے)، غرض فروعی احکام کی بابت کسی بھی ایک طبقۂ علم کی تعبیر پر انحصار کرنا پھر آپ کے پاس خدا کے سامنے پیش کرنے کیلئے یقیناً ایک حجت ہو سکتا ہے۔

جزئیات و فروع کی حد تک بے شک آپ سب کے سب طبقہ ہائے علم کو خوش نہ کر پائیں پھر بھی کسی ایک قابل اعتماد طبقۂ علم سے اگر آپ ایک بے لاگ انداز میں رہنمائی لیتے ہیں تو اس دائرے سے آپ بہر حال نکل آتے ہیں جس میں آپ پر خدا کی کھلی کھلی بغاوت کی فرد جرم عائد ہوتی ہے۔

اس لحاظ سے شریعت کے احکام میں جو کلیات اور مسلمات پائے جاتے ہیں وہ بے شک تعداد میں بہت زیادہ نہیں مگر اپنی ماہیت میں وہ دین کا ایک بہت ہی بڑا اور بنیادی حصہ ہیں۔ ایمان لانا ہے تو وہ آپ کو ماننا ہی پڑیں گے۔ ان کو نہ جاننے کا کسی کے پاس عذر ہی نہیں۔ اس کے بعد اگلے مراحل پر آپ خود بخود مجبور ہوتے ہیں۔ شریعت کی 'کلیات' اگر قانون ہیں تو 'جزئیات' کی بابت کہیں نہ کہیں سے رہنمائی لئے بغیر گزارا ہی نہیں۔ چنانچہ کلیات کی قانونی حیثیت کا اعتراف خود ہی آپ کو جزئیات کی کسی نہ کسی تعبیر کا پابند کر دے گا۔ جزئیات کی بابت خدانخواستہ کوئی کتنی بھی بددیانتی کرے گا ___ جس کا حساب خدا ہی کے ہاں جا کر ہو گا ___ پھر بھی جزئیات کی کوئی غلط تعبیر جب تک کلیات کو ملیامیٹ نہیں کرتی ___ جیسا کہ ہم مصر کے معاملے میں مثال دے آئے ہیں ___ تب تک آپ کے خلاف خدا کے قانون سے کھلم کھلا خروج کر لینے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

مثال کے طور پر: سود کی حرمت، دین کا ایک مسلمہ ہے۔ اس پر آپ کو کوئی فتویٰ نہیں چاہیے۔ یہ 'معلوم من الدین بالضرورۃ' ہے۔ سود کی حرمت کسی سے روپوش نہیں، الا یہ کہ کوئی کل ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا ہے۔ اب اگر ''حرمتِ سود'' کو 'قانون' تسلیم کر لیا جائے تو سودی معاملات خود بخود 'خلاف قانون' ہو جاتے ہیں۔ 'سود' کا مطلب اور مفہوم ایک حد تک ہر سمجھدار آدمی جانتا ہے۔ 'سودی لین دین' کے ذیل میں آنے والا ایک بہت ہی بڑا حصہ تمام فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر معروف اور حرام ہے۔ اس حد تک سود قطعی طور پر 'خلاف قانون' ہو جاتا ہے۔ کوئی بھی مقنّنہ یا ادارہ یا محکمہ اس حد تک سود پر مشتمل قانون سازی کا مجاز نہیں رہتا۔ اس حد تک اگر 'فرماں برداری' کا مظاہرہ ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد بہت سے معاملات ایسے رہ جائیں گے جن کی بابت یہ پوچھا جائے کہ آیا یہ سود بنتا ہے یا نہیں۔ یہاں آپ کو اہل علم سے رہنمائی چاہیے۔ یہ اہل علم طبقہ یا مجلس جس میں شرعی علم کی کم از کم شرط پوری ہونی چاہیے آپ کو ان معاملات میں خدا اور رسولؐ کی منشا بتائے گی۔ اللہ اور رسولؐ کے حوالے سے یہ آپ کو جو بات بتائے گی اس کو رد کرنے کے آپ یا آپ کا کوئی ادارہ یا محکمہ مجاز نہیں ہوگا۔ علماء کی یہ مجلس اب اگر فرعی معاملات میں لین دین Transaction کی کسی صورت کو بد دیانتی کی بنا پر سند جواز دے دیتی ہے اور یہ سند جواز لینے والے بھی بد دیانتی کی بنا پر ایسا کرتے ہیں...... تو جب تک ایسا کسی جزوی معاملے میں ہوتا ہے اور اس کی (غلط) دلیل کیلئے حوالہ بہرحال شرعی مصادر ہی سے دیا جاتا ہے تب تک ہم ان کا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہوئے اس کے ساتھ صرف جزوی اختلاف ہی کر سکیں گے...... کیونکہ کلیات دین بدستور قانون مانے گئے ہیں اور مرجعیت اصولا خدا کی شریعت کو حاصل ہے اور کیونکہ فقہ اسلامی کے قطعی و متفق علیہ امور کی تا حال مخالفت نہیں کی گئی۔

اسی طرح مثلاً شراب حرام ہے۔ 'شراب' کی قانونی تعریف بھی آپ ضرور کریں اور یہ تعریف کرنے میں آپ کو بہت وقت بھی درکار نہیں مگر شراب کی حرمت ایک عام سمجھ آنے والی چیز بھی ہے (شراب اور سود کی حرمت والی آیات عام لوگوں کو ہی سنائی گئی تھیں اور سب کو سمجھ آ گئی تھیں!) اگر لوگ 'شراب' کے معنی سے واقف ہی نہیں ہو سکتے تو شریعت 'شراب' کو حرام کر کے ان

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کے علم میں آخر کس چیز کا اضافہ کر رہی تھی؟ چنانچہ 'شراب' کا جو مفہوم تمام فقہاء کے ہاں متفقہ ہے اور جس سے کہ معاشرے کا ایک متوسط شخص بآسانی واقف ہو سکتا ہے، بلکہ ہے، اس کی حرمت آپ سے آپ واضح ہے۔ رہ گیا مشروب یا نبیذ کی کچھ خاص اقسام کا حکم، تو اس معاملہ میں اگر آپ کسی بھی معروف طبقۂ علم کی رہنمائی لیتے ہیں تو خطرے کی اس حد سے ضرور باہر آ جاتے ہیں جس میں رہنا صاف صاف جاہلیت ہے۔

اسی طرح فحاشی اور بے حیائی کا مسئلہ ہے۔ تھیٹر، سینما، ٹی وی، فلم اور میڈیا کے دیگر فورموں پر جو کچھ ہوتا ہے اور ان کو آپ کا قانون سند جواز دیتا ہے ایسی بیشتر سرگرمیوں کا ____ جن کے حیا سوز اور اخلاق باختہ ہونے میں ذرہ بھر شک نہیں ____ حرام ہونا اور خلاف اسلام ہونا ایک عامی تک سے روپوش نہیں۔ اسلام کا ان بے حیا مظاہر کی بابت جو حکم ہے اور جو کہ ہر شخص کو معلوم ہے اس کو اگر قانون تسلیم کر لیا جاتا ہے اور اس کی خلاف ورزی 'قانون' کی خلاف ورزی مانی جاتی ہے تو پھر اس کے بعد صرف وہ معاملات رہ جاتے ہیں جو فقہی اختلاف کے زمرے میں شمار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چہرے کا پردہ واجب ہے یا مستحب، اس پر آپ جس طبقۂ علم کی تفسیر پر بھی انحصار کرتے ہیں آپ اس خطرے سے بہرحال نکل آتے ہیں جو خدا کے قانون سے صاف صاف تصادم ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'فقہی اختلافات'

'علماء' کے ایک اختیار کی دلیل ہوسکتی ہے نہ کہ 'پارلیمنٹ کے اختیار' کی!

چنانچہ 'فقہی اختلافات' کو 'پارلیمنٹ کے اختیارات' کیلئے دلیل کے طور پر پیش کرنا ___ سوائے اس کے کہ معاشرہ کی ''حقیقتِ اسلام'' سے ناواقفیت کا بدترین فائدہ اٹھانا قرار دیا جائے ___ کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔

کوئی ان سے پوچھے فقہاء کا اختلاف کیا پارلیمنٹ کے وہ ممبر چکائیں گے جو سادہ قرآن پڑھ تک نہ سکیں اور جن میں سے کئی شاید وضو اور نماز کے بنیادی مسئلوں سے بھی آگاہ نہ ہوں!؟ کیا 'اختلاف فقہاء' ان لوگوں کے 'اختیار' کیلئے واقعتاً دلیل بن سکتا ہے؟؟؟

ذرا اس دلیل کی 'منطق' دیکھئے......

پہلے آپ 'اختلافِ فقہاء' کو دلیل بنا کر پارلیمنٹ کا اختیار مان لیجئے۔ اس کے بعد یہ خود ہی واضح ہے کہ پارلیمٹ کیلئے اس جھنجھٹ میں پڑنا آسان نہیں کہ کونسے مسئلے میں فقہاء ومحدثین کے ہاں اختلاف ہوتا رہا ہے اور کونسے مسئلے پر فقہاء نے اتفاق کر رکھا ہے اور حتی کہ اگر کہیں کسی مسئلہ پر اہل علم میں اختلاف ہوا بھی ہے تو اس اختلاف کی نوعیت اور حجم کیا ہے......

البتہ پارلیمنٹ نے چونکہ 'سن' رکھا ہے کہ شرعی مسائل کے اندر علماءِ شریعت کے مابین کہیں نہ کہیں اختلاف ہو چکا ہے لہٰذا شریعت کے 'سب مسائل' ہی اب یہ اپنے ہاتھ میں لے گی اور اکثریت رائے سے ہی اب ان کا فیصلہ کر ڈالے گی۔ شریعت کے جس مسئلے کی قسمت میں اکثریت کے ووٹ لکھے ہوں گے اور جس وقت لکھے ہوں گے وہ ''پاس'' ہو جائے گا ورنہ 'پاس' ہونے سے پڑا رہے گا!! کیا عملاً اور فی الواقع ایسا ہی نہیں؟

خدا اور رسول ﷺ کی بات کا معنی ومراد متعین کرنا، سیدھی بات ہے، اہل علم کا کام ہے۔ اختلاف رائے کی صورت میں بھی کسی ایک رائے کو اَقرب الی الصواب قرار دے کر اختیار کرنا اہل

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

علم ہی کا کام ہے نہ کہ دین سے ناواقف لوگوں کا۔ کیا خدا کے دین میں اس بات کی کوئی گنجائش ہے کہ 'خدا کے فرمائے ہوئے' کا معنی متعین کرنے کے معاملے میں دین سے ناواقف ایک جاگیردار بھی باقاعدہ 'رائے' دے اور ایک بے دین سرمایہ دار بھی، ایک کرکٹ یا ہاکی سے ریٹائر ہونے والا کھلاڑی بھی، ایک اداکار بھی اور سبزی منڈی میں تھوک کا وہ تاجر بھی جو کہیں سے 'ٹکٹ' لے کر پارلیمنٹ کا الیکشن جیت چکا ہے، اور قرآن کی زبان میں 'تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ' یعنی جاہلی طرز پر اپنے زیب و آرائش کی برسرِ عام نمائش کرنے والی 'خواتین ممبران' بھی!؟ عرش کے مالک کے دین کو ان لوگوں نے آخر کیا سمجھ رکھا ہے؟؟؟

اس عذرلنگ کو چھوڑ کر آخر کیوں صاف صاف یہ مان نہیں لیا جاتا کہ پارلیمنٹ کا اختیار دراصل جمہوری دین کا ایک جزولاینفک ہے۔ یہ کسی صورت میں ساقط نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اگر پارلیمنٹ کا اختیار ___ جہاں اللہ اور رسولؐ نے کوئی فیصلہ کر دیا ہو ___ یکسر ساقط کر دیا جائے تو جمہوریت کی روح چیخ اُٹھے گی!!

سیدھی بات جس کا اپنے منہ سے اعتراف کرنا نہیں چاہتے وہ یہی ہے: پارلیمنٹ کا اختیار جمہوریت کا باقاعدہ حصہ ہے اور اس کا ساقط ہونا اس نظام میں محال ہے۔

بلکہ یوں کہیے پارلیمنٹ کا اختیار، جہاں اللہ اور رسولؐ نے کوئی فیصلہ کر دیا ہو، ساقط ہو جانا اس نظام کا خاتمہ ہے۔

بات یہ ہے کہ جس طرح اسلام کے سیاسی نظام کی ایک کم از کم سطح (Bottom Line) ہے اور وہ یہ کہ خواہ کتنی بھی ظالمانہ، آمرانہ اور معصیانہ حکومت ہو 'قانون' کے معاملے میں مرجعیت اللہ اور اس کے رسولؐ کو حاصل رہے گی تاکہ جب بھی 'لاقانونیت' چھوڑ کر 'قانون' کی طرف آنے کا سوال اٹھے تو اس کیلئے حوالہ صرف اللہ اور رسولؐ کا دیا جائے ...... عین اسی طرح جمہوری شریعت کی بھی ایک کم از کم سطح (Bottom Line) ہے اور وہ یہ کہ حکمرانوں کے رویے اور ہتھکنڈے خواہ کتنے ہی 'غیر جمہوری' کیوں نہ ہو لیں 'قانون' کے نام سے لوگ بس ایک پارلیمنٹ کی مرجعیت سے ہی واقف ہوں۔ تاکہ جب بھی 'قانونی بے قاعدگیاں' اور 'دستوری

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

خلاف ورزیاں' چھوڑ کر حالات کو معمول اور دستور پر لائے جانے کی بات ہو تو 'پارلیمنٹ' کا 'اختیار' اور 'مرجعیت' اس کیلئے سب سے بڑا حوالہ ہو۔

جمہوریت کی یہ عالمی شریعت چونکہ ہمارے ہاں بھی درآمد ہوئی ہے اس لئے جمہوریت کے اس دین پر ایمان رکھنے والے آپ کے ساتھ اسلام کے نام پر یا کسی بھی اور مسئلے پر مفاہمت کرتے ہوئے صرف وہاں تک جائیں گے جہاں تک جمہوری شریعت کی یہ کم از کم سطح (Bottom Line) متاثر نہ ہوتی ہو......اور جو کہ 'پارلیمنٹ کا اختیار' ہے۔

اس کے لئے یہ کبھی آپ کو 'اختلافِ فقہاء' کا ہوّا دکھائیں گے۔ کبھی شریعت کے مدوّن حالت میں نہ پائے جانے کی بات کریں گے۔ کبھی 'اجتہاد' کی ضرورت واضح کرنے پر زور دیں گے اور اس مسئلے پر ان کو اقبال کی عقیدت ستانے لگے گی۔ 'پارلیمنٹ کے اختیار' سے دستبردار ہونے کے سوال پر کبھی یہ غیر مسلم اقلیتوں کے جینے کے حق کا واسطہ دیں گے۔ (گویا اسلام کے کئی سو سالہ دور اقتدار میں تو غیر مسلم اقلیتیں شاید ماری ہی جایا کرتی تھیں!) کبھی یہ 'عصری تقاضوں' کا شور الاپیں گے۔ کبھی اسلامی نظام کے ماہرین کے نہ پائے جانے کا رونا روئیں گے۔ ☆ مگر ان سب باتوں کا مدعا ایک ہے اور وہ یہ کہ آج کی یہ 'مہذب' (اور خدا سے دور) دنیا روئے زمین پر ہر طرف 'پارلیمنٹ' کے نام سے جس چیز کا دم بھرتی ہے اس کی وہ عالمی حیثیت مسلّم اور ہر قیمت پر باقی رہے۔ 'مفاہمت' پر بھی یہ ضرور تیار ہو جائیں گے اور اسلام کی 'کچھ باتوں' کو آدھا پونا قبول کر کے یہ 'معاملہ' (Deal) کرنا بھی چاہیں گے مگر یہ کہ 'پارلیمنٹ' نام کی اس مخلوق کو خدائے مالک الملک کے آگے پورے 'سات اعضاء' پر سجدہ ہی کروا دیا جائے ...... یہ کہ یہ خدائے رب العالمین کے سامنے باقاعدہ گھٹنے ہی ٹیک دے......یعنی خدا اور رسولؐ جہاں کوئی فیصلہ کر دیں پارلیمنٹ کو کوئی اختیار تو کیا چوں و چرا تک کی اجازت نہ ہو...... یہ البتہ بہت بھاری بات ہے! ایسا اگر ہو گیا تو شاید انکے خیال میں جمہوریت کے بانیوں اور پارلیمنٹ

☆ ملاحظہ فرمایئے اسی کتابچہ کی فصل: 'متبادل' کی بحث۔

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کی ناموس پہ مرنے والوں کی روحیں قبروں سے نکل آئیں گی اور دُنیا دہل کر رہ جائے گی۔

چنانچہ 'حاکم اعلیٰ' کی بات ہے تو تب، 'اسلامائزیشن' کا شور ہے تو تب، 'اسلامی دفعات' ہیں تو وہ......ان میں سے ہر چیز کی آخری حد (Bottom Line) وہی ہے۔ یعنی 'پارلیمنٹ کا اختیار'! ہر چیز کی حد یہاں ختم ہو جاتی ہے!!! 'حاکم اعلیٰ' یا 'اسلامی قانون سازی' والی سب دفعات کے درمیان سے جمہوریت اپنے لئے یہ راستہ بہر حال بنا لیتی ہے کہ جمہوری عقیدے کا یہ اصل الاصول باقی و برقرار رہے۔ 'پارلیمنٹ کی بالادستی' پر کوئی مفاہمت نہیں!

چنانچہ یہ نظام اگر کسی چیز کا 'فرماں بردار' کہا جا سکتا ہے تو وہ 'پارلیمنٹ' ہے۔ حکمران اس میں کتنے بھی غیر جمہوری ہتھکنڈے اپنائیں پھر بھی مجموعی طور پر کسی چیز کے 'قانون' اور 'آئین' ہونے کیلئے اس میں آخری حوالہ 'پارلیمنٹ' ہی ہے۔ ایک 'ڈکٹیٹر' کو بھی جیسے کیسے اپنے اقدامات کی منظوری پارلیمنٹ سے لینا پڑتی ہے۔ وہ کتنی بھی دھونس دھاندلی کرے آخری حوالہ اس کیلئے بھی ''پارلیمنٹ'' ہے۔

ہاں اگر کسی چیز کے 'قانون' ہونے کیلئے آخری حوالہ 'خدا کی تنزیل' اور اسکا 'رسولؐ' ہو اور کسی چیز کے 'لاقانون' ہونے کیلئے بھی آخری حوالہ 'خدا کی تنزیل اور اسکا رسولؐ' ہی ہو تو اس نظام کو مجموعی طور پر خدا کا فرمانبردار کہا جائے گا، چاہے ذاتی حیثیت میں حکمرانوں کے اندر خدا کی کچھ نافرمانی ہی کیوں نہ پائی جائے، جیسا کہ ہمارے دورِ ملوکیت میں حکمرانوں کی ایک بڑی تعداد کا حال رہا۔ کیونکہ حکمرانوں کے ذاتی حیثیت میں خدا کی نافرمانی کر لینے سے 'نظام' کی سرکشی لازم نہیں آتی۔

کسی ملک میں 'قانون' و 'لاقانونیت' کا تعین کرنے کیلئے اول و آخر حوالہ اگر خدائے رب العالمین کی شریعت ہے تو وہاں حکمرانوں کے شخصی تجاوزات اور ذاتی حیثیت میں خدا کی نافرمانی اور بدعملی زیادہ سے زیادہ 'فسق' کہلاتی ہے نہ کہ کفر، برخلاف ایک ایسے نظام کے جہاں 'قانون' و 'لاقانونیت' کا تعین کرنے کیلئے اول و آخر حوالہ خدائے رب العالمین کی شریعت نہیں۔ آخر الذکر کیلئے ہمارے پاس ایک ہی لفظ ہے اور وہ ہے کفر و سرکشی۔

☆☆☆☆☆

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

یہ ہے ان لوگوں کے اس عذر کی حقیقت جو 'آخر شریعت کی کونسی تعبیر کو اختیار کیا جائے؟' کے شکوہ کی صورت میں یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ سیکولر طبقوں کی اس 'پریشانی' سے کہ 'آخر شریعت کی کونسی تعبیر اختیار کی جائے' کبھی دھوکہ مت کھائیے کہ واقعتاً یہ مالک الملک کی منشا و مراد جاننے کیلئے ہی اس قدر بے چین ہیں۔ شریعت کی بابت ان کا یہ 'شکوہ' دراصل 'پارلیمنٹ کا اختیار' ثابت کرنے کیلئے ہوتا ہے! یہ دراَصل 'حاکم اعلیٰ' سے ایک طرح کی معذرت ہے! یعنی ان پر 'حاکم اعلیٰ' کی بات کبھی واضح ہی نہیں ہوتی لہٰذا 'اپنی' چلانے کے سوا اب اور چارہ ہی کیا ہے؟! پس 'منشائے شریعت' کے حوالے سے اس ازالۂ ابہام کی یہی ایک صورت ٹھہری ہے کہ سارا معاملہ پارلیمنٹ اپنے ہی ہاتھ میں لے لے، اصولِ شریعت ہیں تو تب اور فروعِ شریعت ہیں تو تب!

نتیجہ کیا نکلا؟ خدا اور رسولؐ کی بات کو 'مذہب' ہونے کیلئے کوئی اضافی شرط پوری نہیں کرنی۔ بس وہ خدا کے ہاں سے اتری تو وہ 'مذہب' ہے۔ مگر 'قانون' ہونے کیلئے اس کو بڑے پاپڑ بیلنا ہوں گے۔ قانون 'ہونے' کیلئے شریعت کو 'منظوری چاہیے'۔ یہ 'منظوری' وہ کس سے لے؟ اس کا جواب سب جانتے ہیں!

مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ایک بات سیدھی صاف کی نہیں جا رہی۔ قریب قریب پوری دُنیا میں جو ایک جمہوری اصول رائج ہے وہی اپنے ہاں بھی پوری طرح رائج ہے۔ مگر 'خدا اور رسولؐ کے احترام' میں اس کا بیان یہاں ذرا مختلف انداز میں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عالمی شریعت ہے جسے دُنیا کے بیشتر معاشرے قبول کر چکے ہیں: 'مذہب' کا مصدر 'خدا' اور 'قانون' کا مصدر 'نا خدا'۔ معاملے کی آخری حد (Bottom Line) بس یہ ہے۔ آگے آپ اس کو کس طرح سمجھتے اور کس طرح بیان کرتے ہیں اور اس کے کیا دلائل دیتے ہیں، یہ آپ پر ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کے اصولِ فقہ میں ایک چیز کے 'مذہب' ہونے کیلئے عین وہی علمی شروط نہیں جو کسی چیز کے 'قانون' ہونے کیلئے پوری ہونا ضروری ہیں؟ 'یا تو آپ کہیے کہ اسلام بس مذہب ہے قانون نہیں، پس اگر اسلام سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو اس کو 'مذہب' رہنے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

دیجئے 'قانون' خدا کے ہاں سے اترتا ہی نہیں! لیکن ایسا سمجھنا اگر آپ کو شرک نظر آتا ہے......تو پھر اسلام سے جب ایک چیز ثابت ہو رہی ہو اس کے بیک وقت مذہب اور قانون کہلانے میں کیا رکاوٹ رہ جاتی ہے؟

رہی اسلام کی تعبیر اور تفسیر تو یہ رکاوٹ کیا صرف اسلام کو بطور قانون ماننے کے وقت ہی پیش آتی ہے؟ کیا اسلام کو بطور مذہب مانتے وقت اور اسلام کے مذہبی مسائل کے معاملے میں ہرگز کسی تعبیر اور تفسیر کی ضرورت نہیں ہوتی؟

'اختلاف' اگر کوئی ہوا ہے تو کیا 'مذہبی' مسائل میں اختلاف نہیں ہوا؟ نماز کے بے شمار مسائل میں احادیث کے صحیح وضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف کیا نہیں ہوا؟ نماز کے بے شمار مسائل میں فقہاء کے ہاں کیا تعدد آراء نہیں پایا گیا؟ تو کیا پھر 'اختلاف' کے پیش نظر نماز پڑھنا اور پڑھانا بھی چھوڑ دی جائے گی؟ روزہ بھی موقوف ہو جائے گا؟ کیا واقعتاً جس شرعی معاملے کی کسی جزئیت میں اہل علم کے ہاں اختلاف ہو گیا ہو آپ اس کو کلیتاً چھوڑ دینا یا موقوف کر دینا یا مکمل طور پر اپنی چلانا ہی وہاں مسئلے کا حل سمجھیں گے؟

'اختلاف' اور 'تفرِقہ' دو مختلف چیزیں ہیں۔ مگر جہاں تک تفرقہ کی بھی بات ہے تو تفرقہ پیدا کرنے والے تو نماز روزہ ایسے خاص 'مذہبی' مسائل میں بھی تفرقہ کو ہوا دینے سے نہیں چوکتے۔ پھر بھی نماز ___ آپ اگر پڑھنی ہو تو ___ پڑھ ہی لیتے ہیں۔ 'نماز کیسے پڑھیں؟' کا مسئلہ وہاں کسی نہ کسی طرح آپ حل کر ہی لیتے ہیں۔ طریقہ وہی سادہ طریقہ ہے: نماز سے متعلقہ مسلّمات (یعنی بنیادی امور) میں اسلامی مکاتبِ فکر کے مابین کوئی اختلاف سرے سے ہے ہی نہیں، بعض جزئیات میں جہاں اختلاف ہے وہاں البتہ آپ کسی ایک مکتبِ علم کے طریقے پر چل لیں گے اور یوں نماز بہرحال آپ پڑھ لیں گے۔ یعنی نماز آپ جس طبقۂ علم سے بھی سیکھ کر پڑھیں گے قیام، رکوع، سجود اور تشہد وغیرہ بہرحال کریں گے۔ کیونکہ ہر طبقۂ علم ہی آپ کو نماز کے بارے میں یہ بنیادی مسائل لازماً بتائے گا۔ البتہ نماز کے کچھ مسائل میں ___ جو کہ نماز کے اہم ترین مسائل نہیں، مثل رفع الیدین، یا سینے یا ناف پر ہاتھ باندھنا، یا انگشتِ شہادت کی حرکت وغیرہ ___

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

آپ دستیاب علم کے ایک منتخب حصہ پر عمل کریں گے اور (صرف) ان جزئیات کی حد تک دیگر طبقہ ہائے علم سے مختلف روش اختیار کریں گے......نماز البتہ آپ پڑھ لیں گے۔

گویا جس کو نماز پڑھنی ہو وہ 'اختلافات' کے باوجود نماز پڑھ سکتا ہے۔ روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دے لیتا ہے۔ 'دین کی مختلف تعبیریں' یہاں اس کا راستہ روک کر کھڑی نہیں ہو جاتیں۔ مگر ''سود کی حرمت'' کے بارے میں، ''فحاشی اور بے حیائی کی شناعت'' کے معاملے میں، ''اجتماعی زندگی کے اندر اللہ کی کھلی کھلی حدوں کو نہ توڑنے'' کے معاملے میں 'اختلاف' آپ کے آڑے آجاتا ہے! یہاں آپ کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ خدا کے حکم کو اگر قانون ہونا ہے تو پہلے اس کی جزئیات تک میں 'اختلافات' کا خاتمہ کر کے آپ کو دکھایا جائے، یعنی دنیا میں کوئی شخص ان جزئیات پر اختلاف کرتا آپ کو نظر نہ آئے، بصورت دیگر خدا کے حکم کی جزئیات آپ کے ہاں کوئی حیثیت رکھیں گی اور نہ کلیات!!!

☆☆☆☆☆

اس موضوع کا ایک پہلو شاید ابھی تشنۂ وضاحت ہے......

شریعت کے بعض معاملات میں، اور بعض مواقع پر، بلاشبہ اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہاں شریعت کی متعدد تعبیرات میں سے کسی ایک تعبیر کو ہی ایک وقت میں اختیار کیا جائے۔ یعنی اس پر لوگوں میں ایک وسیع تر اتفاق پایا جائے یا یہ کہ اس کو لوگوں کے مابین مشترکہ طور پر اپنایا جائے۔

یعنی بعض معاملات میں، اور بعض مواقع پر، شرعی حکم کی کسی تفسیر کو اگر متفقہ طور پر نہ اپنایا جا سکتا ہو، وہاں مشترکہ طور پر اپنایا جائے۔ اجتماعی امور میں بلاشبہ اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

شرعی احکام پر سب علمی طبقوں کا اتفاق تو خاص معاملات کے اندر ہے۔ ان کو ہم نے دین کے مسلمات کہا ہے۔ ان میں جب اتفاق ہے تو آپ سے آپ یہاں سب کا اشتراک بھی ہے۔ ان میں کسی چوں و چرا کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ البتہ شریعت کے کسی فرعی

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصرِ حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

مسئلہ کی بابت اہل علم میں اگر کوئی اختلاف ہوا ہے تو معاشرے کے کچھ اجتماعی فورم ایسے ہیں جہاں ایک شرعی مسئلہ کی متعدد علمی تفسیروں میں سے کسی ایک ہی تفسیر کو ایک وقت میں اختیار کیا جا سکتا ہے اور سب تفاسیر کو بیک وقت لینے کی گنجائش ہوتی (واضح رہے بات 'جزئیات' کی ہو رہی ہے)۔ معاشرے کے بعض فورم ایسے ہیں جہاں سب آراء پر بیک وقت عمل ممکن نہیں۔ ایسی صورت میں ___ اس فورم کی حد تک ___ فروع شریعت کی کسی ایک تعبیر کو یقیناً اختیار کیا جا سکتا ہے۔

ایسی صورت میں شریعت کی وہ تعبیر جو اختیار کر لی گئی ہے، اگرچہ 'متفقہ' نہیں ہے مگر 'مشترکہ' ہو گئی ہے......اور اس کی سماجی عمل میں پوری گنجائش ہے۔

اس کی کچھ تفصیل اب یہاں دی جاتی ہے:

یہ وضاحت دراصل 'مَـا اَنْـزَلَ اللّٰـه' کی تعبیر کے حوالے سے سیکولرزم کے پھیلائے ہوئے کچھ شبہات کا ازالہ ہے اور یہ ازالہ ہمیں بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے:

کلیاتِ شریعت تو بذات خود واضح اور متعین ہیں جیسا کہ ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں۔ البتہ سماجی زندگی کے بعض فورموں پر جزئیاتِ شریعت کی بھی ایک معین (Definite) و مشترک (Unified) تعبیر کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ یہ واقعی سچ ہے۔

کچھ شک نہیں کہ اجتماعی نوعیت کے بعض امور میں جزئیاتِ شریعت کی کسی ایک تعبیر پر وسیع تر اتفاق کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ لین دین اور اسی نوعیت کے دیگر معاملات میں عندالنزاع لوگ شریعت کی کسی ایک متعین تعبیر کی طرف رجوع کر سکیں اور متنازع اطراف اپنے اپنے عالم یا محدث کی تحقیق کا حوالہ نہ دیتے رہیں!

اس کا حل اسلامی معاشروں میں یہ اختیار کیا جاتا رہا ہے کہ اجتماعی معاملات کے بعض فورموں پر عندالتنازع لوگوں کو شریعت کی متعدد فقہی تعبیروں میں سے کسی ایک تعبیر پر لے آیا جائے۔ البتہ اس کے ماسوا امور میں یا اس کے ماسوا مواقع پر لوگوں کو اپنے اپنے اعتماد کے اہل علم سے ہی فروعِ دین کا فہم لینے دیا جائے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اجتماعی معاملات میں ___ جہاں ایک وقت میں کسی ایک ہی فقہی رائے پر فیصلہ ہو سکتا ہے اور متنازعین کے مابین متعدد آراء پر بیک وقت عمل ممکن نہیں ___ شریعت کی متعدد فقہی تعبیروں میں سے کسی ایک تعبیر کو مقرر ٹھہرا دینے سے مراد ضروری نہیں چار مذاہب میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی فرضیت ہو۔ خلفائے راشدین خود مجتہد تھے۔ بعد کے خلفاء اس کام کو اپنے وقت کے معتمد علمائے شریعت وفقہائے دین پر چھوڑ دیتے رہے ہیں کیونکہ یہ کام اہل علم ہی کے کرنے کا ہے۔ اب یہ علماء جن کو افتاء اور قضاء وغیرہ کی ذمہ داری سونپی گئی اپنے ماتحت عدالتوں اور قاضیوں کیلئے ان امور کا تعین کر دیں گے جو عندالنزاع ان کو مدنظر رکھنا ہوں۔ اب یہ افتاء اور قضاء کی مسند پر بیٹھے فقہائے کبار حالات کی رعایت سے کسی ایک مذہب کو اختیار کریں یا متعدد مذاہب سے قول راجح اختیار کریں یا مختلف علاقوں اور خطوں میں وہاں مقامی طور پر رائج فقہی مذاہب کے جاننے والوں کو قضاء کی ذمہ داری سونپیں ...... یا کوئی بھی مناسب حال صورت اختیار کریں ...... یہ فیصلہ کرنا ان اہل علم کا کام ہے جن کو ___ خاص اجتماعی وعدالتی امور میں ___ خدا کے اتارے ہوئے قانون کی تعبیر اور تفسیر کی ذمہ داری سونپی گئی ہو۔

صدیوں مسلم معاشروں کے اندر معاملہ یوں ہی چلتا رہا۔ خدا کا اتارا ہوا خود بخود 'مذہب' بھی تھا اور 'قانون' بھی۔ البتہ وہ معاملات جن میں متعدد اصناف کے فقہی پس منظر رکھنے والے گروہوں کا ایک ساتھ چلنا ضروری ہو وہاں آپ کی مقتدرہ علمی قیادت ___ خواہ وہ امام ہے یا قاضی القضاۃ یا کوئی مجلس علماء ___ لوگوں کیلئے فروع دین کی کسی ایسی تعبیر کا تعین کر دے گی جس پر عندالنزاع فیصلہ ہو۔

البتہ اس بات سے یہ تاثر لینا درست نہیں کہ 'دیکھا پھر مذہب اور قانون کا فرق نکل آیا'! یہ انداز فکر صرف اور صرف سیکولرزم کے زیر اثر عام ہوا ہے اور یہ ایک بڑی گمراہی اور تباہی کا شاخسانہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ 'مذہب' کے بہت سے اجتماعی معاملات میں بھی ایک مشترکہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ بات صرف 'قانون' کے ساتھ خاص نہیں۔ اس کی وضاحت ایک مثال سے:

ایک ایسی مسجد جس میں متعدد فقہی آراء رکھنے والے لوگ نماز و دیگر فرائضِ دین کی مل کرادائیگی کرتے ہیں ___ اور تعددِ آراء ظاہر ہے نہ تو دین کے 'مذہبی' فرائض مل کرادا کرنے میں مانع ہے اور نہ 'سماجی' فرائض ___ تو ایسی ہر مسجد میں اس سوال کا اٹھ کھڑا ہونا ایک طبعی امر ہے کہ فقہی طور پر متنازعہ امور میں اجتماعی مواقع پر کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔

رمضان میں وتر کا معاملہ ہے۔ سب کو مل کر وتر ادا کرنا ہے۔ وتر کی بعض تفصیلات کی حد تک سنت اور صحابہ کے طرزِ عمل سے استدلال کرنے میں متعدد فقہی آراء ہیں۔ ایک ہی مسجد میں کئی سارے ذہن پائے جاتے ہیں۔ یہاں آپ کیا کریں گے؟ سجود سہو کا معاملہ ہے۔ جمعہ کے کئی سارے مسائل ہیں۔ عید کی تکبیرات کا معاملہ ہے۔ عید کے خطبے دو ہوں یا ایک؟ زکوٰۃ کے مصارف کا معاملہ ہے۔ حج کے کئی مسائل میں اہل علم کی تحقیق مختلف ہے...... ان مسائل کی بنیاد پر لوگ ظاہر ہے الگ الگ وتر کی جماعت نہیں کروائیں گے۔ الگ الگ جمعے نہیں پڑھیں گے۔ الگ الگ عید ادا نہیں کریں گے۔ الگ الگ حج نہیں کریں گے۔ یہ سب قانون کے نہیں 'مذہب' کے معاملات ہیں۔ یہاں مسلمان کیا طرزِ عمل اختیار کریں گے؟

مصر، شام، عراق، یمن اور کئی سارے مسلم ملکوں میں ایک سے زیادہ فقہی مسالک پائے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود خدا کا فضل ہے کہ (پاک و ہند کی طرح) 'فقہی اختلافات' کی بنا پر محلوں کی مسجدیں الگ الگ نہیں۔ مختلف فقہی مسالک کے لوگ مل کر بڑے آرام سے ایک ہی مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں...... باوجود اس کے کہ ہر آدمی فروعِ دین میں جس فقہی تعبیر پر مطمئن ہے اس پر عمل بھی موقوف نہیں کرتا اور لوگ اکٹھے بھی رہتے ہیں...... سوال یہ کہ کیسے؟

مسئلے کا حل بہت ہی آسان ہے اور عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ اللہ کے فضل سے آج تک اس پر عمل کرتا آیا ہے۔ مثال کے طور پر...... آپ کو کسی وقت انفرادی طور پر وتر پڑھنا ہے تو اسی طریقے سے پڑھئے جسے آپ اقرب الی الحق سمجھتے ہیں۔ البتہ اگر جماعت سے وتر پڑھتے ہیں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

(رمضان میں) تو وہاں آپ کو مسجد میں متعین امام کی اقتداء کرنا ہوگی۔ آپ امام سے اختلاف ضرور کیجئے، چاہے اِس صورت میں کہ آپ کا اور امام کا مسلک الگ الگ ہے اور چاہے اس صورت میں کہ دلائل شریعت کی روشنی میں آپ کو اس سے اختلاف ہے، اس کا آپ کو پورا حق ہے۔ مگر خاص اجتماعی مواقع پر پھر بھی آپ امام ہی کی اقتدا کریں گے۔

جمعہ کے وہ سب مسائل جن پر آپ کو انفرادی طور پر عمل پیرا ہونا ہے ان میں آپ اپنی تحقیق یا اپنے مسلک پر چلئے مگر جمعہ کے خاص اجتماعی امور جن میں سب کو مل کر ہی چلنا ہے اور جن میں ایک وقت کے اندر ایک سے زیادہ مسالک پر عمل ممکن ہی نہیں، ان میں البتہ آپ امام کی اقتدا کریں گے۔ حج کے سب امور جن پر لوگ فرداً فرداً علیحدہ طرز عمل اختیار کر سکتے ہیں ان میں آپ اپنی تحقیق یا مسلک پر عمل پیرا ہوئیے مگر حج کے اجتماعی امور میں آپ حج کے امام کے تابع ہیں۔☆

یورپ اور امریکہ کی بیشتر مساجد میں جہاں دُنیا بھر کے مسلم ممالک سے آئے ہوئے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور بے حد مختلف (Diverse) علمی وفقہی پس منظر رکھتے ہیں مگر سمجھدار ہوتے ہیں متنازعہ اجتماعی امور میں 'امام' پر مجتمع ہو کر بڑے آرام سے مسئلے کا حل نکال لیتے ہیں۔ خود اپنی تحقیق یا اپنے فقہی پس منظر پر بھی لوگ ذاتی طور پر کاربند رہتے ہیں حتی کہ اپنے دلائل امام کے گوش گزار بھی کرتے ہیں پھر بھی یہ طریقہ اختیار کر کے ان امور کو جو بیک وقت متنازعہ بھی ہیں اور اجتماعی بھی باحسن اسلوب نمٹاتے ہیں۔

حتی کہ آپ جانتے ہیں نکاح، طلاق، خلع، وراثت وغیرہ ایسے امور میں بہت سے فرعی مسائل ایسے ہیں جن میں فہم نصوص کے اندر اہل علم کا اختلاف ہوا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں کہیں مسلم عدالتیں نہیں پائی جاتیں۔ عندالنزاع لوگ امام سے فیصلہ کرا لیتے ہیں جو کہ ممکنہ حد تک

☆ مثلاً یہ کہ اختلافِ مطالع یا اتحاد مطالع کی بنا پر آپ کے نزدیک ذوالحجۃ کی جو بھی تاریخ بنتی ہے، حج آپ اسی روز کریں گے جس روز حج کا امام حج کرے گا۔ اپنا الگ 'عرفہ' آپ نہیں کریں گے بے شک آپ امام کی اختیار کردہ رؤیت سے اختلاف ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

متنازعین کے فقہی مسالک و پس منظر کا خیال رکھتا ہے۔ متنازع اجتماعی امور میں یہی طریق کار اختیار کیا جانا ممکن ہے۔

پس اجتماعی معاملات میں ___ خاص اجتماعی مواقع پر ___ فروع شریعت کی ایک متعین تعبیر کی طرف رجوع کیا جانا حرج کی بات نہیں۔ اس کی ضرورت 'مذہبی' معاملات میں بھی اتنی ہی پڑسکتی ہے جتنی کہ 'قانونی' معاملات میں۔

یہ ہے مَا اَنزَلَ اللّٰہ کی تعبیر اور تفسیر کا معاملہ۔ رہا مَا اَنزَلَ اللّٰہ کو 'پاس' کرنے کا فلسفہ تو وہ باطل ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ چونکہ فروع شریعت میں کہیں کہیں فقہاء کے مابین فہم واستدلال کا اختلاف پایا جاتا ہے (جبکہ اصول وکلیاتِ شریعت میں یہ مسئلہ سرے سے پایا ہی نہیں جاتا!) اس لئے شریعت کی مذہبی حیثیت تو آپ سے آپ ہے البتہ قانونی حیثیت نہیں اور یہ کہ 'قانونی حیثیت' پانے کیلئے ___ خواہ وہ شریعت کے اصول ہوں یا فروع ___ شریعت کو پارلیمنٹ کی منظوری درکار ہے!

زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ خاص اجتماعی نوعیت کے معاملات میں شریعت کے معنی ومراد کے تعین کا اسلام میں ایک خاص طریق کار ہے:

۱- خدا کی جانب سے اتری ہوئی شریعت کی ___ مسلم معاشرے میں ___ آپ سے آپ برتری اور بالادستی ایک طے شدہ امر ہے۔ بلکہ مسلم معاشرہ کہا ہی اسے جاتا ہے جس میں ماانزل اللہ کو ہر چیز پر بالادستی حاصل ہو۔

۲- لوگ شریعت کا علم اہل علم سے لیں گے۔

۳- اصولِ شریعت (جن کو 'کلیات' بھی کہا جاسکتا ہے) میں اہل علم اختلاف کر ہی نہیں سکتے۔ پس اصول شریعت کی بابت دو رائیں پائی ہی نہ جائیں گی۔ یہ اسلام کے طے شدہ اور معلوم امور ہیں اور یہی شریعت کا ایک بڑا حصہ ہے۔ ایک مسلم معاشرے میں یہ آپ سے آپ ہر قانون سے بالاتر قانون اور ہر آئین سے بالاتر آئین ہوگا۔ اس پر نہ 'بحث' ہوگی اور نہ اس پر 'اظہارِ رائے' ہوگا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

۴- رہے فروعِ شریعت (جن کو 'جزئیات' بھی کہا جا سکتا ہے) تو ان میں بعض مقامات پر اہل علم کے ہاں تعددِ آراء پایا جا سکتا ہے۔ اہل علم کے پیچھے چلتے ہوئے، یہ تعددِ آراء عام مسلمانوں میں بھی لازماً سرایت کرے گا۔ اس میں کچھ حرج کی بات نہیں جب تک کہ اصل مرجعیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو حاصل رہتی ہے۔ لوگ انفرادی طور پر اپنی تحقیق یا اپنے اختیار کردہ مسلک پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔

۵- البتہ کچھ خاص اجتماعی معاملات کے اندر جہاں ایک وقت میں ایک ہی قول اختیار کیا جا سکتا ہو ___ بات فروع شریعت کی ہو رہی ہے ___ وہاں پر مسلم قیادت یا مسلم قاضی کا اختیار کردہ قول ہی متنازعین کے مابین حکم (Arbiter) ہوگا۔ مسلم قاضی کو تعینات کیا جاتے وقت یا حتی کہ بعد میں بھی قاضی القضاۃ (یا وقت کی مقتدرہ علمی قیادت) کی جانب سے ہدایات دی جا سکیں گی کہ فروعِ شریعت میں کسی مسئلہ کی بابت عند الاختلاف اس کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا ہے۔ وقت کی مقتدرہ علمی قیادت (قاضی القضاۃ یا جو کوئی بھی ہو) وقتاً فوقتاً اپنے فیصلوں اور اپنے اجتہادات میں اگر کوئی تبدیلی (Change) یا ارتقاء (Developement) لے کر آتی ہے تو وہ اپنے ماتحت عدالتوں اور محکموں کو ان کی بابت باخبر (Update) کرتی رہے گی۔

غرض ''اسلامی نظام'' اور ''اسلامی آئین'' یہ ہے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت آپ سے آپ قانون ہے۔ خواہ اصولِ شریعت کا معاملہ ہو یا فروعِ شریعت کا، اس کو قانونی حیثیت آپ سے آپ حاصل ہے۔ رہی بات تعبیر (Interpretation) کی، تو اصولِ شریعت امت کے اندر واضح اور متفق علیہ ہیں۔ سو قانون کا یہ حصہ خود بخود واضح ہے یہاں چوں و چرا ممکن ہی نہیں۔ البتہ 'قانون' کا ایک حصہ وہ ہے جس میں ماہرین قانون (فقہاء) کے مابین تعدد آراء ہو سکتا ہے۔ 'قانون' کے اس حصہ کی بابت لوگ خدا سے ڈرتے ہوئے کسی بھی معتبر 'ماہر قانون' (فقیہ یا مجموعۂ فقہاء) سے مدد لے سکتے ہیں۔ البتہ جہاں معاملہ مختلف المسالک اطراف سے متعلق ہو، اور بیک وقت ایک ہی قول پر عمل ہو سکتا ہو نہ کہ متعدد اقوال پر، وہاں دفعِ نزاع کیلئے 'قانون' کی وہی تعبیر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

محکم ہوگی جس کو اسلامی عدالت یا محکمہ یا ادارہ کے اندر متعلقہ اتھارٹی نے اختیار کر لیا ہوگا۔ جبکہ 'قانون' کے ان 'متنازعہ' مسائل کی بابت وقت کی مقتدرہ علمی قیادت اپنے ماتحت عدالتوں اور محکموں کو ایک خاص متعین طرزِ عمل کی پابند کر سکے گی اور وقتاً فوقتاً اپنے اجتہادات کے اندر تبدیلی بھی لا سکے گی۔

چنانچہ **''اسلامی نظام'' کے اندر بات شروع ہی یہاں سے ہوتی ہے کہ ''مَا اَنزَلَ اللّٰہ'' ہر قانون سے بڑا قانون ہے...... اور یہ کہ یہ خود بخود قانون ہے۔** کوئی سوال اٹھ سکتا ہے تو صرف اس کی تفسیر کا۔ رہی اس کی تفسیر تو اس کا معاملہ 'ماہرین قانون' (فقہائے دین) سے متعلق ہے۔ جب اس کا قانون ہونا خود بخود مسلّم ہے تو اس کی تفسیر آپ کو ہر حال میں اصحابِ علم اور مصادرِ علم سے لینی پڑے گی۔ اگر یہ ''قانون'' ہے اور اس کے ماسوا ''لا قانون'' ہے تو اس کی تفسیر حاصل کئے بغیر آپ کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں رہتا۔ پھر آپ اس کی تفسیر اِن اصحاب علم سے لیتے ہیں یا اُن اصحاب علم سے، البتہ مجموعی طور پر آپ اس کے بہر حال پابند ہو جاتے ہیں۔ **البتہ یہ کہ آپ سرے سے اس کو قانون کا رتبہ دینے یا نہ دینے کا حق رکھتے ہوں ...... یا جب مناسب سمجھیں یا جب اکثریت رضا مند ہو تب اس کو قانونی حیثیت دینے کا حق رکھتے ہوں...... اور کسی وقت مَا اَنزَلَ اللّٰہ کے ماسوا کو بھی قانون کا رتبہ دے لیتے ہوں تو اس کے کفر ہونے میں کوئی شک ہی نہیں۔**

رہا یہ کہ جس نظام کے اندر خدا کی اتاری ہوئی شریعت پارلیمنٹ کی اکثریت سے منظوری پانے کی محتاج رکھی جائے ...... اور پارلیمنٹ سے منظوری پانے کی یہ محتاجی اصولِ شریعت کو بھی اتنی ہی لاحق ہو جتنی کہ فروعِ شریعت کو...... اور یہ منظوری ملے بغیر اللہ کی نازل کردہ شریعت 'مذہب' تو ہوگی مگر 'قانون' نہیں...... تو یہ ایک کافرانہ نظام ہے اور ان انسانوں کی جانب سے، جو چند برس بعد قبر میں پڑ کر مٹی ہو رہنے والے ہیں اور پھر ان قبروں سے ننگے پاؤں اور برہنہ بدن اٹھائے جانے والے ہیں اور آخر پروردگارِ عالم کے حضور پیش کئے جانے والے ہیں، مالک الملک کے سامنے ایک بڑی ہی جرأت کی بات۔

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ہمارا 'سلطانیِ جمہور' کو رد کرنا

'آمریت' کیلئے نہیں، بلکہ ''احکم الحاکمین کی کبریائی'' کیلئے

جمہوریت کو مسترد کرنے والی اور بھی قومیں ہو سکتی ہیں۔ بجا یا بے جا، جمہوریت سے نالاں اور بھی طبقے دنیا میں پائے جا سکتے ہیں۔ جمہوریت کو مسترد کرنے میں حق یا ناحق جو کچھ بھی وجوہات کوئی شخص یا کوئی طبقہ اپنے پاس رکھتا ہے وہ اپنی وجوہات خود بتا سکتا ہے۔ البتہ ہم اہل توحید اگر وقت کے جمہوری نظام کو مسترد کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدۂ توحید سے صاف طور پر متصادم ہے اور پھر یہ کہ عملاً یہ ہمارے دین اور دنیا کو اجاڑنے کا باعث ہے۔

کچھ جمہوریت کے ساتھ خاص نہیں ہر معاملے پر ہی طرح طرح کے خیالات اور مسلک رکھنے والے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ایک غلط چیز کو غلط کہنے میں کوئی آدمی درست وجوہات رکھتا ہوگا اور کوئی غلط۔ حتی کہ ایک صحیح چیز کو صحیح کہتے ہوئے بھی ممکن ہے ایک آدمی صحیح بنیاد اختیار کرتا ہو اور ایک دوسرا آدمی غلط بنیاد اپنائے ہوئے ہو۔

لہٰذا جمہوریت یا کسی بھی باطل کو غلط کہنے والے سب کے سب طبقوں کو ایک ہی صف میں شمار کرنا کوئی علمی اور منطقی انداز نہ کہلائے گا۔ دیکھنا یہ ہوگا کہ کوئی اس کو غلط کہتا ہے تو اس کیلئے وہ کیا بنیاد اختیار کرتا ہے اور اگر وہ اس کو مسترد کرتا ہے تو اس کی جگہ وہ کیا لے کر آنا چاہتا ہے۔

ضروری نہیں جمہوریت کو مسترد کرنے والا ہر شخص مارشل لاء کا حامی ہو۔ جمہوریت کی بابت بری رائے رکھنے والے ہر شخص کو ایک ہی طعنہ دینا کہ وہ آمریت کا شیدائی ہے کوئی معقول انداز فکر نہ کہلائے گا۔

ضرور کچھ طبقے ایسے ہو سکتے ہیں جو کچھ ایسے محرکات کے زیر اثر جمہوریت کو مسترد کرتے ہوں کہ وہ ایک شر کو ہٹا کر اس سے کوئی بڑا شر لے آنے کے خواہشمند ہوں جس کا سبب انکے سیاسی مفادات ہو سکتے ہیں یا پھر منحرف نظریات اور انتہا پسندانہ خیالات۔ مگر یہ اس بات

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

کی دلیل نہیں کہ چونکہ ایسے لوگ دنیا کے اندر پائے جاتے ہیں لہٰذا جو شخص بھی اب جمہوریت کو مسترد کرتا ہے بس وہ آمریت اور مارشل لاء کا حامی ہے! دیکھنا یہ ہوگا کہ کوئی شخص اس کیلئے کیا وجوہات رکھتا ہے اور یہ وجوہات رکھنے میں وہ کہاں تک حق بجانب ہے۔ جن غیر مسلم معاشروں کو حق کی روشنی میسر نہیں وہاں تو ایک باطل کسی اور باطل کی خاطر ہی مسترد ہو سکتا ہے کہ حق سرے سے دستیاب نہیں۔ ان بیچاروں کیلئے بڑی خوش قسمتی کی بات یہ ہوگی کہ بڑی محنتوں کے بعد ان کے ہاں سے ایک باطل جائے تو اس سے کوئی چھوٹا اور کم ضرر رساں باطل آئے نہ کہ اس سے بڑا باطل۔ ان کے ہاں موازنہ جب بھی ہوگا وہ ایک طرح کے باطل اور دوسری طرح کے باطل کے مابین ہوگا۔ یہ ان کا عذر تو نہیں البتہ مجبوری ہے، اور بدقسمتی بھی۔ مگر ہم جو امت محمدؐ ہیں ایک خالص عقیدہ اور کامل شریعت اپنے پاس رکھتے ہیں ہمیں ایسی کیا مجبوری ہے کہ ہمارے تخیل کی انتہا بھی جمہوریت یا آمریت یا مارشل لاء وغیرہ کے مابین موازنہ ہو؟ ہم ایک باطل کو دوسرے باطل کی قیمت پر کیوں مسترد کریں؟ ہمارے پاس جب حق ہے تو ہم باطل کو اس کی تمام اقسام اور اشکال سمیت مسترد کیوں نہیں کر سکتے؟ ایک ہم ہی تو وہ امت ہیں جو ایک باطل کو دوسرے باطل کیلئے نہیں بلکہ ہر قسم کے باطل کو، مرحلہ وار نہیں، بیک وقت مسترد کریں اور مسترد بھی خالص حق کیلئے کریں۔

☆☆☆☆☆

چنانچہ ہم موحدین کا جمہوریت کو رد کرنا استبداد پسندی نہیں......

جمہوریت کے خلاف بول کر ہمیں یا کسی بھی موحد مسلمان کو کسی آمریت یا کسی مارشل لاء کا راستہ ہموار کرنے سے چنداں غرض نہیں۔ موحدین کی بابت یہ رائے رکھنا مضحکہ خیز حد تک عجیب ہے۔ آمریت و مطلق العنانی کا راستہ ہموار کرنے کی ضرورت یا گنجائش یوں بھی یہاں کب ہے؟ یہ تو ہمیشہ سے یہاں موجود ہے۔ اس کا راستہ پختہ کرنے میں تو یہاں دانائے زمانہ 'جمہوریت' سے بیگار لے لیا جاتا ہے! پچھلے ساٹھ سال سے یہاں جمہوریت ہی تو آمریت کا پانی بھر رہی ہے اور اس کی خدمت میں خوب بھاگی دوڑی پھرتی ہے۔ محض الفاظ اور اشکال اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'رنگوں' سے بہل جانے والی قوم کو مشقت کے سوا کیا کبھی کچھ ملا ہے؟ آمریت کے نام پر نہ سہی جمہوریت کے نام پر سہی!

جس قوم کے ستم گروں کا کام محض الفاظ اور تعبیرات سے چل جاتا ہو وہاں ظلم کرنے والوں کو کس بات کی دشواری؟ حقائق پر اصرار کرنا ایک خاص ذہنی اور فکری استعداد چاہتا ہے۔قوم کا یہ ذہنی اور فکری معیار بلند کرنے پر یہاں کھپا ہی کون ہے؟ ہمارے طاغوت ابھی آرام کریں اور چین سے رہیں ہماری اسلامی تحریکیں ابھی 'جمہوریت' میں مصروف اور 'آمریت' کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور ہماری قوم اپنے دن پھرنے کیلئے 'پارلیمانی عمل' پر نظر جمائے ہوئے ہے! داد دیجئے اس ذہن رسا کی جو اس کوچۂ سیاست سے قوم کی دلچسپیاں قائم رکھنے کی ہر بار ایک کامیاب تدبیر کر لیتا ہے۔یعنی قوم اس راہ سے کسی بھی دن اپنی منزل پر پہنچ سکتی ہے!!!

حقیقت یہ ہے کہ یہاں ایک استحصالی نظام قائم ہے۔ہمیں اس کو کوئی خاص نام دینے پر کچھ بہت زیادہ اصرار نہیں۔عرف عام میں اس کا نام جمہوریت ہے اس لئے ہم جمہوریت کے نام سے اس کا بطلان کرتے ہیں۔آپ اس کا کچھ اور نام رکھ دیں ہم اس نام سے اس کو مسترد کرنے لگیں گے۔ہمیں تو حقائق سے غرض ہے ناموں سے کیا فرق پڑتا ہے۔اس میں اور آمریت میں یوں بھی کوئی بہت بڑا فرق نہیں۔آمریت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔لوگوں کے حقوق غصب کرنے میں آمریت کی صورتیں بھی درجہ بدرجہ مختلف اور متفاوت ہوسکتی ہیں۔آمریت کی بھی بعض اشکال میں 'آزادیاں' پائی جاسکتی ہیں اور جمہوریت کی بھی بعض اشکال میں عوام کے حقوق مارے جاسکتے ہیں۔لہٰذا اس جمہوریت کو ہم نے اگر مسترد کر دیا تو آمریت آجائے گی، یہ ڈراوے ہمیں نہ دیے جائیں۔آمریت کب نہیں تھی جو اَب اس کے آجانے سے ہم خوف کھانے لگیں اور اس ڈر سے یہاں پر قائم استحصالی نظام، جس کو عرف عام میں جمہوریت پکارا جاتا ہے، کا شرعی حکم تک بیان کرنا موقوف کر دیں!؟

لوگوں کو آمریت اور مطلق العنانی کا ڈر کیا بس اسی وقت لاحق ہوتا ہے جب اس جمہوریت کو شریعت کی میزان میں تولنے کی بات کی جائے؟ ہر کوئی جو چاہے اس کے ساتھ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

کرے بس اسلام کے حوالے سے اس کی مذمت نہ ہو! عوام کے حقوق کو جان کے لالے بس اسی وقت پڑتے ہیں جب اس استحصالی نظام کی بابت اسلام کا حکم واضح کیا جائے!؟ گویا سب کو ان کے حقوق وافر مل رہے ہیں لہٰذا اب اگر اسلام کے حوالے سے اس 'خوبصورت نظام' کی برائی کی گئی تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ ہم آمریت کا ہر طرف دور دورہ کر دینا چاہتے ہیں اور عوام کو ان کے ملے ملائے حقوق سے خوامخواہ محروم کر دینے کے مؤید ہو رہے ہیں۔ البتہ اگر ہم اس نظام کو 'اسلامی' تسلیم کر لیں یا اس کو 'اور بہتر' کرنے کیلئے اس کا حصہ بن جانا قبول کر لیں، جس کا تقاضا ہوگا کہ باقی قوم کی طرح ہم بھی ساری عمر اس کولہو کا بیل بنیں، تب اور صرف تب ہم آمریت پسندی کے الزام سے چھوٹتے ہیں!

ابھی کل کی بات ہے ایک کثیر تعداد یہاں ایسی تھی جو کمیونزم کی مخالفت کا صرف ایک ہی مطلب جانتی تھی ......غریب دشمنی! یہ سب کوئی ان پڑھ اور سادہ لوح نہیں تھے ان میں بڑے بڑے پڑھے لکھے، ترقی پسند دانشور اور ادیب تھے جو دنیا کو صرف دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے: کیمونسٹ غریب دوست اور غیر کیمونسٹ غریب دشمن!!!

یہ ایک زبردست 'منطق' ہے! جو چیز سفید نہیں وہ ضرور سیاہ ہے اور جو سیاہ نہیں وہ لازماً سفید ہونی چاہیے! بعض لوگوں کی آنکھ رنگ نہیں دیکھ سکتی ان کیلئے کوئی چیز یا تو سیاہ ہو سکتی ہے یا سفید۔ گہرا رنگ ان کو سیاہی مائل دکھتا ہے اور ہلکا رنگ سفیدی مائل۔ البتہ رنگ ان کے ہاں کل دو ہیں؛ سفید اور سیاہ۔ نظر کے معالج اسے رنگ کوری (Colour blindness) بولتے ہیں۔ جسمانی طور پر یہ عارضہ بہت کم لوگوں کو لاحق ہوتا ہے البتہ فکری طور پر یہ بہتوں کو لاحق دیکھنے میں آیا ہے۔ باطل افکار کی پیروکار ایک بڑی تعداد بنیادی طور پر 'رنگ کور' ('Colour blind') ہوتی ہے۔

اسی 'منطق' پر چلتے ہوئے ابھی حال ہی میں امریکی قیادت نے دنیا کی ایک دوگانہ تقسیم کی ہے۔ جس کی رو سے کوئی اگر امریکہ کا ساتھی نہیں تو پھر وہ دہشت گردوں کا ساتھی ہے۔ یہ تقسیم بھی مقبولیت پانے سے کچھ ایسی محروم نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک سمیت دنیا کی بیشتر

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

حکومتوں نے اس تقسیم کی رو سے اپنا محل وقوع متعین کرنے میں 'جلدی' کے ساتھ ساتھ 'نیک نیتی' اور 'سعادت مندی' کا بھی ثبوت دیا!

ایک اور مثال لیجئے۔ یہاں قوم پرست جماعتوں اور لسانی تحریکوں کا یہ حال رہا ہے کہ جو شخص ان کی تقلید میں قوم پرستی کا مسلک اختیار نہیں کرتا وہ ان کے نزدیک اپنی قوم کا غدار ہے۔ گویا ان کے ہاں کسی انسان کے فٹ ہونے کیلئے دو ہی خانے ہیں؛ لسان پرستی اور یا پھر لسان سے غداری! ان دونوں کے مابین یا ان دونوں کے سوا ایک انسان کی کوئی طبعی غیر طبعی حالت ہو ہی نہیں سکتی!

یہی حال ہمارے جمہوریت پرستوں کا بھی ہے۔ کوئی شخص اگر جمہوریت کا مؤید نہیں تو پھر وہ آمریت کا مؤید ہے۔ لہٰذا جمہوریت کو مسترد کر کے آپ سے آپ ایک شخص استبداد اور ظلم و بربریت کا داعی قرار پائے گا۔ منطق وہی آسان منطق ہے کہ دنیا دو قسم کی ہے؛ جمہوری یا پھر استبدادی۔ اس کے سوا کوئی تیسرا امکان دنیا میں کبھی پایا گیا ہے اور نہ کبھی پایا جائے گا!

جبکہ صورت حال یہ ہے کہ جمہوریت کا معاملہ پچھلی دونوں مثالوں سے دگرگوں ہے۔ کمیونسٹوں کے قائم کردہ 'غریب دوستی' اور 'غریب دشمنی' کے مفروضے کے مابین چلیں کم از کم کوئی 'تناقض' تو ہے۔ اسی طرح 'قوم پرستی' اور 'قوم سے غداری' کے مابین کم از کم تعارض تو پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں مثالوں میں تو غلطی صرف یہ ہے کہ تقسیم محدود اور بے جا طور پر مانع ہے کیونکہ اس میں باقی سب اقسام کو غیر موجود اور ناممکن تصور کر لیا گیا ہے۔ البتہ جمہوریت اور استبداد میں تو وہ 'تعارض' بھی نہیں جو اس بے جا طور پر مانع تقسیم میں کچھ تو لطف پیدا کرے۔ ان دو لفظوں کو تو آپ ایک تعبیر میں اکٹھا کر لیں تو ہرگز باعث تعجب نہ ہو۔ کہیں اگر آپ کو 'استبدادی جمہوریت' یا 'جمہوری استبداد' کا بتایا جائے تو کہاں تک آپ اس کو ایک انہونا اور ایک غیر حقیقی واقعہ قرار دیں گے!؟

ایسی جمہوریت سے اختلاف رکھنے پر کیا پھر آمریت اور استبداد پسندی کا طعنہ دیا جا سکتا ہے؟ یہ تو 'طعنہ' بھی نہیں بنتا جس کو مسکت دلیل کا درجہ دیا گیا ہے اور بڑے بڑے فاضل دانشور جسے ایک قطعی حجت کے طور پر پیش فرما رہے ہیں!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سے 'رواداری پسند' دانشور کمیونسٹوں کی اس بات کو شدید ناگوار جانیں گے کہ وہ کمیونزم کے سب مخالفین کو غریب دشمن گردانیں۔ بلکہ کمیونسٹوں کی اس حرکت کو وہ فکری دھونس قرار دیں گے، جو کہ بالکل درست ہے۔ اس طرح ہمارے یہ جمہوریت پسند دانشور قوم پرست جماعتوں کی اس حرکت کو مذموم جانیں گے کہ وہ غیر قوم پرستوں کو 'قوم کے غدار' شمار کریں بلکہ وہ قوم پرست جماعتوں کی اس ذہنیت کو فاشزم بھی قرار دیں گے، جو کہ بالکل درست ہے...... مگر جب جمہوریت پر بات آئے گی تو ہمارے یہی رواداری پسند دانشور جمہوریت کے مخالف تمام طبقوں کو آمریت کے مؤید قرار دینے سے شاید ہی کبھی چوکیں۔ اپنے اس فعل کو نہ تو وہ 'فکری دھونس' شمار کریں گے اور نہ 'فاشزم'!!!

کیا اسے ان کا حسن کرشمہ ساز کہا جائے!؟

رہی حقیقت تو وہ یہی ہے کہ ایک جمہوریت ہی نہیں دنیا کے ہر باطل کو مسترد کرنے میں لوگ اپنے اپنے اسباب اور وجوہات رکھتے ہیں کوئی بد سے بدتر کا داعی ہوتا ہے کوئی بد سے کم تر بد کا۔ البتہ ایک طبقہ ایسا ہے جو باطل کو صرف حق کی بنیاد پر مسترد کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ تک رسائی رکھتے ہیں۔ یہ باطل کو صرف حق کی بنیاد پر رد کرتے ہیں اور دنیا کے کسی اور طبقے پر قیاس نہیں ہو سکتے کیونکہ دنیا کے کسی اور طبقے کو خالص اور مطلق حق تک رسائی ہے ہی نہیں۔

چنانچہ وہ لوگ جو وقت کے اس رائج جمہوری نظام کو عقیدۂ توحید کی بنا پر مسترد کرتے ہیں اور نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت سے متصادم ہونے کی بنا پر پارلیمنٹ کے اختیارات کو باطل قرار دیتے ہیں ان کی اس دعوت سے یہ فرض کر لینا کسی بھی طرح درست نہیں کہ ایسا کہنے والے کو آمریت یا استبداد کی کوئی طلب ہو رہی ہے۔ اس کافرانہ نظام کو اسلام کی رو سے باطل کہنے والوں کو جس چیز کی طلب ہو سکتی ہے وہ اسلام ہی ہے۔ 'اسلام' اور 'جمہوریت' دو مترادف الفاظ نہیں کہ جمہوریت کے ساتھ اسلام خود بخود چلا آئے گا جس طرح 'جمہوریت' اور 'استبداد' باہم متعارض کلمات نہیں کہ جمہوریت جانے سے لازماً استبداد آئے گا اور جمہوریت ہونے سے لازماً

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

استبداد چلا جائے گا! 'استبداد' تو 'جمہوریت' کا نقیض بنتا ہی نہیں! البتہ اسلام جو خدا کے ہاں سے نازل ہوا ہے یقیناً اس جمہوریت کا نقیض ہے جو مغرب کے آگے صدی بھر زانوئے تلمذ طے کرتے رہنے کے بعد ہم پر منکشف ہوئی اور جو تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ اس وقت دنیا کے تقریباً ہر ملک میں قائم ہے۔

جب ایسا ہے تو پھر کیوں نہ یہ یقین رکھا جائے کہ آج کے موحد طبقے جو اس جمہوریت کو اسلام کا نقیض مانتے ہیں وہ جمہوریت کا یہ شرک ختم کر کے اس کی جگہ، جب بھی ممکن ہو، استبداد نہیں اسلام لانا چاہتے ہیں اور معاشرے کو استحصال اور انسانی خدائی کی سب جمہوری و غیر جمہوری شکلوں سے پاک کر کے اللہ کی خالص بندگی پر یکسو کرنا ہی ان کا مطلوب و مقصود ہے۔ موحد مسلمانوں کی بابت ایسا گمان رکھنے میں آخر کیا حرج ہے؟

جمہوریت کو اس کے سب استبداد سمیت رد کر دینا اور استبداد کو اس کی سب جمہوری و غیر جمہوری اشکال سمیت مسترد کر دینا......اور یوں باطل کی ایک کلی نفی کرتے ہوئے خدائے وحدہ لاشریک کی غیر مشروط بندگی و فرمانبرداری اختیار کرنا اور کروانا......آج اس دور اور معاشرے میں مسلمان ہونے کا ایک بنیادی تقاضا ہے۔ ایک مسلمان کو کسی باطل کی نفی کرتے وقت اسی بات سے غرض ہو سکتی ہے۔ اس کا باطل کی کسی ایک صورت کو رد کرنا باطل کی کسی دوسری صورت کی تائید نہیں ہوا کرتا۔ یہ 'جدلیات' (Dialects) کا فلسفہ باطل نظاموں کے پیروکاروں کے معاملے میں درست ہو تو ہو جو ایک باطل کو ختم کریں بھی تو ایک دوسرے باطل کی راہ ہموار کرنے کی قیمت پر۔ یوں توحید کی روشنی میسر نہ ہو تو قومیں ایک گمراہی سے نکل کر دوسری اور دوسری سے تیسری میں جاتی ہیں۔ ضلالت کی بہت سی صورتوں کو ایک ساتھ چلاتی ہیں اور بہت سی صورتوں کو باری باری آزماتی ہیں۔ اس دردناک مشقت سے آج تک ان کی جان نہیں چھوٹی۔ جتنا فاصلہ یہ طے کر آئی ہیں اس سے زیادہ ابھی پڑا ہے اور پڑا رہے گا۔ مگر وہ قوم جس کو ازل سے ابد تک ایک ہی ہستی کو پوجنا اور ایک اسی کی شریعت پہ چلنا ہے اسکا معاملہ بالکل اور ہے۔ یہ دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتی۔ یہ اپنے دین پہ رہ کر جس راحت میں ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُواْ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوُرِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ (البقرہ:۲۵۷)

''اللہ ایمان والوں کا ولی وکارساز ہے وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں انکے ولی وکارساز طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں''۔

یہی وجہ ہے کہ توحید کی تعلیم اور توحید کو نفوس میں گہرا اتارنا ہر فرض پر مقدم ہے۔ یہ ایک ایسی اہلیت ہے جو انسان میں ہر چیز کو دیکھنے اور پرکھنے کا انداز بدل دیتی ہے۔ ایک ظلمت کا رد جب ایک موحد کرتا ہے تو وہ ایک ایسے شخص سے بہت مختلف ہوتا ہے جو توحید سے آشنا نہیں مگر کسی ظلمت سے تنگ آکر اس سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے۔ ظلمت تو ظلمت ہے ہر شخص اس سے وحشت کھاتا ہے۔ توحید کی حقیقت معلوم نہ ہو اور خدا کی پناہ میں آنے اور اس کی شریعت کا سہارا پانے کا شعور نہ ہو تو ایک ظلمت سے بھاگ کر کسی دوسری ظلمت میں پناہ چاہتا ہے جو کہ وقتی ہی ہوسکتی ہے۔ ظلمتیں اس کا تعاقب کرتی ہیں اور ظلمتیں ہی اس کا انتظار۔

ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ (نور:۴۰)

''ظلمتوں (کے دَل) ہیں جو ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں (ایسی ظلمتیں کہ) آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی دیکھنے نہ پائے۔ (سچ ہے) جسے اللہ نور نہ بخشے اسکے لئے پھر کوئی نور نہیں''۔

خدائے واحد کی بندگی پر یقین رکھنے والی اس قوم کو خدائے واحد کی بندگی کا مطلب اور مفہوم سکھا لیا جائے، جو کہ اسلامی تحریکوں کا اصل مشن ہونا چاہیے، تو جمہوریت کو رد کرنے کے سوال پر یا کمیونزم کو مسترد کرنے کے موضوع پر یا قوم پرستی کے خلاف صدا بلند کرنے پر یا حتی کہ کسی بھی گمراہی کو چھوڑنے کی دعوت دیے جانے پر 'متبادل' کی چیستان خود بخود لغو ہو جاتی ہے۔ حقیقت اسلام کی بنیاد پر قوم کے ایک معتدبہ طبقے کی تربیت اور ذہن سازی نہ ہوئی ہو پھر بہرحال اس بات

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

کا اندیشہ ہے کہ ایک گمراہی کا ازالہ ایک دوسری گمراہی سے ہونے لگے لیکن آسمانی ہدایت اور خدا کی سنتوں سے آشنائی ہو تو ایسی قوم گمراہی کو صرف ہدایت کی خاطر چھوڑتی ہے اور باطل کو صرف حق سے بدلتی ہے۔

اپنے ایک قاری سے محض اس بات پر اتفاق کروالینا پس ہمارا مقصود نہیں کہ وقت کا رائج نظام ایک باطل نظام ہے۔ ہماری بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ نہ ہی یہ کہنا یا تاثر دینا کوئی دانشمندی ہے کہ بس اس جمہوریت کو جانا چاہیے پھر اس کی جگہ کیا آتا ہے اور کیا نہیں آتا اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ اس اندازفکر کے ہم بالکل مؤید نہیں۔ ہمیں اس باطل کے جانے سے جس قدر سروکار ہے اس کی جگہ حق کے آنے سے اس سے بڑھ کر سروکار ہے۔ حق کے آنے کو اگر کسی وجہ سے کوئی دیر ہے تو اس باطل کے فی الفور جانے کی دہائی مچانا منہج توحید کی ترجمانی نہیں۔ **البتہ اس کا یہ مطلب بہرحال نہیں کہ اتنی دیر تک ہم اس باطل کو قبول کئے رہیں۔** اس باطل کا جانا اور اس کی جگہ پر حق کی طلب پیدا ہونا اسی بات پر موقوف ہے کہ مسلسل ہم اس کو مسترد کریں البتہ حق کی لوگوں کو تعلیم دیں اور حق کی خاطر محنت اور قربانی کیلئے اپنے آپ کو اور لوگوں کو تیار بھی کریں۔

اعلان: ہماری ایک پرانی تحریر 'کیا ووٹ مقدس امانت ہے؟' کی اشاعت ہماری جانب سے فی الحال موقوف ہے جب تک کہ کچھ ترمیم و اضافہ جات کا کام جو کہ فی الوقت اس پر جاری ہے، مکمل نہ ہو جائے اور وہ 'مطبوعات ایقاظ' ہی کی جانب سے شائع نہ ہو جائے۔

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'متبادل' کی بحث!

رہا یہ کہ اس نظام کو باطل کہنا ہے تو پہلے اُس مجوزہ اسلامی نظام کی ہر چھوٹی بڑی تفصیل درج کی جائے جو اس کو ہٹا کر لایا جانا ہے، تو یہ بھی ایک غیر ضروری مطالبہ ہے۔ باطل کی نفی حق کے اثبات پر مقدم ہے بلکہ باطل کی نفی حق کے اثبات کیلئے ایک پیشگی شرط ہے۔ ابتداءً ایک موحد سے یہی مطلوب ہے کہ وہ باطل کو اصولی طور پر مسترد کرے اور حق کا اجمالی طور پر اثبات کرے۔

سود کی حرمت کو ماننا اور نظامِ سود کو مسترد کرنا اس بات سے مشروط نہیں کہ سود کو حرام کہنے والا ہر شخص، عالم کیا عامی، اسلام کے نظامِ اقتصادیات پر گہرا عبور رکھتا ہو اور اگر کوئی شخص معیشت کی ہر گتھی سلجھانے پر قادر نہیں تو سود کی حرمت اور شناعت بیان کرنے کا اس کو سرے سے کوئی حق نہیں!

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اسلام کے معاشی اصول بہت واضح ہیں۔ مگر کسی معاشرے میں اسلام کے معاشی نظام کا، حالات کی مناسبت سے، اپنی جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ قائم ہو جانا کلیتاً اس بات پر انحصار کرتا ہے کہ اس کی طلب میں شدت اس معاشرے کے اندر کس درجہ کی پائی جاتی ہے۔ اس شدتِ طلب کو بڑھانا عین وہ کام ہے جو بالآخر معاشرے کو یہ ہدف سر کرنے پر مجبور کر دے۔ معاشرے میں جس بات کی شدید طلب ہو، جس جنس کی ماحول میں حد سے زیادہ مانگ بڑھ جائے اس کی پیداوار خود بخود ہونے لگتی ہے۔ یہ ایک آفاقی قاعدہ ہے۔ جس چیز کی معاشرے میں کھپت ہو پانے کا بڑا امکان نہ ہو اس کی پیداوار کے ڈھیر کبھی نہیں لگائے جاتے۔ یہ ایک خود کار عمل ہے۔ پانی اپنی سطح خود برابر کرتا ہے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ اقتصادِ اسلامی کے ماہرین تیار کرنے پر کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ ہماری مراد صرف یہ ہے کہ معاشرہ اور معاشرے کی قیادت جب اسلام کے سوا ہر معیشت کو مسترد کر دینے پر آخری حد تک مصر ہو جائے گی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

تو اسلامی اصولوں کی بنیاد پر معیشت کی گتھیاں سلجھانے والے خود بخود پیدا ہونے لگیں گے۔ ان کو پیدا کرنے پر جس محنت کی ضرورت ہے وہ محنت بھی علی وجہ المطلوب اسی وقت ہو پائے گی جب معاشرہ اور معاشرے کی قیادت اس کو اپنی ناگزیر ضرورت مانے گی۔

ہر چیز ایک قدرتی عمل کے نتیجے میں ہی وجود میں آیا کرتی ہے۔ اسلامی معیشت یا اسلامی سیاست بھی ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا کام نہیں۔ یہ راتوں رات سر ہو جانے والی منزل نہیں۔ نہ یہ ہماری مراد ہے۔ مسئلہ زیر بحث سرے سے یہ ہے نہیں کہ ہم اس مضمون میں ''اسلامی نظام نافذ کرنے' کا مطالبہ کرنے جا رہے ہیں۔ الٹی میٹم دینے والوں سے بھی ہمیں اتفاق نہیں۔ مسلم ملکوں میں موجود جاہلی قیادتوں سے ہم یہ کہنے نہیں جا رہے کہ وہ ہمیں اسلام نافذ کر کے دیں تا آنکہ ہمیں یہ چیلنج دیا جائے کہ پہلے اس مجوزہ اسلامی نظام کی ایک ایک تفصیل ہم پوری وضاحت کے ساتھ اور نمبر وار درج کر کے دیں اور اس موضوع پر ایک پوری لائبریری تیار شدہ حاضر کریں۔ اگر چہ کچھ مخلص اور محنتی حضرات نے مقدور بھر یہ چیلنج بھی قبول کر دکھایا اور اسلامی نظام پر دفتروں کے دفتر لکھ کر دیے جو کہ، حسبِ توقع، جاہلی قیادتوں کو کچھ خاص پسند نہ آسکے بلکہ ان کو پڑھنے کی زحمت بھی شاید ہی کسی نے گوارا کی ہو۔ چنانچہ ایسے تجربات بھی اگر چہ ہو چکے ہیں مگر ہماری نظر میں یہ ایک غیر طبعی عمل ہے اور اس کا اگر کوئی نتیجہ نہیں نکل پایا تو یہ ہرگز باعث تعجب نہیں۔

اصل مسئلہ یہی ہے کہ معاشرے میں ایک چیز کی طلب پیدا کی جائے۔ بلکہ طلب بھی اور شعور بھی۔ دونوں لازم وملزوم ہیں اور بیک وقت درکار ہیں۔ 'اسلامی نظام' کی بابت راہنمائی دینے کی صلاحیت تو خاص لوگوں کو ودیعت ہوتی ہے مگر مانگنے کا شعور ممکنہ حد تک ہر کسی میں ضروری ہے۔ کم از کم ایک معتدبہ تعداد معاشرے میں ایسے لوگوں کی ہونا ضروری ہے جو اس جنس گراں مایہ کی طلب صادق رکھتے ہوں اور پھر اس بات کا ایک صحت مند شعور رکھتے ہوں کہ اس کی طلب کیونکر ہو۔ شعور کے بغیر طلب پائی جانا ایک جذباتیت کا موجب ہوسکتا ہے اور ایک ایسی قوم کے ساتھ عموماً ہاتھ ہو جاتا ہے۔ گندم نمائی و جو فروشی کے واقعات بھی اسی دنیا میں پیش آتے ہیں جن کے پیچھے دراصل شعور کا فقدان ہوتا ہے۔ ہر شخص سنار نہیں ہوسکتا البتہ سونا خریدنے کی ضرورت کم و

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

بیش ہر کسی کو پڑتی ہے۔ اس کیلئے جہاں قیمت پاس ہونا ضروری ہے اور یہ قیمت ادا کر دینے پر آمادگی پائی جانا شرط ہے وہاں اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ آدمی پوری قیمت دے کر کھوٹ دار چیز لے آنے سے خبردار ہو۔ خالص سونا دینے والوں کا کہیں پر پایا جانا اس بات سے براہ راست تعلق رکھتا ہے کہ وہاں پر خالص سونے کی طلب کتنی ہے اور اس کے لینے پر قدرت اور اس کو پانے کا ذوق رکھنے والے کس تعداد میں وہاں پائے جاتے ہیں۔

جس چیز کی معاشرے میں طلب کم ہوگی وہ بازار میں اتنی ہی نایاب ہونے لگے گی۔ جس چیز کے طلبگار اس کی پرکھ کرنے سے قاصر ہوں اس کی فراہمی میں معیار کا نقص اتنا ہی نمایاں ہوگا۔ اسلامی شریعت کا معاشرے میں آنا اور اسلامی معیشت یا اسلامی سیاست کا سکۂ رائج الوقت بنا دیا جانا بھی اس بات سے براہ راست تعلق رکھتا ہے کہ لوگوں میں اس کی طلب اور ذوق کس معیار کا ہے۔ جیسے جیسے طلب بڑھے گی ویسے ویسے رسد بڑھے گی اور جیسے جیسے اس طلب کا ذوق بہتر اور شعور پختہ ہوگا ویسے ویسے ہی رسد کے معیار میں عمدگی آئے گی۔

البتہ کوئی اگر یہ چاہے کہ تھوک کے حساب سے مال پہلے تیار کر دیا جائے گودام اوپر تک بھر دیے جائیں اور گاہک ڈھونڈنے پھر نکلا جائے بلکہ گاہک پیدا کرنے کی ضرورت ہی اس کے بعد جا کر منکشف ہو تو شریعت اور اسلامی نظام کے حوالے سے یہ ایک ناروا مطالبہ ہوگا۔ بلکہ کسی بھی حوالے سے یہ ایک بے جا مطالبہ ہوگا۔ خصوصاً ہمارے وہ دانشور جو اشیاء کے ’سماجی تقاضوں‘ کو جاننے پر ہمیشہ اصرار کرتے ہیں ان کو تو ایک ایسا غیر طبعی مطالبہ اور ایسا غیر سنجیدہ تقاضا کرنے کا ہرگز روادار نہ ہونا چاہیے۔

اسلامی شریعت کے اصول تو ہر وقت دستیاب ہیں اور یہ کبھی نہیں بدلتے خواہ وہ سیاست سے متعلق ہوں خواہ معیشت سے اور خواہ دیوانی وفوجداری عدالتی امور سے۔ یہ اصول شریعت کے مصادر میں پوری طرح محفوظ ہیں مگر جہاں تک ’اسلامی نظام‘ کا تعلق ہے تو وہ ایک معاشرے کے حالات اور ضروریات کو سامنے رکھ کر ہی مرتب کیا جاتا ہے۔ اسلام کا نظام بنیادی طور پر سلا سلایا (Ready made) کپڑا نہیں جسے شوکیسوں میں سجا کر رکھ دیا جائے اور پھر

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

برسوں خریدار کی راہ دیکھی جائے! یہ ایک ایسا لباس ہے جو 'ماپ لے کر' سیا جاتا ہے اور 'طلب' کئے جانے پر تیار ہوتا ہے۔ ابھی اس کے پاس افراد ہی اپنا ماپ دینے آتے ہیں اور یہ ان کی ضرورت پوری کر رہا ہے۔ جس دن اس کے پاس معاشرہ اپنا ماپ دینے آئے گا اس دن یہ معاشرے کو زیب تن کرنے کیلئے بھی ایک بہترین پوشاک فراہم کر دے گا۔ اس سے پہلے البتہ 'معاشرے' کے لئے ایک 'نظام' کی صورت کچھ تیار کر رکھنا ممکن نہیں۔ وقفے وقفے سے یوں تو ایک فرد کا 'ماپ' بھی بدلتا رہتا ہے مگر معاشروں کے احوال تو بہت ہی تیزی سے بدلتے ہیں۔ زندگی ہرگز جامد نہیں۔ ورنہ ایک ہی تیار شدہ ڈیزائن شریعت ابتدا میں ایک بار جاری کر دیتی اور ہر دور کا انسانی معاشرہ، اپنے حجم اور اپنے حالات سے قطع نظر، اسی کو اپنانے کا مکلّف کر دیا جاتا۔ مگر شریعت نے یہ کام نہیں کیا۔ ہم بھی یہ کام نہیں کریں گے۔ یہ تو ایک ہمہ وقت بدلتی معاشرتی صورتحال کو مسلسل شرعی راہنمائی دینا ہے۔ آپ جو چیز معاشرے کیلئے ابھی تیار کر دیں گے وہ اگر پڑی رہے گی تو سال چھ ماہ بعد بے کار ہونا شروع ہو جائے گی۔ تب آپ کو ایک نئی چیز بنانا پڑے گی۔ پھر اس کا یہی حشر ہو گا۔ ہر بار اس پر نئی لاگت آئے گی۔ جس چیز کی مسلسل کھپت نہیں اس کی بڑے پیمانے پر تیاری فضول کام ہے اور شریعت ہم کو عبث سے منع کرتی ہے۔

بنابریں...... آج کے موحد داعی طبقے جو معاشرے میں رائج سیاسی یا معاشی نظام کو اسلام سے صریح طور پر متصادم پا کر، اسے مسترد کر دینے کی دعوت دے رہے ہیں، بعض مقتدر حلقوں کی جانب سے ان کو یہ چیلنج دیا جانا کہ وہ ان رائج نظاموں کو باطل کہنے سے پہلے اس کا وہ متبادل حاضر کریں جس میں موجودہ دور اور معاشرے کو سامنے رکھ کر اسلامی نظام کی ایک ایک تفصیل اور ایک ایک جزئیات پوری وضاحت کے ساتھ اور شق وار درج ہو...... اور یہ کہ اگر یہ دینی طبقے ان کے اس چیلنج پر پورا نہیں اترتے تو پھر وہ اس باطل کو باطل بھی نہ کہیں...... اور پھر یہ چیلنج دینے میں ہمارے بعض دانشور اور بعض سماجی ماہرین بھی حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں...... دین کے داعیوں کو آج یہ چیلنج دیا جانا ایک نہایت غیر طبعی، غیر فطری اور غیر حقیقت پسندانہ طرز عمل ہوگا اور قطعی طور پر ایک غیر عمرانی تقاضا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

پھر اسی طرح سے یہاں کی سیاسی یا سماجی قیادتوں کا داعیانِ توحید سے یہ سوال کرنا کہ اسلامی سیاست یا اسلامی معیشت یا اسلامی قانون کے ماہرین کی وہ فوج ظفر موج کہاں ہے جو اسلامی نظام کی بابت ان کی ایک ایک الجھن اور ایک ایک مسئلے کا فوری اور تشفی بخش حل پیش کرتی جائے اور اسلامی نظام پر عملدرآمد کیلئے افرادی ضرورت بھی پوری کرے ایک بے محل اور بے جا سوال ہے۔

آپ کے بینکوں میں سود، کچہریوں میں انگریزی قانون اور ایوانوں میں جمہوری شریعت کا جب تک بازار گرم ہے تب تک اسلامی معیشت یا اسلامی سیاست یا اسلامی قانون کے ماہرین کا آپ کے ہاں مصرف ہی کیا ہے؟ 'ماہرین' کسی فرمائشی آرڈر پر تیار ہو جانے یا گوداموں میں سنبھال کر رکھی جانے والی چیز نہیں کہ بوقتِ فرمائش نکال حاضر کی جائے اور 'فرمائش' کا لمحہ گزرتے ہی واپس گودام میں چن دی جائے! یہ ایک طبعی اور عمرانی عمل ہے۔ اسلامی نظام کی، معاشرے کو سامنے رکھ کر، جزئیات وتفصیلات کی تیاری ہو یا اسلامی نظام کے ماہرین کا معاشرے کو مطلوب تعداد میں پایا جانا، ان دونوں باتوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ معاشرہ ایک بصیرت کے ساتھ <u>پہلے اپنی ضرورت کا تعین کرے</u> اور اسکے تقاضے پورے کرنے کے معاملہ میں <u>اپنی استعداد ظاہر کرے</u>۔ معاشرے کی قیادت کی اسلامی نظام کیلئے چاہت اور طلب جب ہر شبہے سے بالاتر ہو جائے گی، معاشرے کو چلانے والوں کو جب شدید طور پر یہ پریشانی لاحق ہو جائے گی کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کا بار قیامت کے روز ان کی نحیف جانیں کیسے اٹھا پائیں گی اور یوں ان میں اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے اور کرانے کیلئے حرص جب ایک خاص مطلوبہ حد کو پہنچ جائے گی، معاشرے پر اثر انداز ہونے والوں کا باطل سے بری و بیزار ہونا جب معاشرے کی ایک نمایاں اور ملحوظ حقیقت بن جائے گا ...... جب وہ اپنی قوم کے مسائل کو ہر حال میں اور ہر قیمت پر خدا کی اتاری ہوئی شریعت پر پیش کر دینے پر ہی مصر نظر آئیں گے، چاہے خدا کے ڈر سے اور چاہے 'قوم' کے ڈر سے...... تب اسلامی سیاست، اسلامی معیشت اور اسلامی قانون کے ماہرین اور اسلامی نظام کی تفصیلات و جزئیات کے سامنے آنے میں ہرگز کوئی وقت نہ لگے گا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اصل پریشانی کی بات اس وقت یہ نہیں کہ یہاں موجودہ دور کے سیاسی، سماجی، قانونی اور معاشی مسائل کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سے استنباط کیونکر ہو اور انکا زمانہ کے مناسبِ حال استنباط کرنے کی اہلیت رکھنے والوں اور حتی کہ ان کو عملاً چلانے والوں کی تعداد معاشرے میں کیونکر پوری کی جائے۔ یہ پریشانی تو جب بھی پیدا ہو چند سال میں دور ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس کو تو پریشانی کہنا ہی نہیں چاہیے۔ اور ابھی تو اس کی گنجائش ہی کہاں۔ ابھی تو یہ پریشانی نہیں عذر لنگ ہے۔ ابھی تو ہمیں جس بات کی پریشانی ہونی چاہیے وہ یہ کہ **وہ معاشرہ کہاں ہے اور معاشرے کی وہ قیادت کہاں ہے جو ایک خوئے بندگانہ رکھتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سے اپنا فرض دریافت کرنے اور اپنے مسائل کا حل پوچھنے آئے**۔ ابھی تو ہمیں وہ سردارانِ قوم چاہئیں جو ''یَسْئَلُوْنَکَ'' کا مصداق ہوں، یعنی جو نبیؐ کے پاس خدا کی حدوں اور خدا کی ہدایات کی بابت سوال کرنے آئیں۔ ابھی تو ہمیں جو پریشانی ہونی چاہیے وہ یہ کہ اسلامی نظام کے ماہرین اگر کہیں معجزانہ طور پر اتنی بڑی تعداد میں یہاں پائے جانے لگیں جو معاشرے کی سب پیشہ ورانہ، فنی اور انتظامی ضرورت پوری کرنے پر قدرت رکھتی ہو تو اسلامی نظام کے اتنے ماہرین و منتظمین، جن کی تعداد ہزاروں یا شاید لاکھوں تک پہنچنی چاہیے، ابھی فی الحال کریں گے کیا؟ برسوں اور عشروں تک کیا ہمارے پاس ان کا کوئی مصرف ہے؟

ابھی تو ہمیں جو فکر لاحق ہونی چاہیے وہ یہ کہ 'زمانہ کے مناسب حال' اسلام کے سیاسی اور معاشی اور عدالتی نظام کا کوئی مفصل عملی خاکہ بڑی عرق ریزی کے بعد اگر مرتب کر بھی دیا جاتا ہے اور اسلامی قوانین کی، موجودہ عدالتی احوال کو سامنے رکھ کر، کسی انسائیکلوپیڈیا کی طرز پر ایک باقاعدہ تدوین اگر عمل میں آ بھی جاتی ہے تو وہ کتابوں میں پڑی کیا کرے گی؟ کیا اسلامی نظام لائبریریوں کیلئے مدون کیا جاتا ہے؟؟؟

حقیقت تو یہ ہے کہ بے دینوں کی جانب سے دین کے داعیوں کو یہ چیلنج دیا جانا ایک مضحکہ خیز امر ہے۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا، ابھی تو ہمیں معاشرے کو 'اسلامی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

نظام' کا ضرورت مند بنانا ہے۔ معاشرے کو شریعت سے اپنے لئے راہنمائی طلب کرنے پر تیار کرنا ہے۔ ''اسلامی نظام'' جس چیز کا نام ہے وہ معاشرے کو شریعت کے بنیادی اصولوں کی بنیاد پر ایک مفصل اور مسلسل راہنمائی دینا ہے۔ یہ مفصل راہنمائی شریعت معاشرے پر مسلط نہیں کردے گی۔ شریعت سے یہ راہنمائی معاشرہ اپنی قیادت کی وساطت سے طلب کرے گا۔ یہ ایک طلب صادق ہونی چاہیے۔ شریعت سے راہنمائی پانے کی یہ طلب پورے شعور اور سمجھداری کے ساتھ عمل میں آنی چاہیے۔ اس کے سب عملی تقاضے اس کو طلب کرنے والوں کی نظر میں ہونے چاہئیں اور اس کی قیمت ادا کرنے پر آخری حد تک آمادگی پائی جانی چاہیے۔ یہ چیز شریعت سے طلب کئے بغیر فراہم نہ ہو پائے گی۔ وہ چیز جو طلب کئے بغیر دستیاب ہونی چاہیے اس کا نام ''اسلام کا نظام'' نہیں ''اسلام کی دعوت'' ہے۔ یہ بغیر مانگے بھی دی جاتی ہے۔ کسی کو لاکھ ناگوار گزرے، یہ پھر بھی دی جائے گی۔ خود ''اسلامی نظام'' کی طلب پیدا ہونا جس چیز کا مرہون منت ہے وہ ''حقیقتِ اسلام'' کی دعوت پر مبنی ایک مسلسل اور ان تھک عمل ہے، اور جو اس دعوت کو قبول کرلیں ان سے جلوس نکلوانے اور ہڑتالیں کروانے اور ووٹ دلوانے کی بجائے ''حقیقتِ اسلام'' کی بنیاد پر ان کی تربیت ہے اور ان میں معاشرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کا پیدا کیا جانا۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

تو اِس وقت کیا کیا جائے ؟

چنانچہ اس وقت توحید کی دعوت ہی ناگزیر ہے۔ کچھ دیر تک یہی کام ہونا ہے۔ توحید کو نفوس میں گہرا اتارنا بیک وقت دونوں کام کر دیتا ہے اور باحسن انداز انجام دیتا ہے۔ یعنی دین کی طلب اور دین کا شعور دونوں کا پیدا ہونا اس کے ذریعے سے ممکن ہوتا ہے۔ اس کی بدولت لوگوں کو خدائے واحد کی شریعت سے اپنے لئے ہدایت اور راہنمائی طلب کرنے کی فکر لاحق ہوتی ہے، جو کہ ایک مبارک فکر ہے۔ پھر توحید لوگوں کو وہ شعور بھی دیتی ہے جو خدا کی شریعت سے ہدایت پانے کیلئے اور راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے اور اس راہ میں مطلوب قیادت کا تعین کرنے کیلئے درکار ہوتا ہے، جو کہ ایک مبارک شعور ہے۔ شرط یہ ہے کہ توحید اپنی اس حقیقت کے ساتھ نفوس میں گہری اتاری جائے جسے انبیاء لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور جو کہ 'لا' یعنی باطل کی نفی سے شروع ہوتی ہے اور بندگی کی حقیقت سے آشنا کراتے ہوئے معبود واحد ہی کا خوف پیدا کرتی ہے اور تنہا اسی کی چاہت۔ یہی وجہ ہے کہ طاغوتوں کو یہ دنیا میں کبھی ایک آنکھ نہیں بھائی۔

چنانچہ باطل کو باطل کہنا اور باطل سے لوگوں کو بیزار کرنا دعوت کا باقاعدہ حصہ ہے۔ یہاں کا رائج سیاسی نظام ہو یا معاشی یا عدالتی...... یا پھر یہاں کی رائج تہذیبی اقدار ہوں...... ان کا بطلان کرنا، ان کو مسترد کرنا، ان کو حرفِ غلط کہنا توحید ہے۔ جو قیادتیں اور جو ریاستیں امتِ اسلام کو باطل کی ان راہوں پر چلائے لئے جا رہی ہیں ان سے امت کو بری و بےزار کرنا اور امت کو ان سے خلاصی پانے کی جانب متوجہ کرنا اور ان کے پیچھے چلتے جانے کے انجام سے خبردار کرنا دعوتِ توحید کا بنیادی تقاضا ہے۔ توحید کی دعوت آپ سے آپ پھر قرآنی آیات سے اور قرآنی آیات میں ہونے والے آخرت کے تذکروں، جہنم کی وعیدوں اور جنت و مغفرت کی خوشخبریوں اور خدا کے ہاں سرخرو ہونے کی یاددہانیوں کے ساتھ جڑ جاتی ہے۔ یوں توحید کی دعوت اگر جامعیت اور درست انداز کے ساتھ اور ان تھک ہو کر دی جائے تو یہ ایک زبردست مخفی توانائی ہے جو معاشروں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

کے رخ اور تہذیبوں کے دھارے بدل دیتی ہے۔ معاشروں اور بستیوں ایسی خودسر اور زورآور مخلوقات کو جہت بدل لینے پر تیار کرنا اگر ممکن ہے تو وہ قرآن اور دعوت توحید کی بدولت ہی ممکن ہے۔ اس کے سوا معاشروں کے دھارے بدل کر رکھ دینے کا کوئی نسخہ نہیں۔

چنانچہ اس وقت ہر عالم اور عامی کو معاشرے میں کھل کھلا کر یہ کہنا ہے کہ یہاں رائج نظام باطل ہے اور خدا کے غضب کو دعوت ہے۔ ایسا کہنے کیلئے ہرگز ضروری نہیں کہ 'متبادل' پہلے آدمی کے پاس ہو۔ باطل نظام کو مسترد کرنے کیلئے ہرگز شرط نہیں کہ اسلامی نظام کی تمام تر تفصیلات اور جزئیات پہلے بتائی جائیں یعنی جو کوئی اسلام کے سیاسی یا معاشی یا عدالتی نظام کی جزئیات و تفصیلات پر سیر حاصل بحث نہ کرسکتا ہو وہ اس باطل کو مسترد کرنے اور اس کا بطلان بیان کرنے کا سرے سے مجاز نہ ہو! شرک اور باطل کو جہنم کی وعید ہر کوئی سنا سکتا ہے۔ شرک اور باطل کو خیر باد کہنے کیلئے آواز اٹھانا ہر کسی کا حق ہے بلکہ فرض ہے۔ یہ دعوت کا حصہ ہے۔ اور بنیادی طور پر یہ دعوت کا مرحلہ ہے۔ جیسا کہ دورِ حاضر کے ایک عظیم مفکرِ اسلام سید قطبؒ نے اس نقطے کو نہایت واضح کیا ہے: دعوت کے مرحلے میں ''اسلامی نظام کی تفصیلات'' شائع کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ سب 'دعوت کے مابعد مراحل' کی کارروائیاں ہیں جب، اس دعوت کے نتیجے میں، معاشرے پر اثر انداز ہو سکنے والا ایک قابل ذکر طبقہ خدا سے ڈر جانے پر تیار ہو جاتا ہے، یا جب خدا سے ڈرنے والا ایک قابل ذکر طبقہ معاشرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت پا لیتا ہے۔ دعوت کے مرحلہ میں اسلامی قانون کی دفعات بیان نہیں کی جائیں گی۔ اسلامی معیشت یا اسلامی سیاست پر پیچیدہ قسم کی بحثیں نہیں چھیڑی جائیں گی۔ پوچھنے والوں کو اسلامی سیاست یا اسلامی معیشت یا اسلامی قانون کے بنیادی اصول ضرور بتائے جاسکتے ہیں جن کے بیان سے اسلام کا وقت کے ان باطل نظاموں سے ''امتیاز'' واضح ہو سکے اور جس سے لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ ان باطل نظاموں کو اسلام کی رو سے ہم کیوں مسترد کرتے ہیں۔

ان باطل نظاموں کے ساتھ ہمارا کوئی 'اجتہادی' اور 'فقہی' اختلاف تھوڑی ہے! ایسا ہوتا تو ضرور ہم پر لازم ہوتا کہ ایک ایک معاملے پر ہم اس کے ساتھ سیر حاصل فقہی بحث کریں اور ایک

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

ایک جزئیات کی پوری پوری تفصیل دیں! 'دِیَّ'ت کے موضوع پر مفصل مضمون لکھا کریں! 'عورت کی گواہی' پر فقہی نکتے اٹھائیں، تاکہ 'قول راجح' اختیار کرنے میں 'سننے پڑھنے والوں' کو آسانی ہو!! حضرات! یہ تو اصولی اختلاف ہے۔ اس نظام نے تو ابھی یہ طے ہی نہیں کیا کہ اس کو خدا کی غیر مشروط اطاعت کرنی ہے اور اِس حقیقت کو کہ شریعت خدا کے ہاں سے نازل ہوچکی اور محمد ﷺ کی زبان سے بیان ہوچکی، اس بات کیلئے کافی جانتا ہے کہ نمائندگان خلق کے ہاتھوں 'پاس' ہوئے بغیر ہی یہ شریعت قانون کہلائے اور ہر قانون اور ہر آئین سے بالاتر جانی جائے۔ یہ تو اصولی اختلاف ہے۔ یہ تو عقیدہ کا تنازعہ ہے۔ اصولی اختلاف میں صرف اصولی باتیں بیان کردی جانا کافی ہے: یہ نظام باطل ہے؛ انسانوں کو انسانوں کیلئے حکم اور قانون اور نظام صادر کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ باطل کے ساتھ فقہی بحثوں کا کیا مصرف؟ باطل کو تو بس مسترد ہونا ہے۔

یہ نظام اسلام کے ساتھ کس کس بنیاد پر ___ اصولاً ___ متصادم ہے وہ سب بنیادیں واضح کردی جانی چاہئیں۔ اسلام کے وہ کونسے اُصول اور اُسس ہیں جو اس نظام میں ملیامیٹ ہوتی ہیں اور جن کا اسلام کے نظام میں، خواہ وہ جب بھی آئے، پایا جانا ضروری ہے......اسلام کے یہ سب اصول اور اسس واضح کردیے جانا حرج کی بات نہیں۔ مگر یہ کہ 'اسلامی نظام' کی پوری تفصیل کیا ہے اور اس کو نافذ کرنے کی فوری اور فی الوقت کیا عملی صورت ہوگی......اس کا جواب دینے کیلئے پہلے سوال یہ ہوگا کہ اسلامی نظام کو فی الوقت نافذ کرنے کون جارہا ہے؟ اگر وہ کوئی فرد ہے تو اس کو اس کے کرنے کا کام بتایا جاسکتا ہے اگر وہ کوئی حکومت ہے تو اس کو اس کے فرائض کی نشاندہی کرکے دی جاسکتی ہے۔ کسی کو بھی اس کی استطاعت سے بڑھ کر مکلّف نہیں کیا جائے گا۔ ہر کسی کو اس کی طاقت اور اس کے دائرۂ عمل کی حدود کے اندر اس کے فرائض کا تعین کرکے دیا جاسکتا ہے۔ جو اپنا فرض پوچھنے آئے گا شریعت کی رو سے اس کو اس کا فرض بتا دیا جائے گا۔ اور جسے شریعت سے اپنا فرض پوچھنے کی طلب نہ ہوگی اسے اسلامی نظام کی تفصیلات بتانے پر وقت صرف نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے اسلام کو ___ بطور طرزِ حیات ___ اپنا لینے کی دعوت دی جائے گی۔ اسے اس بات کی دعوت دی جائے گی کہ وہ شریعت سے اپنا فرض پوچھے اور اپنے آپ کو خدا کا دیندار

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

جانے۔مختصراً، اسے خدا کی طرف بلایا جائے گا۔الوہیت اورعبادت کے بنیادی حقائق بتائے جائیں گے۔جہنم کی آگ سے ڈرایا جائے گا۔خدا کی نعمت پانے کی ترغیب دی جائے گی۔قبر میں اترنے اور خدا کے سامنے کھڑا ہونے کا لمحہ یاد کرایا جائے گا۔یہ یاددہانی اس کو کرائی ہی جاتی رہے گی۔سوبار، ہزار بار، لاکھ بار......یاددہانی کی کوئی حد نہیں۔اس کو یاددہانی کروانے کیلئے زیادہ سے زیادہ اشخاص کو تیار کیا جائے گا۔ایک، یا سو، یا ہزار، یا لاکھ......ان کی بھی کوئی حد نہیں۔

پھر اگر کوئی صرف اپنا ہی نہیں ___ اپنی سماجی حیثیت کی بنا پر ___ اوروں کی معصیت و نافرمانی کا بھی بوجھ اٹھانے پر تیار ہے......کوئی اگر باطل پہ خود چلنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے کسی چھوٹے یا بڑے طبقہ کو بھی لے کر چلتا ہے......یعنی جو لوگ قبیلے یا قوم پر اپنے اثر ورسوخ یا اپنے اقتدار کے بل بوتے پر خدا کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں......انہیں اس دعوت کا بطور خاص مخاطب کیا جائے گا۔انہیں ہزاروں یا لاکھوں یا کروڑوں انسانوں کا بار اٹھانے کے انجام سے خبردار کیا جائے گا۔ان کو بیک وقت ہزاروں یا لاکھوں یا کروڑوں کا اجر وثواب لینے کی بھی ترغیب دلائی جائے گی۔خدا کی عدالت میں نسلوں کی بابت جواب پرسی کا لمحہ یاد کرایا جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جو نادانی میں ان کی اتباع کرتے ہیں ان کے سامنے قرآن کے وہ مباحث لائے جائیں گے جو کسی قوم کے بااثر طبقوں (الملأ الذین استکبروا) اور ضعیف وپسماندہ طبقوں (الذین استضعفوا) کو ایک دوسرے کا شریک جرم ٹھہراتے ہیں اور خدا کے سامنے ان دونوں کو جواب پرسی کیلئے گویا اسی دنیا میں کھڑا کر دیتے ہیں۔

لوگوں کو قبیلہ وقوم کی ان قیادتوں کی اتباع سے خبردار کیا جائیگا جو ان کو خدا کے غضب کی جانب لئے بڑھ رہی ہوں۔لوگوں پر یہ واضح کیا جائیگا کہ قرآن کا ان سے براہِ راست یہ تقاضا ہے کہ وہ جاہلی قیادتوں سے اپنی برأت و بیزاری کو ___ جس حد تک ممکن ہو اور جس حد تک حالات اجازت دیں ___ واضح اور واشگاف کریں اور اس کو ایمان کا براہ راست تقاضا جانیں۔یوں حاکم کیا محکوم ہر شخص 'ایمان' کا مخاطب ہوگا۔پھر یہ 'حکومت' اور 'اپوزیشن' نہیں 'ایمان' اور 'کفر' کا مسئلہ بن جائے گا۔قرآن سے لے کر اذان اور نماز تک، حتی کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِللّٰهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

مُحَمَّداً رَّسُولُ اللّٰہ کا لفظ بولنے تک...... ہر چیز اسی بات کا پیغام بن جائے گی۔ دین کی ہر چیز کو اسی بات کا پیغام بنایا جائے گا۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ ان دو دھڑوں کے درمیان حد فاصل کا آپ سے آپ عنوان ہوگا۔ ایک طرف خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی اختیار کر لینے اور اس کی شریعت سے اپنا فرض پوچھنے والے اور دوسری طرف اپنے آپ کو اس بات سے بے نیاز رکھنے والے کہ وہ شریعت سے اپنے اور اپنے زیر اثر لوگوں کیلئے اپنا فرض پوچھیں اور جاہلی طرز زندگی سے تائب ہوں۔ دعوت کا آہنگ بلند ہونے کی نتیجے میں معاشرے کے اندر ہر شخص اپنا محل وقوع اور اپنی وفاداری کا تعین کرے گا۔ خدائے وحدہ لاشریک سے وفاداری آپ سے آپ باطل سے بیزاری کے ساتھ مشروط ہوگی۔

شرک سے اجتناب اور نظام شرک سے برأت ایمان کا اولین تقاضا ہے۔ یہ دراصل ایک نئے معاشرے کے وجود کا اعلان ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ ایک طرز معاشرت کو ختم کر کے ایک نئے طرز معاشرت کو اپنانے کا عنوان ہے۔ یہ ایک جاہلی دھارے سے علیحدگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ کا یہ مفہوم واضح کرنے پر محنت بہت ہوگی مگر یہ آپ سے آپ ایک نئے معاشرے کی تاسیس ہوگی۔ یعنی ایک جاہلی نظام کے تحت چلنے والے ایک بے مقصد اور ناکارہ معاشرے کے اندر ایک با مقصد، مخلص، فعال اور فرض شناس معاشرہ۔ تب یہ دو معاشروں کی مقاومت ہوگی۔ دونوں معاشرے ایک دوسرے کو بدلنے کے درپے ہوں گے۔ دونوں معاشرے اپنے اپنے حجم کے مطابق اپنی ضروریات کا تعین کریں گے۔ دونوں معاشرے اپنے اپنے پھیلاؤ کے بقدر اپنے لوازم پورے کرنے اور اپنی ضروریات بہم پہنچانے کے پابند ہونگے۔ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ گو ان میں سے ایک با اختیار اور دوسرا بڑی حد تک بے اختیار ہوگا مگر دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ دونوں ایک دوسرے کی قیمت پر اپنی توسیع چاہیں گے۔ جس میں جتنی جان ہوگی وہ اتنا ہی دوسرے پر اثر انداز ہوگا۔ فیصلہ قلت و کثرت پر نہیں عزم و ہمت، صبر و حوصلہ اور زیرک پن پر ہوگا۔ تا آنکہ معاشرے کی سطح پر حق کی اتباع کرنے والے، قلیل ہونے کے باوجود، کثیر پر اثر انداز ہونے لگیں بلکہ اس کثیر کو ممکنہ حد تک

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

غیر مؤثر کر کے رکھ دیں اور معاشرتی رجحانات پر رفتہ رفتہ حاوی ہونے لگیں۔ پھر جب معاشرتی رجحانات اسلام سے ہم آہنگ ہونے لگیں گے تب اسلام معاشرے کی ضرورت بنے گا۔ جب کوئی چیز معاشرے کی ضرورت بن جائے تو پھر اس کی فراہمی نہیں روکی جا سکتی۔ کبھی روٹی اور آٹے کا کال پڑے تو اس کا اثر ہر طرف دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلام جب معاشرے کی ضرورت بن جائے گا اس دن اگر لوگوں کو اسلام کا نظام نہیں ملے گا تو اس کا اثر بھی ہر طرف دیکھا جانے لگے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلام کو معاشرے کی ضرورت بنانے پر کچھ کام کیا ہی نہیں گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ معاشرے کو جاہلیت سے برگشتہ کرنے اور جاہلی قیادتوں سے بری و بیزار کرنے اور اس بات کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ایک واضح ترین تقاضا بنا کر پیش کرنے پر محنت نہیں ہوئی۔

ہم سے اب تک جو غلطی ہوتی آئی وہ یہ کہ ہم نے 'نظام بدلنے' کو تو اپنے لئے چیلنج سمجھا اور اس کو بطور ایک مشن بھی اپنایا مگر 'معاشرہ بدلنے' پر ہرگز کوئی توجہ نہ دی۔ بقول سید قطبؒ: ''......'اسلامی نظام' دراصل تو 'اسلامی معاشرے' کا پیدا کردہ ہوتا ہے نہ کہ 'اسلامی معاشرہ' 'اسلامی نظام' کا پیدا کردہ۔ ہم نے 'اسلامی نظام' کے ذریعے 'اسلامی معاشرے' کو وجود دینا چاہا۔ جبکہ کام کی ترتیب بالکل اس کے برعکس تھی۔ یہ کام کی ترتیب ہمیں بہرحال بدلنا ہوگی۔

چنانچہ آج اس وقت __ بطور ایک داعی توحید __ جب ہم یہاں پر قائم سیاسی یا معاشی یا ثقافتی یا سماجی نظام کو مسترد کرتے ہیں جو کہ اسلام سے ماخوذ نہیں بلکہ یہ دو سو سال تک یورپ میں اٹھنے والی آندھیوں ہی کی گرد ہے......آج جب ہم اس نظام کو مسترد کرتے ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں کہ ابھی اسی وقت ہم اس کی جگہ 'اسلامی نظام' لانے جا رہے ہیں یا کسی جاہلی قیادت کو 'اسلامی نظام لانے' کی عرضداشت پیش کرنے جا رہے ہیں۔ اس رائج الوقت نظام کو غلط اور باطل اور مسترد ہونے کے قابل کہنا دراصل 'دعوت' کا حصہ ہے۔ یہ توحید کا ایک اہم مضمون ہے۔ یہ لَا اِلٰـــهَ کے تحت درج ہونے والی چیز ہے۔ باطل کی نفی حق کے اثبات پر مقدم ہے۔ جیسے ہم نے پہلے کہا 'اسلامی نظام' تو صرف معاشرے کی طلب پر فراہم کیا جائے گا مگر باطل کو مسترد کر دینے کی بات ابھی کی جائے گی ورنہ معاشرے میں حق کی طلب بھی نہ ہوگی۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اپنی مفصل حالت میں اسلامی نظام...... یا اپنی مطلوبہ تعداد میں اسلامی نظام کے ماہرین و متخصصین و منتظمین......تو صرف اس وقت پائے جائیں گے جب معاشرہ اور معاشرے کے رجحان ساز، اسلامی ماہرین کے وجود میں آنے کیلئے، بے چین ہوں گے اور جب اسلامی نظام کو چلانے والوں کی معاشرے میں 'مانگ' پیدا ہوگی۔ البتہ یہ 'مانگ' پیدا ہونا کلیتاً اس بات پر منحصر ہے کہ یہاں کفر بالطاغوت وایمان باللہ کی دعوت دی جائے اور معاشرے کی ہیئت ترکیبی بدلنے پر جان کھپا دی جائے۔ مگر یہ ایک خاص انداز کی دعوت ہونی چاہیے۔ اس میں باطل کو باطل کہنے پر شدید زور دیا گیا ہو اور باطل کو مسترد کر دینا اس کے سرفہرست مضامین میں سے ایک مضمون ہو۔ ایسا کرنا دراصل حق کیلئے طلب پیدا کرنا ہے۔ حق کی وہ طلب جس پر 'اسلامی نظام' کی فراہمی کا تمام تر دارومدار ہے۔ ایک چیز کا باطل ہونا جب تک معاشرے سے بہت ہی واضح انداز میں نہ منوا لیا جائے ___ خاص طور پر جبکہ وہ باطل محض کوئی فرضی چیز نہ ہو بلکہ معاشرے میں عملاً رائج اور قانوناً جاری وساری ہو ___ ایک موجود اور متسلط باطل کو باطل کہنے پر جب تک معاشرے کے ایک بڑے طبقے کو یک آواز اور یکسو نہ کرلیا جائے اور معاشرے کا ایک مخلص، مؤثر اور فعال طبقہ جب تک اس باطل کے خاتمہ پر آخری حد تک مصر نہ ہو، تب تک اس باطل نظام کے متبادل کی مانگ پیدا ہی کیوں ہونے لگی؟ جبکہ 'متبادل' کی مانگ کا معاشرے میں صرف پیدا ہونا نہیں بلکہ ایک خاص درجے تک شدت اختیار کر جانا ضروری ہے۔ اس کے بغیر 'متبادل' کبھی وجود میں نہیں آئے گا چاہے جتنی مرضی قانونی تجاویز اور آئینی ڈرافٹ تیار کر لئے جائیں۔

چنانچہ اس وقت لوگوں کو اس باطل سے برگشتہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور فرمانبرداری میں آجانے پر ہی ایک اصولی انداز میں تیار کیا جانا ہے، بغیر یہ بتانے کا پابند ہوئے کہ اس کا متبادل نظام ہم نے کیا تیار کیا ہے۔

چنانچہ آج جب معاشرے کا ایک عام مسلمان بآوازِ بلند اس نظام کو ___ جو ہمیں مغرب سے ملا ہے ___ باطل کہتا ہے تو اس کا یہ کہنا عین اس کام کا ایک حصہ ہوگا جو کہ اس سے فی الوقت مطلوب ہے۔ اس آواز کو بلند سے بلند تر کیا جانا ہے یہاں تک کہ معاشرے میں بس سنائی ہی یہ

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

دے کہ غیر اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا یہ نظام ملیامیٹ ہو جانے کے قابل ہے۔ ہر استعداد کے شخص کو معاشرے میں یہ بات کرنی ہے اور توحید کا ایک تقاضا جان کر کرنی ہے۔ باطل کو مسترد کرنا ...... یہ عقیدہ کا حصہ ہے۔ عقیدہ کا بیان ہر شخص پر حسب استطاعت لازم ہے۔ عقیدہ کی دعوت ہر شخص پر حسب استطاعت فرض ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کے نظام کو اللہ کی مخلوق پر حاکم رہنے کا کوئی حق نہیں اور یہ کہ بندگی واطاعت انسانی زندگی کے ہر پہلو میں ایک خدائے وحدہ لاشریک کی ہوگی اور صرف اسی شریعت کے مطابق ہوگی جو اس نے خاتم المرسلین محمد ﷺ پر نازل کی ہے اور جس کو اتار کر اس نے پہلی آسمانی شریعتیں تک منسوخ کر دی ہیں پھر زمینی شریعتوں کو تو حق ہی کیا ہے کہ خاتم المرسلین کی شریعت کو انسانی معاشروں پر حکمرانی سے بے دخل کر رکھیں؟

اس مرحلہ میں، جس میں عقیدہ کا یہ بیان اور توحید کی دعوت ہی ذہنوں میں راسخ کی جانی ہے، کسی باطل نظام کو باطل کہنے پر اسلامی نظام سیاست یا معیشت کی جزئیات وتفصیلات نہیں بتائی جائیں گی۔ صرف اسلامی سیاست یا معیشت کے بنیادی اصول واضح کئے جا سکتے ہیں۔ داعیان توحید اس مرحلہ میں اس بات کے پابند نہ ہونگے کہ اگر وہ اس نظام کو باطل کہتے ہیں تو پہلے اس بات کا ایک متبادل نظام اور قانون مدون کر کے دکھائیں جو معاشرے کو اُس کی اپنی ہی موجودہ حالت پر بحال رکھتے ہوئے شریعت کے مکمل نفاذ کا معجزہ کر کے دکھا سکتا ہو اور جس میں یہ جاہلی قیادتیں کوئی نقص تک نکال دکھانے سے عاجز ہوں! داعیان توحید صاف بتا دیں کہ جو چیز ان سے طلب کی جا رہی ہے اس کے فراہم ہونے کا تمام تر انحصار اس بات پر ہے کہ معاشرے کے رجحان ساز معاشرے میں کن رجحانات کی پرورش کرتے ہیں اور معاشرہ اپنی قیادتوں کی وساطت سے اپنی اس ضرورت کا تعین کس شدت سے کرتا ہے کہ اس کو صرف اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کی شریعت کے تحت ہی بسنا ہے اور یہ کہ اس کی شریعت کے سوا کسی شریعت کا چلن ہو جانا اب اس کی زندگی میں خارج از سوال ہو چکا ہے۔

معاشرے کو اپنی قیادت کی وساطت سے اور معاشرے کی قیادت کو اپنے اور معاشرے کی طرف سے، اللہ اور رسول کی غیر مشروط فرمانبرداری کیلئے، واضح طور پر اپنی استعداد ظاہر کرنی ہے۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

چنانچہ 'متبادل' کا جو سوال توحید کے داعیوں سے کیا جائے گا داعیان توحید اس سوال کو معاشرے اور معاشرے کی قیادت کی طرف لوٹا دیں گے اور اپنی جگہ اس باطل کو باطل کہنے کا کام بدستور جاری رکھیں گے تاوقتیکہ معاشرے کی قیادت خود ہی اپنے اس سوال کا سنجیدہ جواب دینے پر تیار نہ ہو جائے کہ اس باطل نظام کا متبادل کیا ہونا چاہیے اور اس کو وجود میں لانے کے کیا تقاضے ہیں...... یا پھر جب تک معاشرے کا ایک فعال، مخلص، فرض شناس اور سنجیدہ طبقہ اس جاہلی راستے کو جاہلی قیادت سمیت مسترد کر دینے پر یک آواز نہ ہو جائے اور معاشرے کو رجحانات دینے کی خود صلاحیت نہ کر لے۔

یہ بہر حال طے ہے کہ متبادل نظام کیلئے متبادل معاشرہ کی ضرورت ہے۔ اس میں اگر معاشرے کے رجحان سازوں اور معاشرے کے مقتدر حلقوں کا تعاون شامل ہو جاتا ہے تو جو کام عشروں میں ہونا مشکل ہے وہ برسوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

بنا بریں...... رائج نظام کو باطل کہہ کر اور باطل ثابت کر کے اور معاشرے کو اس باطل سے بری و بیزار کر کے اور اس باطل سے بری و بیزار ہونے کو ایمان کا تقاضا بنا کر دراصل ہم اس متبادل معاشرے کے وجود میں آنے اور قوت پکڑنے کی راہ ہموار کر رہے ہیں جو اسلام سے اپنے لئے 'نظام' طلب کرے گا اور اپنی اس طلب میں ایک اعلیٰ ذوق اور ایک پختہ شعور کا بھی مظاہرہ کرے گا...... ایک ایسے شعور کا مظاہرہ جو جاہلیت کو لوگوں کے اسلامی جذبات سے کھیلنے کا موقعہ نہ دے اور جو جاہلی قیادتوں کو، حق قبول نہ کرنے کی صورت میں، برہنہ و بے نقاب ہو جانے اور اپنی اصل گھناؤنی صورت دکھانے پر مجبور کر دے۔

چنانچہ 'اسلامی متبادل' سے بات شروع نہیں ہوگی بلکہ 'اسلامی متبادل' پر بات ختم ہو گی۔ بات کا آغاز جس بات سے ہوگا وہ باطل کا اصولی بطلان ہے اور حق کا اصولی احقاق۔ پھر معاشرے کے ایک موثر طبقے کو، باطل کو مسترد کر کے حق کا محکوم ہونے پر، اصولاً اور عملاً تیار کیا جانا ہے۔ اب یہ طبقہ ____ جو باطل کو مسترد کرنے اور حق کا محکوم ہونے پر اصولاً اور عملاً تیار ہوگا ____ اپنے روزمرہ اجتماعی معاملات میں جیسے جیسے شریعت سے رہنمائی لے گا اسی کو 'اسلامی نظام' یا

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

'اسلامی متبادل' کہا جائے گا۔ جیسے جیسے شریعت سے رہنمائی لینے والا یہ طبقہ بڑھے گا ویسے ویسے 'اسلامی نظام' وسعت اختیار کرے گا۔ پھر اگر کسی دن یہ طبقہ معاشرے کی قیادت سنبھال لیتا ہے یا معاشرے کی قیادت اس طبقے میں شامل ہو جاتی ہے تو اس وقت معاشرے کی سب ضروریات کی بابت جس طرح یہ اسلامی شریعت سے رہنمائی لے گا وہ 'اسلامی نظام' ہوگا۔ غرض معاشرے کا وہ طبقہ جو باطل کو مسترد کر دینے اور حق کا محکوم ہونے پر مجتمع اور یک آواز ہوگا وہ اپنی قلت وکثرت یا ضعف وقوت کے لحاظ سے جس مرحلے میں ہوگا، اسی مرحلے کے مطابق یہ شریعت سے رہنمائی لینے کا پابند ہوگا اور شریعت سے جس مرحلے میں یہ جو رہنمائی لے گا یہی اس کے لئے 'اسلامی نظام' ہوگا۔ رہ گیا معاملہ اس پابندِ شریعت طبقے سے باہر، تو وہ لوگ جو اس طبقے سے اپنے آپ کو باہر رکھے ہوئے ہیں ___ یعنی وہ لوگ جو باطل کو مسترد کر دینے اور صرف حق کا محکوم ہونے پر ابھی اصولاً اور عملاً تیار ہی نہیں، خواہ اس کے کوئی بھی وجوہات ہوں ___ تو ان لوگوں کیلئے اس حاملِ دین طبقے کے پاس 'اسلامی نظام' نہیں اسلام کی دعوت ہوگی۔ 'اسلامی نظام' تو کسی کو دیا ہی تب جائے گا جب وہ باطل کو مسترد کر دینے اور حق کا محکوم ہونے پر پیشگی طور پر آمادہ اور اصولاً اور عملاً تیار ہوگا اور اپنی اس استعداد کا ثبوت دینے اور شریعت سے اپنا فرض دریافت کرنے کیلئے بے چین ہوگا۔

گویا جو شخص ابھی شریعت کی غیر مشروط اطاعت پر تیار ہی نہیں یا وہ شخص جو شریعت پر پیشگی شروط عائد کرتا ہے یا جو شخص حق کو صرف وہاں قبول کرے جہاں حق اس کی مرضی یا مفاد کے موافق ہو یا وہ شخص یا مجموعۂ اشخاص یا طبقہ یا حکومت یا مجلس جو اللہ کی شریعت سے ایک کیش فرمانبرداری کے ساتھ اپنا فرض دریافت کرنے پر ابھی تیار ہی نہیں اور جس کو صرف اور صرف اس بات سے غرض نہیں کہ خدائے دانا وبزرگ وبرتر نے کسی مسئلے میں اپنے رسولؐ پر کیا اتارا ہے...... اس کو البتہ 'اسلامی نظام' نہیں ''اسلام کی دعوت'' کا مخاطب کیا جائے گا۔ اس کا خدا کی شریعت سے اپنا فرض دریافت نہ کرنے کا سبب خواہ اس کی اس بات سے لاعلمی ہو یا اس کی ہٹ دھرمی اور عناد، ہر دو صورت میں اس کے لئے اسلام کی دعوت ہے نہ کہ اسلام کا نظام۔ یہ ضرور ہے کہ دعوت کے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

مخاطبین اپنے رویہ وطرزِ عمل کی لحاظ سے یا علم اور بے علمی کے لحاظ سے یا اپنی سماجی حیثیت یا اپنی ذہنی استعداد کے لحاظ سے مختلف اقسام کے ہو سکتے ہیں اور ان میں ہر قسم کے ساتھ ہی اس کے مناسب حال اور خود داعی کی اپنی استطاعت کے لحاظ سے برتاؤ کیا جائے گا مگر ان میں سے کسی کو بھی ''اسلامی نظام'' کی بابت کوئی فرمائشی اور آزمائشی سوال کرنے کا حق نہیں دیا جائے گا۔ان میں سے جو کوئی بھی اللہ اور رسولؐ کی غیر مشروط اطاعت وفرمانبرداری اختیار کر لینے کیلئے آگے بڑھے گا اس کو شریعت سے اس کا فرض اور اس کے اس وقت کے کرنے کا کام بتا دیا جائے گا۔ رہا یہ کہ وہ 'چودہ کروڑ' انسانوں کی بابت سوال کرے اور ملک میں فی الفور رائج ہونے کیلئے ایک update مرتب مدون نظام پیش کرنے کا 'کھلا چیلنج' دے اور ''موجودالوقت حالات میں خلافت کیسے آئی گی!'' کا مفصل خاکہ طلب فرمائے یا سود کا متبادل لا حاضر کرنے کی فرمائش کرے......اور ایسے سوال اٹھا کر وہ دین کے داعیوں کو خاموش کرانا یا پھر جاہلیت کے اپنے پیدا کردہ سیاسی اور معاشی بحرانوں کی پیچیدہ اور گرہ در گرہ بحثوں میں الجھانا اور یوں ان داعیوں کو ان کے اصل موضوع سے ہٹانا چاہے تو اس کے ایسے کسی سوال کو، جس کا تعلق اس کے اپنے فرض سے نہیں، ہرگز کسی توجہ کے لائق نہ جانا جائے گا۔

'اسلامی نظام' کے حوالے سے ہر شخص کو اس بات کا جواب دیا جائے گا جو اس کے اپنے فرض سے متعلق ہو۔کوئی کسی دوسرے کیلئے کیوں پوچھے جبکہ وہ 'دوسرا' شریعت سے اپنا فرض دریافت کرنے کی ضرورت ہی ابھی محسوس نہ کرتا ہو!؟ 'چودہ کروڑ عوام' کے مسائل کا حل، چودہ کروڑ عوام خود پوچھیں یا پھر وہ پوچھے جو 'چودہ کروڑ عوام'' کا گناہ اٹھا کر خدائے جبار وقہار کے ہاں کھڑا ہونے کے لمحے سے خائف ہے۔ رہا ایک فرد تو وہ اپنے بارے میں پوچھے یا اپنے اس حلقے کے بارے میں جو اس کا دائرۂ اثر شمار ہوتا ہے۔وہ 'چودہ کروڑ عوام' کے فرائض جان کر کیا کرے گا!؟

'اسلامی نظام' کوئی ایسی دلچسپ بحث نہیں جو کسی وقت گزاری کے کام آئے۔اسلامی 'متبادل' کا نومن تیل کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس حجت کے اعتراف میں جاہلیت کو حق بجانب ہونے کی سند دے رکھی جائے۔ یہ کوئی ایسی بنیاد نہیں ہے کہ جس کے سہارے جاہلیت یہاں عالم اسلام

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

میں جتنے برس یا جتنے عشرے یا جتنی صدیاں گزارنا چاہے بخوشی گزارے اور 'متبادل' پاس نہ ہونے کے باعث مسلمان اس کیلئے دیدہ ودل فرش راہ کئے رکھنے کے 'شرعاً' اور 'اخلاقاً' پابند ہوں!

'متبادل' کی نوبت آخر تبھی تو آئے گی جب قوم کا ایک موثر طبقہ 'موجود' سے بیزار ہوگا! آپ ہمیں قوم کے ایک موثر طبقے کو 'موجود' سے بےزار ہی نہیں کرنے دیں گے اور متبادل نہ ہونے کے باعث وہیں پر چپ کرا دیں گے تو متبادل کی نوبت آئے گی ہی کیونکر!؟ جس چیز کے نہ ہونے کو دلیل بنا کر آپ ہمیں خاموش کرا رہے ہیں اس کا پایا جانا تو منحصر ہی اس بات پر ہے کہ معاشرے پر تاثیر رکھنے والے طبقے میں اس کے سچے طلبگار پیدا کئے جائیں کیونکہ وہ طلب صادق کے بغیر فراہم ہو جانے والی چیز ہی نہیں۔ اب جس متبادل کی طلب میں شدت لائی جانا مطلوب ہے وہی متقاضی ہے کہ پہلے آپ 'موجود' سے بےزار ہوں۔ بلکہ جس شدت سے آپ موجود کو مسترد کریں گے اسی شدت سے 'متبادل' کی طلب کریں گے تا آنکہ وہ ایک خاص اور مطلوبہ حد کو پہنچ جائے اور 'تبدیلی' کا عمل تب بالفعل شروع ہو جائے۔ مگر جاہلیت چاہتی ہے کہ معاملے کو الٹی طرف سے لیا جائے۔ اس کی اس چال میں آپ آ گئے تو وہ سچی اور آپ جھوٹے۔ سب قصور پھر دینی طبقوں کا اور حق کے داعیوں کا نکلے گا جو جاہلیت کو متبادل فراہم کرنے کے معاملے میں ہاتھ ہلانے تک کیلئے تیار نہیں اور جاہلیت بیچاری مجبور! متبادل پاس نہیں تو کیا کرے! مظلوم ساٹھ سال سے متبادل کیلئے چیخ رہی ہے کوئی سن کر دے تو بات ہے الٹا الزام بھی اسی پر!

لہٰذا کتنا اچھا ہے، خاص طور پر جب میڈیا گھر کا ہے، کہ 'متبادل' کا شور ہی اتنا اٹھا رکھا جائے کہ کسی اور بات کی جانب توجہ چلی جانے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اچھے اچھے آپ کو متبادل کے موضوع پر لاجواب کر کے رکھ دیں گے!

جاہلیت کی یہ ایک حجت مان لی جائے پھر وہ یہاں خیر خیریت سے ہے۔ اس کے سب منصوبے اور فساد کے سب پروگرام پھر یہاں رواں دواں رہیں گے۔ اور معاشرے کے اخلاقی بگاڑ، بےحیائی، انحلال، لادینیت اور مغرب زدگی کی طرف بڑھائے جانے میں پھر کوئی رکاوٹ نہیں۔ ایک 'مجبوری' جب صحیح دلیل سے ثابت تو جو ہوگئی!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

معاشرہ کو رخ جاہلیت دے، معاشرے کیلئے رجحانات جاہلیت صادر کرے مگر معاشرے کو 'نظام' دینے کا چیلنج اسلام کو ملے! قوم کو چلایا جاہلیت کی سمت میں جا رہا ہو مگر داعیان توحید کو چیلنج یہ دیا جائے کہ وہ قوم کو چلنے کیلئے راستہ اور نظام تجویز کر کے دیں اور ایسے نظام کی نشاندہی کر کے دکھائیں کہ قوم چلتی جاہلیت کے راستے میں رہے اور پہنچے اسلام کی منزل پر! اور اگر ایسا لغو اور بے تکا اور غیر طبعی چیلنج وہ قبول کر کے نہیں دیتے تو غلط پھر وہ جاہلیت کو نہیں اپنے آپ کو کہیں! جاہلی نظام کو باطل تب تک بہر حال نہ کہیں جب تک ایک عدد 'متبادل' وہ اپنی جیب میں نہیں رکھتے!

مطلب یہ ہے کہ یہ باطل یہاں ہے اور رہے گا اور اسلام کی جانب سے اس کو غلط تک نہیں کہا جائے گا اور اس باطل کے خاتمہ کا سوال تک نہیں اُٹھایا جائے گا۔ کیونکہ اس کو غلط کہنے کیلئے جو چیز پاس ہونی چاہیے، اور جس کا نام 'متبادل' ہے، اسلامی نظام کے شائقین وہ اپنے پاس نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس نظام کو مسترد کرنے کی بات تک نہ اٹھائی جائے۔

صاف صاف الفاظ میں ......متبادل لانے کا یہ چیلنج...... 'تیار حالت' میں اسلامی نظام موجود نہ ہونے کا یہ فلسفہ......اور اسلامی نظام کو چلانے کیلئے مطلوبہ حجم کی مشینری نہ پائے جانے کی یہ 'مجبوری'......دراصل سینہ زوری کے سوا اور کیا ہے!

مگر ابلاغ کا اثر دیکھئے کہ اچھے اچھے مسلمان بھی جاہلیت کا یہ 'عذر' تسلیم کرتے ہیں اور الٹا دینی طبقوں کو ہی 'متبادل' نہ لانے کے معاملہ میں موردالزام ٹھہراتے ہیں۔

دینی طبقوں اور اسلامی تحریکوں کی یہ کوتاہی ضرور مانی جا سکتی ہے اور یہ کوئی چھوٹی کوتاہی نہیں کہ معاشرے کو بدلنے کا کوئی خاص قابل ذکر پروگرام ان کے پاس نہیں، جیسا کہ پیچھے ہم نے ذکر کیا، کیونکہ معاشرے کو بدلنے اور باطل سے بیزار کرنے پر کی جانے والی محنت ہی اس بات کا سبب بنے گی کہ معاشرہ شریعت سے رہنمائی لینا اور باطل سے بیزار ہونا اپنی ایک باقاعدہ ضرورت اور اپنا اساسی فرض سمجھے جو کہ اسلام نظام کے معاشرہ میں آنے کی اصل بنیاد بنے گی،......مگر اسلامی تحریکوں پر یہ الزام کہ وہ موجودہ نظام کا متبادل معاشی اور سیاسی اور

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

http://www.eeqaz.com سہ ماہی و مطبوعاتِ ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

عدالتی نظام ایک مرتب اور مدون شکل میں یہاں کی جاہلی قیادت کو پیش نہیں کر سکیں، ایک باطل الزام ہے اور دراصل یہ اس پراپیگنڈے کی تبلیغ میں نادانستہ تعاون ہے جو جاہلیت کو یہاں شدید طور پر درکار ہے۔

☆☆☆☆☆☆

یہاں اب ایک آخری بات کر کے ہم اپنی گفتگو ختم کرتے ہیں......

جس راہ کو بھی آپ اپنے سعی وعمل کیلئے اختیار کریں گے اس سے نا اُمیدی کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ کامیابی کا امکان کسی راہ میں ہو بھی تو نا امیدی اس کو ختم کر کے رکھ دے گی۔ جن لوگوں نے انتخابی سیاست کی راہ سے اسلام لانے کی جدوجہد کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ بھی اپنے لئے نا امیدی کی کوئی گنجائش نہیں پاتے۔ ان کا ایسا کرنا اس راہ میں ان کے اب تک کے سب کئے کرائے پر پانی پھیر کر رکھ دے گا۔ دعوت اور انذار کی راہ اپنانے والوں کا بھی یہی معاملہ ہوگا۔ بے دلی اور نا امیدی کی اِدھر بھی کوئی گنجائش نہ ہوگی ......تا آنکہ معاشرے کا ایک موثر طبقہ اس دعوت کو قبول کر لے......اور یا پھر دعوت کو قبول کرنے والا طبقہ ہی، تربیت کے نتیجے میں، معاشرے کا موثر طبقہ بنا دیا جائے......یا پھر یہ دونوں کام ہو جائیں، اس کے بعد ان کے پاس کرنے کرانے کیلئے بہت کچھ ہوگا۔

اور راہوں کا معاملہ مختلف ہو تو ہو مگر دعوت اور انذار کی راہ میں تو امید اور نا امیدی کا معاملہ 'نتائج' پر سرے سے موقوف نہیں۔ ہمیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے آنکھوں دیکھے منظر اسی دُنیا میں بتا دیئے ہیں کہ خدا کے پاس کوئی نبی چند افراد کی معیت میں چلا آ رہا ہے، کسی نبی کے ساتھ دو ہیں کسی کے ساتھ ایک اور کسی کے ساتھ ایک بھی نہیں۔☆ یہ بتانے کا مقصد یہی تو ہے کہ 'دعوت' وہ میدان ہے اور لوگوں پر توحید کی حقیقت واضح کرنا اور لوگوں سے توحید کی حقیقت منوانا وہ کام ہے جس میں کامیابی کو 'نتائج' سے نہیں ماپا جاتا۔

☆ اس معنی کی حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں روایت ہوئی ہے

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

'دعوت' میں دیکھا یہ جائے گا کہ دعوت کس چیز کی دی گئی۔ اس میں اسلوب کون سا اپنایا گیا اور اس پر محنت کتنی ہوئی۔ اگر یہ وہی چیز ہے جس کی دعوت انبیاء دیتے رہے اور اگر یہ ممکنہ حد تک وہی اسلوب ہے جو دعوت اور انذار میں انبیاء نے اختیار کئے رکھا اور اگر اس کی اہلیت پانے کیلئے اور اس فرض سے عملاً عہدہ برآ ہونے کیلئے مقدور بھر کوشش کر لی گئی تو سمجھئے وہ سب کچھ ہو گیا جو مطلوب تھا۔ اب پیچھے کچھ نہیں رہ گیا، جس کی حسرت کی جائے۔ کوئی فکرمندی کی بات رہ جاتی ہے تو وہ قبولیت کا معاملہ ہے مگر اس کا تعلق اس دُنیا سے نہیں بلکہ خدا کے خوش ہونے سے ہے جو دلوں کے حال سے واقف ہے اور جس کے ہاں ناانصافی ہو جانے کا کوئی سوال نہیں۔

خواتین و حضرات!
یہ کتاب اور اسی طرح کا دیگر لٹریچر تحریری وصوتی شکل میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کیلئے ادارہ ایقاظ کو مالی تعاون درکار ھے
اسلامیانِ برصغیر کی دلچسپی کے فکری، وتحریکی موضوعات پر ایک مؤثر ویب سائٹ کو رو بہ عمل لانے کیلئے بھی ادارہ کو فی الوقت مالی مشکلات کا سامنا ھے۔
ایقاظ کے تحریری مشن میں حصہ ڈالئے:
IDARA EEQAZ A/C# 021 50200 000 1228 Meezan Bank,
Gulshan-e-Ravi Branch, Lahore.

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقت دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

یہ نظام جو اِستعمار ہمیں 'آزادی کی نیلم پری' کے طور پر بخش گیا، البتہ آج تک وہ ہمیں اسی کی زلف کا اسیر دیکھنا چاہتا ہے اور اِس کے معاملہ میں 'حسبِ ضرورت' وہ ہمارے ساتھ 'سختی' پر اُتر آنے تک سے گریز نہیں کرتا.. اِسے قبول کرلینا ہمارے حق میں دین کا خسارہ تھا اور دنیا کا اجاڑا!

اس استحصالی نظام کو ہمیں کوئی خاص نام دینے پر اصرار نہیں۔ عرفِ عام میں اِس کا نام جمہوریت ہے اس لئے ہم 'جمہوریت' کے نام سے اسکا بطلان کرتے ہیں۔ آپ اسکا نام کچھ اور رکھ دیں ہم اُس نام سے اِسکو مسترد کرنے لگیں گے۔

'آمریت' کی بھی بعض اشکال میں 'آزادیاں' پائی جاسکتی ہیں اور 'جمہوریت' کی بھی بعض اشکال میں عوام کے حقوق 'مارے' جا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس جمہوریت کو ہم نے رد کردیا تو 'آمریت' آجائے گی؛ یہ ڈراوے ہمیں نہ دیے جائیں؛ 'آمریت' ویسے کب نہیں تھی!؟ یہاں تو فی الحال یہ ایک ہی سکے کے دورخ ہیں اور ہم اِن ہردو کو مسترد کرتے ہیں۔ ایسے 'خدشات' لوگوں کو کیا بس اسی وقت لاحق ہوتے ہیں جب جمہوریت کو شرعِ خداوندی کی میزان میں تولنے کی بات کی جائے، ویسے اِس 'جمہوریت' کے ساتھ ہر کوئی جو چاہے کرتا پھرے!!!!؟

'آمریت' کا راستہ ہموار کرنے کی ضرورت یا گنجائش یوں بھی یہاں کب ہے!؟ اسکا راستہ پختہ کرنے میں تو یہاں دانائے زمانہ 'جمہوریت' سے بیگار لے لیا جاتا ہے! پچھلے ساٹھ سال سے یہاں جمہوریت ہی تو آمریت کا پانی بھر رہی ہے اور اسکی خدمت میں خوب بھاگی دوڑی پھرتی ہے۔ محض الفاظ اور اشکال اور 'رنگوں' سے بہل جانے والی قوم کو مشقت کے سوا کیا کبھی کچھ ملا ہے؟ 'آمریت' کے نام پر نہ سہی 'جمہوریت' کے نام پر سہی!

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ

مطبوعاتِ ایقاظ

روزِ غضب زوالِ اسرائیل پر انبیاء کی بشارتیں، توراتی صحیفوں کی اپنی شہادت	ڈاکٹر سفر الحوالی
روبہ زوال امریکن ایمپائر عالم اسلام پر حالیہ صلیبی یورش کے پسِ منظر میں	حامد کمال الدین
مسجدِ اقصیٰ، ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مسئلہ (کتاب و آڈیو)	حامد کمال الدین
مسلم ہستی کا احیاء	حامد کمال الدین
دعوت کا منہج کیا ہو؟	محمد قطب
ایمان کا سبق	حامد کمال الدین
شروط لا الہ الا اللہ	حامد کمال الدین
نواقضِ اسلام	حامد کمال الدین
توحید کے تین اساسی محور	حامد کمال الدین
موحد تحریک	حامد کمال الدین
آپ کے فہمِ دین کا مصدر کیا ہے؟	حامد کمال الدین
اہل کتاب سے برأت	ڈاکٹر سفر الحوالی
صیام اور بندگی کے معانی (کتاب و آڈیو)	حامد کمال الدین
یہ گرد نہیں بیٹھے گی!	حامد کمال الدین
یہ وہی انگریزی نظام ہے، مگر اب یہ 'اسلامی' بھی ہے!	حامد کمال الدین

کتب خانوں، یا ہم سے بذریعہ وی پی طلب فرمائیے، انٹرنٹ پر بھی دستیاب www.eeqaz.com, www.eeqaz.org

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

ایقاظ کے مضامین پھیلایئے، البتہ

فوٹو سٹیٹ کرانے کی ضرورت نہیں!

ہم اپنے اُن قارئین کے ممنون ہیں جنھوں نے ایقاظ کے بعض گزشتہ مضامین یہاں کے فکری حلقوں تک زیادہ سے زیادہ پہنچانے میں دلچسپی ظاہر فرمائی ہے۔

اِس بات کے پیش نظر کہ مضامین کو فوٹو سٹیٹ کر کے تقسیم کرنا مہنگا پڑتا ہے،
ادارہ ایقاظ اپنے اِن قارئین کیلئے یہ سہولت پیش کرتا ہے کہ:

تقسیمِ عام کیلئے آپ ایقاظ کے حالیہ یا گزشتہ کسی بھی شمارہ میں شائع شدہ کوئی بھی مضمون الگ سے طلب فرما سکتے ہیں۔

آپ کا کوئی بھی طلب کردہ مضمون ادارہ ایقاظ آپ کو 25 پیسے فی صفحہ کے حساب سے ارسال کرے گا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مضمون 40 صفحے کا ہے تو وہ آپ کو 10 روپے میں پڑے گا۔ ڈاک خرچ بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔ البتہ چونکہ یہ سہولت تقسیم عام کیلئے پیش کی جارہی ہے لہٰذا کسی بھی مضمون کی ایک صد کاپی طلب کرنا ضروری ہوگا۔

Ph: 0323-403-1624 matbooateeqaz@gmail.com

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کی تحریری مشن میں معاون بنیے

شجرِ سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ

سہ ماہی ایقاظ

خصوصاً اِن موضوعات کے مطالعہ کیلئے:

☆ ایمان، عقیدہ، فکر، منہج، تربیت...... جو کہ بصیرت کی اساس ہیں

☆ ولاء اور براء...... جو کہ مسلم شخصیت کی پہچان ہیں......

☆ امتِ اسلام میں اخوت اور وحدت کے پنپنے اور انسانوں کے گرد کھڑی کردی گئی سب سرحدوں کو بے وقعت کردینے کی دعوت، سوائے اُن 'حدوں' کے جو معبود کے تعین اور طرزِ حیات کے چناؤ سے وجود میں آتی ہیں

☆ تحریک، سماجی تبدیلی، تہذیبی پیش رفت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعوت، تعلیم،...... باطل، شرک، ابتداع، فسق اور انحراف کے جملہ مظاہر کی تردید ومخاصمت، جاہلیت سے دو بدوئی...... جو کہ جہاد کے کچھ اہم ابواب ہیں

☆ انسانی رشتوں کا پاس، محروم، نادار، پسے ہوئے طبقے کی خیر خواہی اور اعلیٰ قدروں کی ترویج...... جو کہ مکارمِ اخلاق کے کچھ اہم مندرجات ہیں

- ایقاظ ایک منبر ہے اُس مبارک مشن میں تحریری شمولیت کیلئے جس کا مقصد آج کے اسلامی تحریکوں سے وابستہ نوجوانوں کو عقیدہ کے ایک اصیل متوازن منہج سے آراستہ اور ایک ٹھوس فکری اہلیت سے لیس کردینا ہے اور اہلسنت گروہوں سے وابستہ تحریکی و جہادی وسماجی عمل کو فکری وثقافتی پہلوؤں سے مضبوط کردینا

- ایقاظ ایک کاوش ہے جذبہ کو بصیرت میں مدغم کردینے اور عمل کو علم سے برآمد کرنے کا منہج سامنے لانے کی

- ایقاظ ایک صدا ہے یہاں کے علمی ودعوتی حلقوں میں اس فقہِ اختلاف اور فقہِ ائتلاف کو زندہ وبحال کرنے کی جو کہ اہلسنت کا ایک امتیازی خاصہ اور ان کی قوت کا تاریخی راز ہے، اور جس کے عام ہوجانے سے حق کی قوتیں اپنے آپس کے وہمی معرکے ختم کرکے ایک نئے سرے سے متحد وصف آرا ہوں گی اور اتحاد و یکجہتی کے وقتی وسطحی وغیر طبعی مظاہر سے نجات پائیں گی۔

336 D سبزہ زار، لاہور 0323-4031624

www.eeqaz.com

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے